UNIVERSAL LIBRARY
OU_222888
UNIVERSAL LIBRARY

# The Drinched Book

text fiy book

سلسلۂ مطبوعات علمیہ جامعہ عثمانیہ

# فیدرس لائیسیس پروطاغورس (افلاطون)

یعنی

جے۔ رائٹ، ایم۔ اے، ٹرینیٹی کالج، کیمبرج، کے انگریزی ترجمے کا اردو ترجمہ

از

مولوی مرزا محمد ہادی صاحب بی۔ اے

رکن شعبۂ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ سرکار عالی

۱۳۵۳ھ م ۱۳۴۳ف م ۱۹۳۴ء

از مطبع جامعہ عثمانیہ سرکار عالی حیدرآباد دکن

۹ ۲۴۷۵

یہہ کتاب مسرز میکملن اینڈ کمپنی کی اجازت
سے جن کو حق اشاعت حاصل ہے اردو
میں ترجمہ کر کے طبع و شائع کی گئی ہے۔

# فہرست مضامین

## فیدرس، لائیسیس اور بروطاغورس (افلاطون)



| نمبر شمار | مضامین | صفحات |
|---|---|---|
| ۱ | سقراط، فیدرس | ۱ تا ۹۴ |
| ۲ | لائیسیس | ۹۵ تا ۱۳۵ |
| ۳ | بروطاغورس :- سقراط اور دوست | ۱۳۶ تا ۲۲۲ |

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# فیدرس

سقراط ——— فیدرس

سق ۔ کہاں سے آتے ہو دوست فیدرس (Phædrus) اور کہاں کا قصد ہے؟

فی ۔ میں لائسیس (Lysuas) پسر سیفالوس (Cephalus) کے پاس سے آتا ہوں اور میں چہل قدمی کرنے جاتا ہوں دیواروں کے باہر۔ میں بڑی دیر واقعی صبح تڑکے سے اس کے پاس بیٹھا تھا اور سقراط ایکومینس (Acumenus) جو تمہارا اور میرا دوست ہے اُس کی نصیحت کے موافق کھلی ہوئی سڑکوں پر ٹہلا کرتا ہوں کیونکہ وہ کہتا ہے کہ وہ زیادہ تفریح بخش ہیں بہ نسبت بند مقامات کے

سق ۔ اور وہ سچ کہتا ہے میرے اچھے دوست تو معلوم ہوتا ہے کہ لائسیس شہر میں تھا۔

فی ۔ ہاں ایپکریٹیس (Epicrates) کے ساتھ مقیم ہے موریخین (Morychian) کے گھر کے پاس سامنے اولمپین (Olympian) کے متصل۔

سق ۔ تم نے وہاں کیونکر اپنا وقت گزارا؟ اگرچہ مجھکو ذرا بھی شک نہیں ہے کہ لائسیس نے تم کو اپنی تقریروں سے خوش کیا ہوگا۔

**فی** - تم سنوگے بشرطیکہ تمہاری مصروفیت ایسی نہ ہو کہ میرے ساتھ چہل قدمی میں شریک نہ ہو سکو۔

**سق** - بیشک مصروف تو ہوں؟ کیا تم یقین نہیں کرتے کہ پنڈار (Pindar) کے الفاظ میں اس کو جملہ مصروفیت سے بالاتر شمار کرتا ہوں کہ جو کچھ تمہارے اور لائیسیس کے مابین گذرا ہے اس کو سنوں؟

**فی** - تو پھر آؤ۔

**سق** - اگر تم اپنا افسانہ شروع کرو۔

**فی** - میں شروع کرونگا۔ سقراط لیکن تم کو یقین دلا سکتا ہوں کہ تم اس کو بہت کچھ اپنے طریقے پر پاؤ گے۔ کیونکہ وہ تقریر جس نے ہماری توجہ کو مشغول رکھا وہ ایک خاص وضع سے عاشقانہ انداز کی تھی۔ یعنی لائیسیس نے ایک خوبصورت لڑکوں سے بحث کیا کہ اس کی خاطر کی جائے لیکن دلجوئی کرنے والا عاشق نہ ہو۔ یہی وہ لطیفہ ہے جس پر اس نے اپنی ذکاوت کو صرف کیا ہے۔ کیونکہ وہ اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ خاطرداری ایسے کی کیجائے جو عاشق نہ ہو نہ کہ اس شخص کی جو عاشق ہو۔

**سق** - کیا فیاض انسان ہے! میں چاہتا ہوں وہ یہ تسلیم کرے کہ افلاس کا بہتر حق ہے بہ نسبت تمول کے اور سن کا زیادہ حق ہے بہ نسبت کم سن کے۔ اور مختصر یہ ہے کہ ترجیح دیجائے ان جملہ صفات کو جو مجھ میں اور جمہور خلائق میں مشترک ہیں۔ اس صورت میں اس کی تقریریں بیشک خوشگوار ہیں اور عوام کے لئے نعمت ہیں۔ لیکن خواہ وہ ایسا کرتا ہے یا نہیں مجھے اس کے اقوال سننے کا ایسا شوق ہے کہ اگر تم میگارہ تک ٹہلتے چلے جاؤ اور جیسا ہیروڈیکس تجویز کرتا ہے فصیل تک جاؤ اور وہاں سے واپس ہو تم مجھ سے پیچھا نہ چھڑا سکوگے۔ میں تم سے اقرار کرتا ہوں۔

**فی** - تم کیا گفتگو کرتے ہو میرے دوست سقراط؟ لائیسیس جو اس وقت کے بڑے ہوشیار مصنفوں میں سے ہے اس نے اس تقریر کے تصنیف کرنے میں اپنے اوقات فرصت میں سے بہت سا وقت صرف کیا ہے۔ اور تم خیال کرتے ہو کہ مجھ سا مبتدی بغیر اس کے کہ مصنف کے ساتھ ناانصافی کرے؟ اس کو حفظ کر کے دہرا سکتا ہے؟ نہیں مجھ کو یقین ہے کہ میں ایسا نہیں کر سکتا۔ اگر ایسا ممکن ہو تو یہ بھی ممکن ہے کہ ایک

مقدار کثیر روپیہ کی مجھ کو ملجائے۔

سق۔ میرے اچھے دوست فیدرس اگر میں فیدرس کو نہیں جانتا تو میں اپنے آپ کو بھی نہیں جانتا گر نہ یہ صورت ہے نہ وہ میں فیدرس کو جانتا ہوں۔ میں خوب جانتا ہوں کہ لائیسیس سے ایک بار اُس تقریر کو سن کے وہ قانع نہیں ہوا بلکہ اصرار کرتا رہا کہ اس کو پھر ادا کرو اور پھر ادا کرو اور لائیسیس خود اس کے بجالانے پر خوش تھا۔ فیدرس اس پر بھی رضامند نہ تھا۔ بلکہ آخر کار کتاب کو خود دوسرے کے ہاتھوں سے لیکے اور اس کے ان اجزا کا جو اس کو پسند تھے دوبارہ مطالعہ کیا۔ اور صبح سے دن چڑھے تک اس کام میں مشغول رہنے سے اکتا کر چہل قدمی کو چلا گیا۔ اگرچہ مجھ کو یقین ہے کہ جب تک اُس نے اس تقریر کو برزبان نہیں کر لیا نہیں اٹھا بشرطیکہ بہت طولانی نہ ہو اور وہ شہر کی دیواروں سے باہر چلا گیا تھا تا کہ بجائے خود اس کو دُہراتا رہے۔ لیکن وہ راستے میں ایسے ایک شخص سے ملا جو تقریروں کی سماعت سے ایک حد تک معذور تھا۔ اور جب اُس نے اس شخص کو دیکھا تو خوش ہو کر کہا (کیا خوش گویا مفتون ہو گیا) کیونکہ وہ اس شخص کو دیکھ کے کہنے لگا۔ اب مجھ کو ایک ایسا شخص ملگیا ہے جو اس دیوانگی میں میرا شریک ہوگا۔ اور اسی لئے اس نے اپنے دوست کو چہل قدمی میں ساتھ لے لیا۔ بہرطور اس تقریروں کے شیدائی نے اس سے کہا کہ شروع کرو تو وہ جھیپنے لگا گویا وہ مائل نہ تھا باوجودیکہ مجھ کو یقین ہے اگر اس کو کوئی مشتاق سننے والا ملتا تو وہ مستعد ہو جاتا بلکہ جس کو شوق سماعت نہ ہوتا اُس کے سنانے پر بھی رضامند ہو جاتا۔ لہذا فیدرس تم اُس سے درخواست کرو گے کہ جو کچھ وہ کر سکتا ہے اُسی کو ادا کرے۔

فی۔ میرا دانشمندانہ منصوبہ بلاشک یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس تقریر کو جہاں تک مجھ سے ممکن ہے دُہراؤں کیونکہ مجھ کو یقین ہے تم نے عزم صمم کر لیا ہے کسی طرح مجھ کو جانے نہ دو گے جب تک کسی نہ کسی طرح تم کو سنا نہ دوں۔

سق۔ تم نے میرے ارادے کو کیا اچھی طرح بیان کیا ہے

فی۔ اچھا تو پھر جو کچھ میرے امکان میں ہے اس کو ادا کروں گا اگرچہ حقیقتہ اے سقراط میں تم کو یقین دلاتا ہوں کہ میں نے الفاظ ازبر نہیں کئے لیکن اگر تم

وجوہ فرق کے عام نظارے پر قانع ہو جس طرح لائیسیس نے ان کو تجویز کیا ہے یعنے شکیبا اور ناشکیبا امیدوار کے دعووں کا فرق تو میں ان کو ترتیب وار بیان کرونگا چند عنوانوں کے تحت اور وہیں سے ابتدا کرونگا جہاں سے اس نے ابتدا کی تھی۔

سق۔ میں تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں اے میرے محسن دوست مگر نہیں جب تک تم مجھ کو یہ نہ دکھا دو گے کہ تمہارے بائیں ہاتھ میں لبادے کے نیچے کیا ہے مجھے تو یہ گمان ہے کہ یہ وہی تقریر ہے۔ اگر ایسا ہو تو میں تم سے عرض کرونگا کہ یہ سمجھ لو کہ گو میں تمہارا شیدائی ہوں مگر میں تمہارا تختۂ مشق بننے کے لئے رضامند نہ ہونگا جبکہ لائیسیس بھی موجود ہے۔ بس اب دکھا دو کہ تمہارے پاس کیا ہے۔

فی۔ بس سقراط میں اعتراف کرتا ہوں کہ تم نے میری اس امید کو پاش پاش کر دیا کہ میں اپنی یاد کی تم پر آزمائش کرونگا۔ مگر تم کہاں ہم کو بٹھانا چاہتے ہو تا کہ ہم تقریر پڑھیں؟

سق۔ اب ہم یہاں سے مڑینگے اور الی سس کے کنارے کنارے چلے جائینگے اور جہاں کہیں کوئی مقام ہمارے مذاق کے موافق ہوگا وہاں بیٹھ کے آرام کریں گے۔

فی۔ کیا خوش قسمتی ہے کہ اتفاقاً میں جوتے پہنکے نہیں آیا۔ اور تم کو تو سقراط میں جانتا ہوں کہ تم کبھی جوتے نہیں پہنتے۔ ہمارا سب سے آسان طریقہ یہ ہوگا کہ چشمے کے ساتھ ساتھ چلیں پاؤں پانی کے اندر رہیں اور یہ کسی طرح ناگوار نہ ہوگا سالانہ موسم اور دن کے وقت کے لحاظ سے۔

سق۔ تو چلے چلو اور جائے قیام کی تلاش پر بھی نظر رہے۔

فی۔ وہ چھتنار چنار کا درخت جو سامنے ہے اس کو دیکھتے ہو؟

سق۔ بیشک میں دیکھتا ہوں۔

فی۔ وہاں ہم کو سایہ بھی ملے گا اور ہوا کے نرم جھونکے اور گھانس بیٹھنے کے لیئے اور اگر چاہیں تو لیٹ بھی سکتے ہیں۔

سق۔ چلو اسی طرف چلیں۔

فی ۔ تم مجھ سے کہو سقراط کہ کہیں کہیں سے الی سس پر سے بوریاس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ اوری تھیا کو لے گیا تھا؟

سق ۔ افسانے میں بھی ذکر ہے۔

فی ۔ ٹھیک اسی مقام پر یہ واقعہ گزرا ہوگا؟ پانی کس قدر خوشنما ہے۔ ایسا صاف اور شفاف ایسے ہی مقام پر خیال ہوتا ہے لڑکیاں یہاں کھیلنا پسند کرتی ہیں۔

سق ۔ نہیں یہاں نہیں بلکہ دھارے کے ساتھ ساتھ چوتھائی میل پر بہاؤ کے ساتھ جا کر ٹھیک اسی جگہ جہاں سے عبور کر کے شکاروں کے مندر کو جاتے ہیں۔ اور اگر میں غلطی نہ کرتا ہوں تو وہیں پر بوریاس کی قربان گاہ واقع ہے۔

فی ۔ میں نے اس کو کبھی نہیں دیکھا۔ مگر سقراط ایمان سے کہو کیا تم دیو بانی کے اس قصہ کو سچ جانتے ہو؟

سق ۔ کیوں کوئی تعجب کی بات نہیں ہے اگر میں اس قصہ کو نہ مانوں جو علما کا شیوہ ہے اور اپنے معقول طریقے پر کہیں کہ لڑکی کھیل رہی تھی فارمیشیا کے ساتھ وہ قریب کی گھاٹی میں شمالی ہوا کے جھکڑ کے ساتھ اڑ گئی اور اس طریقے سے اس کی موت 14
واقع ہوئی اس کا افسانہ بنا لیا گیا کہ شمال (Boreas) کا دیوتا اس کو اڑا لے گیا تھا خواہ اس جگہ سے یا اگر تم پسند کرو تو یہ کہو کہ وہ مریخ پر یہ واقعہ ہوا جو ایک اور روایت سے اس کے حادثہ کا منظر تھا۔ مگر میں بجائے خود فیدرس اگر ان توجیہات کو ظرافت سمجھتا ہوں مگر میں ان کو ایک خاص شعبہ نازک خیالی کا جانتا ہوں کہ وہ کندن و کابرآوردن اور اس کو خصوصیت کے ساتھ قابل رشک شخص نہیں تصور کرتا کہ اگر وہ صرف اسی لئے مطلوب ہو کہ ہم کو ہپو قنطورس (Hippocentaurs) اور خمیرہ (Chimeera) کے صحیح مفہوم سے آگاہ کرے اور پھر اس پر گارگن (Gorgons) اور پیگاسس Pegacuses کا ہجوم ہو جائے اور ایسے ہی عجیب و غریب خبیث اور غیر ممکن مخلوقات جن کا اس کو اعتقاد نہیں ہے اور عامیانہ تیزی کے ساتھ ہر ایک کے ساتھ یکے بعد دیگرے ایک معیار ظن کا قائم کرے تو معتدبہ وقت اور محنت مطلوب ہو مگر مجھ کو ایسی معلومات کے حاصل کرنے کی فرصت نہیں ہے اور اے میرے دوست سبب یہ ہے۔ میں اب تک دلفی کے کتاب کی متابعت نہیں

کر سکا جو مجھ کو حکم دیتا ہے کہ اپنے آپ کو جان، اور مجھ کو یہ امر مضحک معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شخص اپنی ذات کے علم سے محروم ہو وہ اپنے آپ کو ایسے امور میں منہمک کرے جن کو اس کی ذات سے کوئی تعلق نہیں ہے لہذا میں ان مضامین سے علیحدہ رہتا ہوں اور جو مذہب ان کے بارے میں اختیار کیا گیا ہے اسی پر راضی ہوں اور اپنے کو ایسے قصص اور حکایات سے مشتعل نہیں ہونے دیتا جیسا میں نے ابھی کہا تھا بلکہ خود اپنی ذات کی طرف متوجہ ہوتا ہوں تاکہ میں دیکھوں کہ آیا میں درحقیقت پیچ در پیچ اور زیادہ مہیب عفریت ہوں بہ نسبت طبقوں کے یا تمنطور کے یا ایک مخلوق ہوں زیادہ شریف اور بسیط پیدائشی وارث ہوں الٰہی فطرت اور تسکین بخش طبیعت رکھنے والا۔ ہاں یہ تو کہو فیدرس یہ وہی درخت نہیں ہے جس کے پاس تم مجھ کو لے جاتے تھے؟

فی۔ وہی۔

سق۔ درحقیقت یہ ٹھہرنے کے لئے شاندار مقام ہے کیونکہ چنار کا درخت تناور اور بلند بھی اور تنسنہ اور سایہ اگنس کاسٹس (Aguns Castus) کا بھی نہایت خوبصورت ہے اور خوب پھولا ہوا ہے لہذا ہمارے آرام کی جگہ نہایت معطر ہوگی۔ اور کس قدر خوش گوار یہ موسم بہار کا ترشح چنار کے درخت کے نیچے اور چشمہ کا پانی کس قدر سرد پاؤں سے معلوم ہوتا ہے! اور ان مورتیوں اور چڑھاووں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مقام پریوں اور شاہ دریا کے لئے متبرک مانا جاتا ہے اس کے علاوہ خوبصورت اور تفریح بخش اور حد سے زیادہ ہوادار یہ مقام ہے! بہار کے انداز کا اور صاف سکالا کے نغمہ کا جواب ہے۔ سب سے زیادہ دلفریب یہ افراط سبزہ کی ہے اور اس کا ملائم ڈھال سر کے رکھنے کے لئے کس قدر مناسب ہے کہ آرام کیا جائے۔ درحقیقت فیدرس تم بہت اچھے رہنما ہو۔

فی۔ اور تم سقراط عجیب شخص ہو۔ فی الواقع تمہارے بیان کے مطابق تم مثل ایک اجنبی کے ہو جس کو اس مقام کی خوبیاں دکھائی جاتی ہوں گویا اس ملک کے باشندے نہیں ہو۔ یہ اس کا نتیجہ کہ تم شہر سے کبھی باہر نہیں جاتے بلکہ میں

یقین کرتا ہوں کہ شہر کی چار دیواری سے باہر تم نے سیر نہیں کی۔

فی - میرے پیارے فیدرس تم کو میرا ساتھ دینا ہوگا۔ میں علم کا ایسا مشتاق ہوں کہ درخت اور کھیت مجھ کو کچھ نہیں سکھا سکتے تم جانتے ہوگے مگر شہر کے آدمی سکھا سکتے ہیں۔ تم بہر طور بظاہر وہ افسون جانتے ہو جو مجھ کو بہکا سکتا ہے۔ کیونکہ جس طرح چرواہے اپنے بھوکے گلے کو شاخیں درخت کی یا غلہ تلے اوپر کر کے دکھاتے ہیں اور جانور اس کے پیچھے ہو جاتے ہیں مجھے یقین ہے کہ تم بھی تمام نہ صرف اٹیکا کے گرد بلکہ جہاں تمہارا جی چاہے لیجا سکتے ہو صرف کوئی لکھی ہوئی تقریر چارے کی طرح دکھا کے۔ اور چونکہ ہم اب اس مقام پر پہنچ گئے ہیں اس سے بہتر کوئی بات نہیں ہے کہ میں یہاں لیٹ جاؤں۔ اور سنوں اور تم اپنے لئے جو انداز بیٹھنا یا لیٹنا مناسب سمجھو اختیار کرلو اور اس تقریر کو پڑھ کے سناؤ۔

فی - تو متوجہ ہو۔

میرے معاملہ کے حالات سے تم واقف ہو اور یہ بندوبست جو تم نے سنا ہے اس سے مجھ کو توقع ہے کہ ہم دونوں کو فائدہ پہنچے میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اب میں اپنے مقدمہ میں ناکامیاب نہ ہونگا اس بنیاد پر کہ میں تمہارے عاشقوں کے شمار سے تعلق نہیں رکھتا۔ کیونکہ ان عطیات سے جو انھوں نے بخشے ہیں اس وقت پشیمان ہوتے ہیں جب اُن کی خواہش معدوم ہوجاتی ہے مگر ہمارے لئے جو کبھی عاشق نہیں ہوتے کوئی خاص وقت نہیں ہے جبکہ ہم سے یہ توقع ہو کہ ہمارے دل بدل جائینگے۔ کیونکہ وہ کسی ناقابل مزاحمت خواہش سے متاثر نہیں ہیں بلکہ ہماری خوشی پر موقوف ہے کہ ہم تم پر عنایت کرتے ہیں اپنے مقدور پر نظر کر کے اور ہمارے اغراض کے لئے کس قدر مناسب ہے کہ عطا کرسکیں۔ پھر یہ کہ عاشق اپنے ذاتی معاملات کی ابتری پر بھی نظر رکھتے ہیں جس کا باعث ان کا عشق ہوتا ہے اور جو خدمتیں انھوں نے اپنے معشوقوں کی کی ہیں اور اس کے ساتھ ان تکلیفوں کا بھی شمار کرتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ان امور سے انھوں نے حق محبت اپنے مطلوب کا مدت ہوئی کہ ادا کر دیا ہے۔ ہم بجائے خود یہ ادعا کرنیکے قابل نہیں ہیں کہ ہم

نے عشق میں اپنی دولت سے غفلت نہیں کی ہم ان محنتوں کا حساب نہیں کر سکتے
جو ہم نے کی ہیں نہ خانگی تنازعات کا عذر کرتے ہیں جو فریفتگی کے سبب سے
منتج ہوئے چنانچہ ہمارا مقدمہ ان جملہ برائیوں سے پاک ہے جن کا ذکر ہوا
ہمارے لئے سوا اس کے اور کچھ نہیں باقی رہا ہے بجز اس کے کہ جس کام کو ہم
سمجھیں کہ تم کو خوش کرے گا۔ اس کو بجا لائیں پھر اگر عاشق کے قدر کرنے کی یہ
عمدہ علت ہو کہ وہ اپنے معشوق کے ساتھ گرویدہ ہونے کا بہ نسبت ہر چیز
کے زیادہ تر مدعی ہے اور قولاً اور فعلاً تمام دنیا کی دشمنی کے لئے آمادہ ہے
وہ صرف اپنے مطلوب کو مطمئن کر سکتا ہے۔ اس کو دریافت کرنا سہل ہے کہ اگر
اس کا بیشہ سچا ہو وہ سب جن کا وہ من بعد مفتون ہو جائے وہ بہتر شمار کیا
جائے گا بہ نسبت اس کے سابق کے محبوب کے اور یہ صاف ظاہر ہے کہ اگر سابق
کا محبوب چاہے تو وہ لاحق کو ضرر پہونچانے میں بھی تردد نہ کریگا۔ اور کیونکر تم
اس بات کو معقول خیال کروگے کہ ایسا قیمتی جوہر ایسے شخص پر صرف کردو جو
مہلک مرض میں مبتلا ہو جس کو کوئی شخص جو اس کی ماہیت سے آگاہ ہو دفع کرنے
کی کوشش بھی نہ کرے گا جبکہ مبتلا خود ہی اقرار کرتا ہے کہ اس کا دل مریض ہے اور
وہ اپنی حماقت کو جانتا ہے مگر اپنے اوپر قابو نہیں رکھ سکتا؟ اور جب اس شخص 18
کے حواس بحال ہوں کیونکر ممکن ہے کہ وہ اندازہ کرے کہ جب اس کے ذہن
کی یہ حالت تھی کیونکر وہ کام بخوبی انجام پا سکتا جس کا وہ آرزومند تھا؟ اور
اس کے علاوہ اگر تم اپنے عشاق میں سب سے بہتر کا انتخاب کرو تو تمہارا انتخاب
چند ہی اشخاص سے ہوگا۔ لیکن اگر باقی تمام عالم سے تم ایسے شخص کا انتخاب
کرو جو سب سے زیادہ تمہارے مناسب ہو تو یہ انتخاب تعداد کثیر سے ہوگا
تو یہ توقع زیادہ معقول ہوگی کہ تعداد کثیر میں ایسا شخص جو تمہاری مفتونی کا
سزاوار ہے موجود ہوگا۔ اگر تم عوام کی رائے سے خوف کرتے ہو اور اس راز
کے افشا ہونے پر ملامت سے ڈرتے ہو تو یہ فرض کرنا طبعاً درست ہے کہ
عشاق ایک خیال سے کہ دوسرے انکو ایسا سعید تصور کرینگے جیسا وہ اپنے
آپ کو سمجھتے ہیں وہ مغرور ہوکے اپنے یارانے کا ذکر کرینگے اور اپنی ظاہری

حکمت سے لوگوں میں یہ خیال پیدا کریں گے کہ انکی محنت برباد نہیں ہوئی بلکہ ہم بجائے
دیگر چونکہ ہم نے عشق نہیں کیا لہذا ہم اپنے قابو سے باہر نہیں ہوئے اس چیز
کو ترجیح دیں گے جو کہ درحقیقت مفید ہے ہر شہرت کے لیئے جو دنیا میں حاصل
ہو سکتی ہے ۔ پھر انسان ضرور سنیں گے اور دیکھینگے کہ عشاق اپنے معشوقوں کے
پیچھے کس طرح دوڑتے ہیں اور وہ بھی ایسی کامل نمائش کے ساتھ کہ صرف اس
واقعہ سے کہ انکو باہم کلام کرتے دیکھا ہے یہی شبہ پیدا کرنے کے لئے کافی ہے
درحالیکہ ہم کو تم کو باتیں کرتے دیکھ کے کسی کو شبہ کرنے کا خیال بھی نہ ہوگا کیونکہ
19 وہ جانتے ہیں کہ لوگ بغیر کسی نہ کسی سے بات کیئے نہیں رہ سکتے یا دوستی سے یا
کسی اور مسرت کے لیئے ۔ اور بھی اگر اس خیال سے خوف ہوا ہو کہ دوستی کا
پائدار ہونا کس قدر دشوار ہے اور اس تصور سے کہ معمولی صورتوں میں جب کوئی
تنازع ہوجاتا ہے تو بدقسمتی کا احساس طرفین کو مساوی ہوتا ہے لیکن عشق میں چونکہ
تم نے فضول خرچی سے اس چیز کو برباد کیا ہے جس کے تم سب سے زیادہ قدر
شناس ہو لہذا انھیں کو بگاڑ سے سخت صدمہ پہونچے گا میں تم کو یاد دلاتا ہوں
کہ یہاں بھی وہی لوگ جو محبت کرتے ہیں انھیں کے دیکھنے سے تم کو خوف ہوگا
کیونکہ اکثر امور ایسے ہیں جو عشاق کو برافروختہ کرتے ہیں اور وہ خیال کرتے ہیں
کہ جو کچھ کیا جاتا ہے وہ ان کے تکلیف دینے اور ستانے کے لئے ہے ۔ اس
سبب سے بھی وہ چاہتے ہیں کہ تم کو دنیا کے ساتھ میل جول کرنے سے باز
رکھیں وہ اُن لوگوں سے خوف کرتے ہیں جو صاحب مال ہیں ایسا نہ ہو کہ روپیہ
کی وجہ سے وہ ان پر غالب آئیں اور جو صاحب علم ہیں ان سے اس لئے کہ
وہ زیادہ درخشاں ہوں لیاقت کی وجہ سے لہذا وہ ہر تفوق سے جو کسی کو حاصل
ہو اسے شبہ کی نظر سے دیکھتے ہیں کہ اس کی وجہ سے اس کا اثر بڑھا ہوا ہوگا
اگر وہ تم کو یہ منوادیں کہ تم صحبت سے باز رہو تو پھر ان کی وجہ سے دنیا میں بالآخر
بے دوست کے رہجاؤ گے لیکن تم اپنے فوائد پر نظر رکھو گے تم ایک جداگانہ
اور دانشمندانہ طریقہ اختیار کرو گے تو اس کا نتیجہ لامحالہ تنازع ہوگا ۔ ہم بجائے
خود جو عشق میں مبتلا نہیں ہیں بلکہ اپنی قابلیت سے اپنی آرزوؤں کو پورا کرتے ہیں

کسی سے رشک نہیں کرتے جو تم سے معرفت پیدا کرے بلکہ جو لوگ اس سے بچیں ان کو ناپسند کرتے ہیں ہم سمجھتے ہیں کہ ہم کو سبک کیا اگر دوسرے سے بے اتفاقی
20 کی بلکہ فائدہ اٹھاتے ہیں پہلے کی بے تکلفی سے۔ اور چونکہ ہمارے احساسات ایسے ہیں یقیناً تمھارے پاس اس توقع کی وجہ معقول ہے کہ دوستی نہ کہ نفرت ہمارے رسم و راہ کا نتیجہ ہے۔ مزید براں عشاق اکثر ایک آرزو کا ادراک کرتے ہیں واسطے شخص کے قبل اس کے کہ انھوں نے خصلت کو دریافت کیا ہے یا اور واقعات سے معشوق آگاہ ہو گئے ہوں چنانچہ یہ کہنا تم سے غیر ممکن ہے آیا ان کا مزاج دوستی کے لیئے ان کی خواہش کے اجر آتک قائم رہیگا مگر جب آرزو موجود نہ ہو تمھاری عنایتیں حاصل ہوں ان لوگوں کو جو کبھی پہلے تمھارے دوست نہ تھے غالباً یہ دوستی کبھی کم نہ ہو گی اس چیز سے جو کہ منبع اس قدر مسرت کا تھا۔ بلکہ یادِ زمانہ گزشتہ کی آیندہ کی گرویدگی کا پیش خیمہ ہو گی۔ اور بھی تم کو عمدہ موقعوں کو ترقی کے فراموش نہ کرنا چاہیئے جو میرے مقدمہ پر التفات کرنے سے پیش کیئے جائینگے تمھارے بہترین فوائد کی نظر سے عاشق ایسے غافل ہیں کہ وہ تمھارے ہر قول و فعل کی تعریف کرتے ہیں کچھ تو اس لئے کہ ایسا نہ ہو تم خفا ہو جاؤ اور کچھ اس لیئے کہ خود ان کی عقل میں بہ سبب افراط محبت کے فتور آگیا ہے۔ کیونکہ محبت کی رنگا رنگی ایسی ہی ہوا کرتی ہے۔ اگر مبتلائے محبت ناکام رہے تو ذرا سی بات جو اوروں کی رنجش کا باعث نہیں ان کو اندوہ ناک معلوم ہوتی ہے اگر کامیاب ہو تو ان سے قدر کا متقاضی ہوتا ہے وہ امر جو اوروں کے اطمینان کا باعث نہیں ہوتا۔ چنانچہ میں سمجھتا ہوں کہ ایسے وارفتہ لوگوں کے لیئے رحم زیادہ سزاوار ہے بہ نسبت تہنیت کے۔ میں بجائے دیگر اگر تم میری خواہشوں کو پورا کرو تو تم سے راہ و رسم
21 کرونگا مگر مذکورۂ ذیل شرائط کے ساتھ ہماری تسکین فی الحال اس قدر مد نظر نہ ہو گی جیسے ہمارے آیندہ فوائد۔ میں اپنے اوپر حکومت کرونگا نہ کہ خواہش کا غلام ہوں محض خفیف اشتعال پر سخت عداوت نہ مول لونگا بلکہ سنگین جرموں پر معتدل آزردگی جو گناہ سہواً ہوں گے ان کو فوراً معاف کردونگا۔

مگر تمہاری خطاؤں پر تعذیب سے اصلاح کی کوشش کی جائے گی کیونکہ ایسا
چال چلن یقینی علامت دوستی کی ہے جو مدت تک باقی رہے گی۔ لیکن اگر
خیال میں آئے اور یہ بعید نہیں ہے کہ گرویدگی بغیر خواہش کے ممکن نہیں ہے
کہ استوار ہو تو تجھ کو دل میں رکھنا چاہیئے کہ اس صورت میں ہم کو لڑکوں کا
اور والدین کا بہت کم لحاظ ہوگا اور نہ ہم کو وفادار دوست میسر ہوں گے
الا عشق انگیز توسل سے۔ پھر اگر عنایت مناسب ہو ایسے شخص کے لئے جس
کو زیادہ حاجت ہو تو اس کا یہ نتیجہ ہوگا کہ تم تمام دنیا سے ایسے لوگوں کا انتخاب
کرو جو افضل نہ ہوں بلکہ جو زیادہ حاجتمند ہوں سخاوت کے۔ کیونکہ جس قدر زیادہ
مصیبت سے ان کی مخلصی کی گئی ہے۔ اسی قدر زیادہ تمہارے شکر گزار ہوں گے۔
نہیں بلکہ جب تم کوئی دعوت کرو تو تم سے توقع ہوگی کہ اپنے احباب کو اپنے
خوان کرم پر مدعو نہ کرو گے بلکہ ان لوگوں کو جنکو دعوت میں بلایا جانا چاہیئے
اور جن کو خوراک کی ضرورت ہے وہ تمہاری مہربانی پر مفتون ہو جائینگے اور
تمہاری عقب روی اختیار کریں گے اور تمہارے خدم و حشم کے ساتھ ہونگے
اور تمہارے دروازوں پر ہجوم کریں گے اور انتہائی مسرت کا اظہار کریں گے
اور تہ دل سے شکر گزار ہوں گے اور بے شمار دعائیں دینگے اور تمہارے
سر پر لاتعداد برکتوں کے نزول کی التجا کریں گے۔ گو کہ یہ انتخاب کی کوئی
وجہ وجیہ نہیں ہے۔ ہوسکتا ہے کہ تم ایسے لوگوں پر عنایت نہ کرو جن کو بہت 22
ضرورت ہے بلکہ ایسے لوگوں پر جو اس کے عوض پر قادر ہوں نہ صرف عشاق
پر بلکہ ایسے لوگوں پر جو عنایت زیر بحث کے سزاوار ہوں۔ نہ ایسے لوگوں پر
جو تمہارے گل شباب سے بہرہ اندوز ہوں بلکہ ایسے لوگوں کو جو تمہارے
سن دراز ہونے پر اپنی دولت سے تمہارے شریک ہوں۔ نہ وہ لوگ
کہ جب ان کی غرض پوری ہو جائے تو اپنی کامیابی کو دنیا میں نمایاں کریں
بلکہ ایسے لوگوں پر جو نزاکت کے لحاظ سے اس مضمون پر اپنے منہ کو نہ
کھولیں نہ خواستگاروں پر جو وقتی سرگرمی سے اپنا جوش ظاہر کریں۔ بلکہ
دوستوں پر جو تمام زندگی تمہارے دوست رہیں نہ ایسے لوگوں پر کہ جب

ان کو خواہش سے نجات حاصل ہو تو کوئی بہانہ بگاڑ کا تلاش کریں تاکہ تم سے
لڑیں بلکہ وہ کہ جب تمہارا گل حسن پژمردہ ہو جائے اس وقت اپنی حقیقی فضیلت
کو نمایاں کریں۔ اب یاد رکھو۔ براہ عنایت جو کچھ میں نے کہا ہے اور اس کو
بھی گوشۂ خاطر میں جگہ دو کہ عشاق ذمہ دار سمجھے جاتے ہیں اپنے دوستوں
کی جانب سے اس بارے میں کہ ان کا طریقہ زندگی کا خراب ہے درحالیکہ
وہ جو عاشق نہیں ہیں کبھی عزیزوں کی طرف سے ملامت نہیں کئے جاتے کہ
انھوں نے ایسی غفلت کی ان کے خانگی معاملات میں شاید تم مجھ سے دریافت
کرو کہ کیا ایسے لوگوں کی سفارش کروں کہ ان پر عنایت کی جائے جو تم سے
محبت نہیں کرتے بلکہ کوئی عاشق تم سے فرمائش نکریگا کہ اپنے تمام عشاق
کی نسبت ایسے اعتقادات یکساں طور سے رکھو۔ نہیں اگر تم معاملہ پر معقول نظر
ڈالو تو تم ایسے چال چلن کو لائق یکساں شکرگزاری کے سمجھو اور نہ بہرکیف تم
ایسا چاہو گے کیا تم مساوات کے ساتھ معاملہ کی حفاظت کے قابل ہو گے 23
دنیا سے چھپا کے۔ اور تم کو ضرور یاد رکھنا چاہیئے کہ کسی ایک کو بھی نقصان نہ
ہوگا معاملہ سے بلکہ فائدہ دونوں کو ہوگا۔ میرا مقدمہ مع دلائل کے بیان کیا
گیا جس کو میں قابل اطمینان خیال کرتا ہوں۔ اگر تم ان میں کوئی نقص یا اہمال
دیکھو تو پھر جو سوال تم چاہو اُن کے بارے میں کر سکتے ہو۔

اچھا سقراط تم اس تقریر کے بارے میں کیا خیال کرتے ہو؟ کیا یہ
تعجب انگیزی کے ساتھ عمدہ نہیں ہے خصوصاً زبان کے اعتبار سے؟

سق۔ نہیں خدا ساز میرے نیک دوست۔ اس نے تو مجھ پر حالت وجد کی
طاری کر دی۔ اور یہ احساس تمہاری وجہ سے ہوا فیدرس کیونکہ جبتک
تم پڑھتے رہے میں برابر تمہارے چہرے کو دیکھتا رہا اور میں نے دیکھا کہ وہ تقریر
کے اثر سے مسرت سے چمک رہا تھا اور ان چیزوں کے پرکھنے میں میں
تم کو اپنے سے بہتر تصور کرتا ہوں بس اس سے بڑھ کے اور کیا کرتا کہ تمہاری
پیروی کروں لہذا تمہاری تمام بیخودی میں شریک ہوا اے میرے دوست
تم پر خدا کی طرف سے القا ہوا۔

فی۔ نہیں سقراط تم ہمیشہ ہنسی پر تلے رہتے ہو؟

سق۔ ہنسی! کیا تم یقین نہیں کرتے کہ میں سنجیدگی کی حالت میں ہوں؟

فی۔ اوہ سقراط اب یہ ذکر جانے دو۔ مگر ایمان سے کہو جیسے تم مجھ سے محبت کرتے ہو کیا تم یقین کرتے ہو کہ کوئی شخص یونان میں اس لیاقت اور کمال کے ساتھ اس مضمون پر لکھ سکتا ہے؟

سق۔ فیدرس تمہاری کیا مراد ہے؟ کیا ہم کو یہ مطلوب ہے کہ اس تقریر کی اس کے موضوع بحث کی مناسبت سے تعریف کی جائے یا صرف اس جہت سے کہ ہر لفظ اس کا صاف اور صریح اور درست اور مجلّیٰ ہے؟ اگر بموجب
24 اول جہت کے بھی صرف تمہارے خوش کرنے کو میں منظور کرتا ہوں۔ چونکہ بجائے خود میری ناقابلیت اس قسم کی ہے کہ میں نے کوئی فضیلت اس قسم کی مشاہدہ نہیں کی کیونکہ میں اپنی توجہ صرف اس کی نظری صفت کی طرف مبذول کرتا تھا اگرچہ اس کو میں نے نہیں فرض کیا کہ لائیسیس خود بھی کافی سمجھے گا فی الواقع میں نے فیدرس یہ خیال کیا۔ مہربانی کر کے درست کر دو اگر میں غلطی پر ہوں کہ۔ اس نے انھیں باتوں کو دو یا تین مرتبہ دہرایا گویا اسنے اس کو ایسا آسان معاملہ نہیں پایا کہ اس موضوع پر بہت کچھ کہا جائے۔ گو ممکن ہے کہ شاید اسنے اس کا کچھ خیال نہ کیا ہو۔ میں یہ بھی گمان کر سکتا ہوں کہ اس نے ایک نوجوان کی نمائش کے لئے اس قوت کو نمودار کیا کہ وہ ان خیالات کو دو مختلف طریقوں سے ظاہر کر سکتا تھا اور دونوں کو تا حد امکان عمدہ ترین زبان میں۔

فی۔ تم بالکل غلطی پر ہو سقراط۔ جس صفت کے تم منکر ہو وہ تو اس تقریر میں اعلیٰ درجہ کے ساتھ پائی جاتی ہے۔ منجملہ تمام مناسب مضامین کے جو موضوع میں شامل ہیں ان میں سے کوئی ایک بھی متروک نہیں ہوا ہے لہذا مجھ کو یقین ہے بعد اس کے جو کچھ اس نے کہا ہے کوئی شخص اس حجت کو اس قدر طول دیکے ثابت نہ کر سکے گا یا اس سے عمدہ تر ادلہ کے ساتھ بیان کر سکے۔

سق۔ فیدرس اس نقطہ پر میری قوت سے باہر ہے کہ میں تم سے اتفاق کرسکوں۔ اگر ایسا ہو تو اگلے وقتوں کے دانشمند مرد اور عورتیں جنھوں نے اس مبحث پر تحریر یا تقریر کی ہے اٹھ کھڑے ہوں گے اور میرے خلاف شہادت دیں گے اگر تمھاری مروت سے میں تمھارے ساتھ یہ رعایت کروں۔

فی۔ تم کس سے مراد لیتے ہو؟ تم نے کہاں اس مضمون پر بہتر بحث سنی ہے؟

سق۔ میں اس وقت تو نہیں کہہ سکتا مگر مجھ کو یقین ہے کہ میں نے کہیں سنی ہے یا تو شاید سیفو Sapphs فاضل سے یا بزرگ اینکریون Anacreon یا اور کسی نثار سے یا کسی اور سے۔ تم پوچھو گے کہ میں اس نتیجہ پر کس طرح پہونچا؟ واقعہ یہ ہے میرے لائق فیدرس میرا سینہ میں نہیں جانتا کس طرح اس مضمون سے بھرا ہوا ہے اور مجھ کو محسوس ہوتا ہے کہ اس سے مختلف تقریر پیدا کی جاسکتی ہے جو کسی طرح اس سے کمتر درجہ کی نہ ہوگی۔ اب چونکہ میں نے خود کوئی ایجاد نہیں کیا مجھ کو اعتماد ہے اسی طرح جیسے میں اپنی حماقت سے بیگانہ نہیں ہوں۔ اب یہ رہجاتا ہے کہ میں اپنے خیال سے مثل ایک سبو کے بھرا گیا ہوں کانوں کی راہ سے بیگانہ سرچشموں سے گر اس موقع پر بھی میں ایسا بیوقوف ہوں کہ میں بالکل بھول گیا کہ یہ علم مجھ کو کیونکر اور کہاں حاصل ہوا۔

فی۔ کچھ پروا نہیں سقراط تم نے مجھ کو بہت ہی عمدہ خبریں دی ہیں اس کی تکلیف نہ کرو کہ کس طرح اور کس سے تم نے یہ سنی ہیں مگر وہی کرو جو تم کہتے ہو ایک تقریر اسی صفت کی اور اتنی طولانی پیدا کرو مثل اسی کے جو میرے پاس لکھی ہوئی موجود ہے اس تقریر کی کسی دلیل سے مستفید نہ ہو اور میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نو ارچیون archonds کے انداز سے دلفی کے دیوتا کو ایک سونے کا مجسمہ پورے قد کے برابر نہ صرف اپنا بلکہ تمھارا بھی نذر کرونگا

سق۔ تم بہت مہربان ہو فیدرس اور سونے کے مجسمہ کے قابل ہو اگر تم سمجھتے ہو کہ میری یہ مراد ہے کہ لائیسیس نے سرتاسر نشانہ غلط کیا اور یہ کہ

یہ ممکن ہے کہ ایک ایسی تقریر پیدا کی جائے جس میں جو کچھ اس نے کہا ہے کچھ بھی نہ ہو۔ نہیں میں نہیں خیال کرتا کہ یہ ممکن ہے ایسے شخص سے بھی جو سب سے بدتر لکھنے والا ہو۔ چونکہ موجودہ موضوع کے عمل میں لانے کے لیئے تم مانتے ہو کہ بردبار خواستگار کے حقوق کو بے صبر پر اعلیٰ درجہ کی ترجیح حاصل ہے وہ اپنی دلیلوں کو جاری رکھ سکے گا اگر وہ ایک کی صحت عقل کی تحسین کو ترک کرے اور دوسرے کے فتور عقل کو الزام دے؟ یہ وہ عنوان ہیں جو ضرورتاً اس مقدمہ میں بالذات داخل ہیں۔ ایسے دلیلیں میں خیال کرتا ہوں کہ جائز رکھی جائیں اور مصنف کی جانب سے تسلیم کی جائیں اور ان سب میں ایجاد نہیں ہے لیکن اس تدوین کی قدر کرنا چاہیئے درحالیکہ اُن ادلہ میں جن کا ترک محال اور اُن کا دریافت کرنا دشوار ہے۔ اُن کا ایجاد اور ترتیب ہماری پسندیدگی کے متقاضی ہیں۔

فی۔ میں اس امتیاز کو تسلیم کرتا ہوں چونکہ مجھ کو معلوم ہے کہ یہ نہایت عمدگی سے بیان ہوا ہے۔ اور اس پر طرہ یہ ہے کہ میں اس پر عمل کرونگا۔ میں تم کو اس کے تسلیم کرنے کی اجازت دونگا کہ جو شخص عاشق ہے وہ مرض کی حالت میں ہے بہ نسبت ایسے شخص کے جو عاشق نہیں ہے اور اگر یہ نقطہ بحث سے خارج کر دیا جائے جانبین سے تم لائیسیس پر سبقت لیجاؤ گے باعتبار تعداد اور قدر و قیمت ادلہ کے تم توقع کر سکتے ہو کہ تمھاری صورت زر خالص سے بنا کے اولمپیا میں رکھی جائے سپ سی لیڈی Cypoelidae کے نذر و نیاز کے پہلو میں۔

سق۔ فیدرس نے اس بات کا بہت خیال کیا کہ تم نے اس کو خاطر خواہ دل میں جگہ دی ہے کہ میں نے تمھیں دق کرنے کے لیئے تمہارے محبوب کو ماخوذ کیا ہے اور میں دیکھتا ہوں تم یہ توقع رکھتے ہو کہ اس کے ہنر سے سبقت لیجانے میں درحقیقت اس بات کی کوشش کرونگا کہ کوئی چیز زیادہ ہنرمندی سے بنائی جائے۔

فی۔ اس معاملے کے تئیں میرے دوست تم نے مجھ کو اپنی گرفت کا ایسا
ہی موقع دیا ہے۔ کیونکہ تم تقریر ضرور کرو گے ازبسکہ تم قابل ہو اس سے تو 27

گریز ممکن نہیں ہے۔ لیکن ہوشیار رہو ایسا نہ ہو کہ ہم مجبور ہوں کہ عوام کی طرح اسٹیج کے حیلہ سے کام لیں اور ایک دوسرے سے طعن و تشنیع کریں مہربانی کرکے مجھ کو مجبور نہ کرو کہ میں وہی کہوں جو تم نے ابھی کہا تھا میرے اچھے سقراط اگر میں سقراط کو نہیں جانتا تو پھر میں فیدرس کو بھی نہیں جانتا۔ دیگر یہ کہ سقراط تقریر کرنے پر جان دیتا ہے اور شرمگیں بنتا ہے۔ نہیں بس اب تم مستعد ہو جاؤ کہ ہم اس جگہ سے جنبش نہ کریں گے جب تک تم اس بات کو ظاہر نہ کرو گے جس کا پوشیدہ ہونا تم اپنے سینہ میں بیان کرتے ہو۔ کیونکہ یہاں ہم بجائے خود خلوت گاہ میں ہیں اور ہم دونوں میں سے میں نوجوان اور توانا ہوں ان جملہ امور پر غور کرکے بہتر یہ ہے کہ تم خیال رکھو اس بات کا جو میں کہتا ہوں اور عزم مصمم کرو کہ جو کچھ تمھارے دل میں ہو اس کو آزادی سے بیان کردو نہ کہ مجبور ہو کے کہو۔

سق۔ مگر درحقیقت فیدرس یہ تو مضحک ہے کہ مجھ سا مبتدی ایک تجربہ کار مصنف کا مقابلہ کرے اور فی البدیہ ایسے مضمون پر تقریر کرے جس پر اس مصنف نے بحث کی ہے

فی۔ میں تم سے کہونگا کہ یہ کیا ہے سقراط اس طرح کی عشوہ گری موقوف رکھو مجھ کو یقین ہے کہ میں ایسا کچھ کہونگا جو تم کو تقریر کرنے پر مجبور کرے۔

سق۔ تو پھر نہ کہو

فی۔ نہیں مگر میں کہونگا اور وہ یہ ہے۔ اور وہ ایک قسم کی صورت میں ہوگا۔ میں تم سے قسم کھاؤنگا۔ کس کی قسم کس دیوتا کی قسم کھاؤں؟ اس چنار کے درخت کی قسم؟ ہاں چنار کے درخت کی میں قسم کھاتا ہوں کہ اگر تم اپنی تقریر اس چنار (کی دیوی) کے سامنے نہ رکھوگے تو میں پھر کبھی 28
نہ تم کو اس کی اطلاع کروں گا نہ کبھی کسی مصنف کی تقریر پڑھ کے سناؤنگا چاہے وہ مصنف کوئی بھی ہو۔

سق۔ آہ بدبخت ایک تقریر کے عاشق کے مجبور کرنے کا وسیلہ خوب دریافت کرلیا کہ تمھارے حکم پر چلے جانا چاہئیے چاہے وہ کوئی حکم ہو!

فی ۔ تو پھر تم کیوں پیچھے رہے جاتے ہو؟

سق ۔ چونکہ فیدرس تم نے یہ قسم کھائی ہے۔ میں ایسا دل کہاں سے لاؤں کہ اس ضیافت سے علحدہ رہوں؟

فی ۔ تو پھر شروع کرو۔

سق ۔ تو میں تم سے کہوں کہ میں کیا کرنا چاہتا ہوں؟

فی ۔ کس کے بارے میں؟

سق ۔ میں اس طرح تقریر کرنا چاہتا ہوں کہ میرا چہرہ نقاب پوش رہے تاکہ میں تقریر کو اس قدر جلدی سے کہہ جاؤں جس قدر جلد ممکن ہے اور تمھارا منہ دیکھ کے جھینپوں نہیں۔

فی ۔ اچھا جو کچھ ہو تقریر کرو اور دوسری ہر بات کو جیسے تمھاری مرضی ہو اس طرح طے کر لو۔

سق ۔ اے موسیقی کی دیویو جن کو لیگین ( Ligaean Muses ) کہتے ہیں آؤ خواہ یہ ماہیت تمھارے گیت کی ہو خواہ موسیقی کی عاشق لیگین کی نسل سے تمھاری وجہ تسمیہ ہو۔ آؤ میری مدد کرو تاکہ میں وہ افسانہ کہوں جس کے کہنے پر میرا مہربان دوست مجھ کو مجبور کرتا ہے تاکہ اس کا محبوب جو اب تک دانشمند معلوم ہوتا تھا اب پہلے سے زیادہ دانشمند نظر آئے۔

کسی زمانے میں ایک لڑکا بلکہ یہ کہو کہ نوجوان تھا جس کا حسن سب سے سبقت لے گیا تھا اس نوجوان کے متعدد عشاق تھے مگر ان میں سے ایک ایسا چالاک تھا کہ اگرچہ مثل رقیبوں کے اس کی عشق کی آگ بھی کم نہ تھی اس نوجوان کو یقین دلا دیا تھا کہ وہ اس سے محبت نہیں کرتا اور
29 ایک دن جب وہ اپنا حال عرض کر رہا تھا اس نے اس بات کو ثابت کرنا چاہا کہ بردبار عاشق کا زیادہ حق ہے معشوق پر بہ نسبت بے صبر عاشق کے اور اس کا ثبوت یہ ہے۔

اے میرے دوست ہر مضمون میں ان لوگوں کے شروع کرنے کا طریقہ ایک ہی ہے جو صاحب رائے و تدبر ہیں ان کو جاننا چاہیے کہ

وہ چیز کیا ہے جس پر وہ عقل آرائی کرتے ہیں یا وہ ضرورتاً گمراہ ہو جاتے ہیں
اکثر انسان بہر طور نابینا ہیں اس واقعہ میں کہ وہ فرداً فرداً ہر چیز سے ناواقف
ہیں ۔ یہ سمجھ کے کہ وہ اس سے ماہر ہیں وہ ابتدائے تلاش میں باہمدگر افہام
و تفہیم سے باز رہتے ہیں اور ان بعد اس کے طبعی نتیجہ کا ظہور ہوتا ہے عدم
استقلال بذات خود اور باہم دگر نہ چاہیئے کہ ہم تم اس غلطی میں پڑیں جس کا ہم اور
لوگوں کو الزام دیتے ہیں جو سوال ہمارے سامنے ہے وہ یہ ہے کہ آیا عشق
یا عدم عشق دوستی کے لئے مطلوب ہے چاہیے کہ پہلے ہم باہمی رضامندی سے
تعریف عشق کی قائم کریں جس سے اس کی ماہئیت کی تصریح ہو سکے اور اس
کی قوتیں معلوم ہوں اور اس سے ہم گزشتہ پر نظر ڈال سکیں اور حوالہ دے سکیں
ہم اس پر غور کریں گے کہ یہ نتیجہ کے لحاظ سے مفید ہے یا مضر ۔ چونکہ عشق ایک
قسم خواہش کی ہے یہ ہر شخص پر ظاہر ہے اور اسی کے مثل یہ بھی ظاہر ہے
بجائے دیگر کہ بغیر عشق کے بھی ہم کو خوبصورت اشیاء کی خواہش ہے ہم عاشق
کو کس طرح شناخت کریں ؟ ہم کو یہ بھی ملاحظہ کرنا چاہئیے کہ ہم میں سے ہر
شخص میں دو حاکم اور رہنما اصلیں ہیں جب وہ ہدایت کرتی ہیں تو ہم ان کی 30
پیروی کرتے ہیں کسی وقت میں وہ ہدایت کریں ایک تو پیدائشی خواہش لذت
کی ہے دوسری ایک اکتسابی تعقل ہے جو ندرت کا مشتاق ہے ایک وقت
میں یہ دونوں ایک دوسرے کی موافقت سے کام کرتی ہیں دوسرے
وقت دونوں ہماری ذات میں مخالفت رکھتی ہیں کبھی ایک کو حکومت حاصل
ہوتی ہے کبھی دوسری کو جب تعقل ہماری رہنمائی کرتا ہے صحیح عقل کے ساتھ
نیکی کے لیے اور اپنی حکومت جتاتا ہے تو ہم اس حکومت کو اعتدال سے
نامزد کرتے ہیں لیکن جب خواہش بے عقلی کے ساتھ لذت کی طرف کھینچتی ہے
اور ہمارے باطن میں اس کی سلطنت قائم ہو جاتی ہے تو اس دباؤ کو افراط
کہتے ہیں ۔ پس تم کو معلوم ہونا چاہئیے کہ افراط کے متعدد نام ہیں جیسے
اس کے متعدد اجزا اور متعدد صورتیں ہیں ۔ اور ان صورتوں سے جو غلبہ
حاصل کرے گی وہ اپنے قابض کو اپنے نام کا داغ دیگی اور وہ صورت

نہ قابل عزت ہے اور نہ اس قابل ہے کہ حاصل کی جائے ۔ مثلاً جب خواہش کھانے کی غالب ہو جاتی ہے عقل پر اور دوسری خواہشوں پر تو اس کو بسیار خواری سے نامزد کرتے ہیں اور جو یہ خصلت رکھتا ہے اس کو بسیار خوار کہتے ہیں ۔ پھر اگر کسی نے شراب خواری کے لئے اس حکومت کو غصب کیا ہے اور جو شخص اس میں مبتلا ہو اس کو اس طرف کھینچتا ہے تو میں کیا کہوں کہ کونسا لقب اس کو حاصل ہوگا ۔ اور چونکہ عام ناموں میں سے جو ان ناموں کے مشابہ ہیں وہ ایسی خواہشوں پر جاری کئے جاتے ہیں جو ایسی خواہشوں کے مشابہ ہیں تو یہ صاف ظاہر ہے کہ اس خواہش کا مناسب نام کیا ہوگا جو بالفعل غالب ہے ۔ پس میری نیت سابق کے بیانات کے لانے کی اب تو خوب واضح ہوگئی ہوگی ۔ مگر کوئی چیز ایسی صاف نہیں ہے جو صاف تر نہ ہو سکے 31
بولے جانے سے ۔ جب خواہش عقل کو رد کر کے فیصلے کی قوت کو مغلوب کر لیتی ہے وہ فیصلہ جو حق کی طرف رہنمائی کرتا ہے لذت کا رخ کرتا ہے جس کو خوبصورتی دل میں القا کرتی ہے اور جب دوبارہ مشابہ خواہشوں کے اثر سے بشدت متحرک ہوتی ہے اس کو عشق کہتے ہیں ۔ مگر میرے عزیز فیدرس میں تم کو ویسا ہی ظاہر ہوتا ہوں جیسا میں اپنے آپ پر ظاہر ہوا ہوں تو کیا میری تقریر کسی الہٰی تاثیر سے متاثر ہے ؟

فی ۔ اس میں کوئی شک نہیں سقراط کہ ایک غیر معمولی روانی تم میں آگئی ہے ۔

سق ۔ پس خاموشی کے ساتھ میرے الفاظ سنو ۔ کیونکہ یہ بالکل سچ ہے کہ یہ مقام مقدس ہے ۔ اس طرح کہ اگر اس تقریر کے ادا کرنے میں مجھ پر وجد کی حالت طاری ہو جائے اس مقام کی ارواح سے تو تم کو تعجب نہ کرنا چاہیئے کیونکہ میری یہ گفتگو وحشیانہ نظم سے بہت بعید نہیں ہے ۔

فی ۔ بالکل سچ ہے ایسی دور نہیں ہے ۔

سق ۔ اور اس کے لئے فیدرس تم جواب دہ ہو ۔ مگر میری باقی گفتگو سنو ممکن ہے کہ میں بیخودی سے بچ جاؤں ۔ بہر طور یہ خدا کی مرضی کے

موافق ہوگا ۔ ہم کو چاہیئے کہ اس خوبصورت نوجوان کی ثنا خوانی کی طرف
رجوع کریں ۔

پس آؤ اے عمدہ نوجوان ۔ چونکہ تعریف موضوع زیر بحث کی
بیان ہو چکی اور صحت کے ساتھ دیکھ لی گئی اب ہم کو چاہیئے کہ اس کو مدنظر 32
رکھیں درحالیکہ اب ہم اس امر پر غور کریں گے کہ تم کو غالباً کیا نفع یا ضرر ہوگا
اگر تم ایک عاشق بیتاب کی خواہشوں پر توجہ کرو یا غیر بیتاب پر علی الترتیب ۔
اگر ایک آدمی پر خواہشوں کی حکومت ہو اور وہ لذت کا غلام ہو میرے خیال
میں ضرور ہے کہ وہ اپنے لئے معشوق کو اس قدر لذت کا سرچشمہ بنا لے
جس قدر کہ اس سے ممکن ہے ۔ پس ایک بیمار انسان کے لئے ہر شخص
لذت بخش ہے جو اس کی خواہشوں کا مزاحم نہ ہو لیکن جو چیز اسکی خواہشوں
سے افضل یا مساوی ہونے کی مدعی ہو وہ اس کی نفرت کو تحریک
دیگی ۔ لہذا عاشق اس کو گوارا نہ کرے گا تا حدامکان کہ معشوق اس پر
غالب ہو یا برابر ہو بلکہ ہمیشہ یہ چاہے گا کہ اس سے مغلوب رہے اور
کمتر ہو ۔ پس جہالت کمتر ہے علم سے اور بزدلی بہادری سے ناقابلیت
مثلاً ایک مقرر کی خطبہ خوانی کے ہنر میں سنگینی بلادت عقل کی (سرعت فہم یا)
حاضر جوابی پر ۔ منجملہ متعدد ذہنی نقصانات کے یہ چند ہیں جن کو عاشق اپنے
معشوق میں پا کے خوش ہوتا ہے اگر وہ طبعاً پیدائشی ہوں اور اگر وہ تعلیم
سے عارض ہوئے ہیں اس کو لازم ہے کہ ان کو آہستہ آہستہ ذہن نشین
کرے ورنہ اس کو فوری تشفی سے دست بردار ہونا ہوگا ۔ نتیجہ یہ ہے کہ تمھارا عاشق
تم پر رشک کی نظر ڈالے گا اور اکثر قیمتی شناسائیوں سے مانع ہوکے جو
تمھارے نشوونما کی باعث ہوئیں جن سے مردانگی کو ترقی ہوتی وہ تم کو سخت
ضرر پہونچائے گا اور سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ تم کو اس امر سے
باز رکھے گا جو تم کو درحقیقت دانشمند بنا دیتا میری مراد الٰہی فلسفہ کی تحصیل
سے ہے جس سے تمھارا عاشق تم کو یقیناً تا حدامکان دور رکھے گا اس 33
خوف سے کہ ایسا نہ ہو تم اس سے نفرت کرنا سیکھو ۔ اور اس پر بھی قناعت

نہ کرے گا وہ یہ تدبیر کرے گا کہ ہر موضوع سے کلیتہً جہالت میں رکھے خواہ وہ کوئی موضوع ہو تاکہ ہر موضوع کے علم کے لئے تم مجبور ہو کر اسکے آسرے پر رہو کیونکہ تمھاری یہ حالت اس کے واسطے بہت مسرت بخش ہو گی اور تم کو نہایت تباہ کن ضرر پہونچائے گی۔ پس جس حد تک ذہنی ترقی کو دخل ہے تم کو کمتر مفید راہنما اور رفیق نہیں مل سکتا بہ نسبت ایک امیدوار کے جو عشق کے زیر اثر ہو۔

اب ہم کو اس بات پر غور کرنا چاہیئے کہ تمھاری بدنی خصلت کیا ہوگی اور طریقہ جسمانی ورزش کا کیا ہو گا اگر تمھارا آقا اور مالک ایسا انسان ہو جو لذت کو نیکی پر ترجیح دے کے بغیر اس کی جستجو کے نہیں رہ سکتا۔ دیکھا جائے گا کہ ایسا شخص ایک نازک بدن پٹھے کے پیچھے دوڑتا ہے جس کا جثہ سخت اور کلفت برداشت کرنے والا نہیں ہے نہ اس نے جھلسا دینے والی دھوپ میں پرورش پائی ہے بلکہ گھنیری چھاؤں کے درختوں کے سایہ میں پرورش پائی ہو گی وہ محنت اور مشقت سے اور صحت بخش پسینہ کشش و کوشش سے بیگانہ ہے مگر عورت کی نرم و نازک زندگی سے اجنبی نہیں ہے اور اپنے تن کو مصنوعی رنگ آمیزی اور زیوروں سے آراستہ کرتا ہے اور فطرت کی شفقت سے زیادہ مستفید نہیں ہے اور ایسے اعمال کا خوگر ہے جو ان چیزوں کو فطری طور سے لازم ہیں وہ جیسے ہیں تم خوب جانتے ہو کہ مجھے زیادہ طول دینے کی ضرورت نہیں ہے مگر میں ایک عام عنوان کے تحت میں اس کا خلاصہ بیان کر کے اپنے موضوع کے ایک اور شعبہ کی طرف رجوع کرتا ہوں وہ اس طرح کہ میں کہ وہ اگر کسی نوجوان کے بدن نے ان میں پرورش پائی ہے وہ جنگ کے

34

وقت سپر انداختہ نہ ہو گا اور نہ کسی بھاری کام میں وقت ضرورت دست پاچہ ہو جائے گا وہ اپنے دشمنوں کو اعتماد سے بھر دیگا لیکن اس کے دوستوں کو بلکہ اسکے عاشقوں کو ہول ہو گا۔

ان صریح خیالات سے اب اس کے آگے ہم جا پہنچیں گے کہ کونسا

فائدہ یا کیا نقصان تمہاری دولت کو پہونچ سکتا ہے رفاقت یا انتظام سے ایک عاشق کے یہ واضح ہونا چاہئے ہر شخص پر اور سب سے زیادہ خود عاشق پر کہ کوئی چیز ایسی نہیں جس کے لئے وہ التجا کرے گا اس سرگرمی کیساتھ جیسا کہ اس شئے کے لئے جس سے اس کا تعلق خاطر ہے کہ وہ اپنے سب سے پیارے محبوب اور سب سے مقدس خزانوں سے محروم ہو جائے۔ وہ خوشی سے دیکھے گا کہ وہ اپنے والدین اور اعزا اور احباب سے جدا ہو جائے۔ کیونکہ ان لوگوں میں جتنے وہ ہیں اتنے ہی مجتنب اور مزاحم اس کو نظر آئیں گے اس تجارت کے راستہ میں ایسے محبوب کے ساتھ جس کو وہ بہت ہی دوست رکھتا ہے۔ مزید برآں اگر کوئی نوجوان سونے اور دوسرے اشیا پر قابض ہے وہ ایسا آمادہ نشکار نہ ظاہر ہوگا اور نہ سہولت سے اس کا انتظام ممکن ہوگا اگر وہ کشش و کوشش میں گرفتار رہے۔ اور اس طرح امکاناً نہیں ہو سکتا مگر یہ کہ عاشق صاحب جائداد ہونے کو معشوق سے دریغ کرے اور اس کے نقصان سے خوش ہو۔ نہیں بلکہ خوش ہو اگر وہ تا حد امکان مدت تک چاہے کہ وہ بغیر جورو بچے اور مکان کے اس خواہش سے کہ ایک مدت مدید تک اس سے تمتع حاصل کرکے مسرت اندوز ہو۔

میں واقف ہوں کہ اس کے سوا دنیا میں اور برائیاں بھی ہیں اگرچہ چند ہی ایسی ہیں جیسے کسی دیوتا نے عارضی تشفی کو مخلوط نہ کر دیا ہو مثلاً طفیلی ایک ایذا رساں اور رنج دہ خبیث ہے پھر بھی فطرت نے
اس کے عزوں کو صفائی اور شائستگی سے خالی نہیں رکھا۔ آشنائی کی 35
یہ مذمت کیجا سکتی ہے کہ وہ ضرر رساں شر ہے۔ اور اسی طرح کی اعتراض ایسے ہی مختلف مخلوقات اور اشغال کی نسبت ہو سکتے ہیں جو دفع الوقتی کے لئے بعض اوقات کم از کم تھوڑی لذت بخش ہوتے ہیں مگر عاشق نہ وراں اس کے کہ وہ اپنے محبوب کو ضرر پہونچاتا ہے تمام بدنما اشیا میں سب سے بڑھا ہوا بد مذاق ہے روزانہ رسم و راہ میں

اگلے مقولوں میں آگیا ہے کہ جوان جوان سے خوش ہوتا ہے اور
بوڑھا بوڑھے سے میں خیال کرتا ہوں کہ برسوں کی مماثلت سے خوشیاں
بھی مماثل ہو جاتی ہیں مشابہت کے واسطے سے دوستی پیدا ہوتی ہے
مگر تاہم ربط وضبط برابر والوں کا بھی آسودگی کا موجب ہوتا ہے۔ اور
ہر معاملہ میں ہر شخص کو زبردستی ناگوار ہوتی ہے۔ اور یہ ایک برائی ہے
جو معشوق کو اپنے عاشق کی مصاحبت میں بہ سبب مفقود ہونے ہمدردی
کے حد درجہ محسوس ہوتی ہے چونکہ ایک بوڑھا آدمی مصاحب ہے
نوجوان کا اگر اس کے امکان میں ہو تو اس کو دن رات نہیں چھوڑتا
بے روک جوش دیوانگی سے اس کو آگے بڑھاتا رہتا ہے اور وہ
کل اوقات میں چشم و گوش ولمس وغیرہ سے اس کی موجودگی سے ایک
طفل حسین کی متمتع ہوتا رہتا ہے اور ایک نفیس لذت سے بہرہ اندوز
ہوتا ہے مگر اس طفل کو اس سے کیا فیض پہونچتا ہے اور کونسی لذت
حاصل ہوتی ہے تاکہ وہ اس طولانی مصاحبت میں حد نفرت کو نہ پہونچے 36
جب وہ اپنی آنکھوں کے سامنے ایک پژمردہ چہرہ ایک پیر فرتوت کا
دیکھتا ہے اور وہ بھی ایسے لوازم کے ساتھ جن کے سننے سے بھی
کراہت ہوتی ہے کمتر یہ ہے کہ وہ ہم پر لامحالہ مسلط ہو اور ہر موقع اور
صحبت میں اس کے حسی مشاہدہ سے احتیاط کریں جب کہ اس کو بے موقع
اور فضول ستائش سننا پڑے یا اسی طرح غالباً ناقابل برداشت
ملامت اپنے عاشق کی سنجیدہ تلون سے سننا پڑیں درحالیکہ اگر وہ افراط
شراب خواری سے مخمور ہو تو اس کو ایسی تقریر کی توقع ہو گی جس میں مکردہ
فحش الفاظ شامل ہوں جو محض ناقابل برداشت ہی نہیں ہے بلکہ اُن کا
سنا بھی بے غیرتی ہے۔ اور اگر اس کی عشق بازی کے زمانے میں عاشق
ایذارساں اور قابل نفرت ہو بس جب اس کا عشق ختم ہو جائے تو
وہ اپنی بقایا زندگی میں خائن ہو گا اس شخص کے ساتھ جس پر وہ باوجود
بہت سے اقراروں بلکہ بہت سی قسموں اور منت کے وہ کامیاب

نہ ہوا کہ معشوق اس کی صحبت کی گرانی کو برداشت کرے بامید نفع آیندہ
کے۔ ہاں میں کہتا ہوں اس وقت جب کہ معاوضہ ادا کیا جائے وہ
دیکھے گا کہ اس کے سینہ میں ایک جدید حاکم اور جدید مالک پہونچ گیا
ہے یعنے حکمت اور اعتدال عوض شوریدہ سری اور دیوانگی کے اور
یہ کہ وہ ایک نیا آدمی ہوگیا ہے بغیر اس کے کہ اس کا معشوق اس تبدیلی
سے آگاہ ہو۔ پس وہ نوجوان اگلی مہربانیوں کا معاوضہ طلب کرتا ہے اور
37 جو کچھ ان کے مابین گزرا ہے اس کو یاد دلاتا ہے قولاً و فعلاً اس خیال سے کہ
وہ اسی شخص سے گفتگو کر رہا ہے۔ لیکن دوسرا شخص شرم کے مارے نہ تو
تبدیلی کا اعتراف کرتا ہے جو اس کی ذات میں ہوئی ہے اور نہ اس
بات پر آمادہ ہوسکتا ہے کہ اس اگلی بیخودی کے زمانے کی قسمیں اور معاہدے
پورے کرے اب چونکہ حکمت اور اعتدال نے اس کے دل میں اپنی
سلطنت کے تخت کو جگہ دی ہے اس خوف سے کہ اگر وہ مثل سابق کے
عمل پیرا ہو تو وہ ویسا ہی ہو جائے جیسا پیشتر تھا اور اپنی اگلی حالت کی طرف رجوع
کرے۔ اور اس طرح وہ مثل بھاگے ہوئے (غلام) کے ہے اور ضرورتاً
وہ فریبی ہے جہاں وہ پہلے عاشق تھا اور اب ایک ذرا سے ہیر پھیر سے وہ تعاقب
کرنے والے کی حالت سے بدل کر ایسا ہوگیا ہے کہ اس کا خود تعاقب
کیا جاتا ہے کیونکہ وہ نوجوان مجبور ہے کہ اس کا تعاقب کرے تنفر اور
دشنام کے ساتھ۔ افسوس! وہ ابتدا ہی سے ناواقف تھا کہ اس کو ایسے
شخص پر عنایت نہ کرنا چاہیے تھی ایسے شخص پر جو عاشق تھا لہٰذا دیوانہ تھا
اور اس سے بڑھکے اس شخص پر جو عاشق نہ تھا اور اس نے اپنے حواس
کو قائم رکھا جیسے پہلی صورت میں چاہیئے کہ وہ مغلوب ہو جائے ایک بے ایمان
بدمزاج مردود کا جو اس کی دولت کو بھی ضرر پہونچائے اور اس کے جسمانی
خصلت کو بھی اور سب سے بڑھا ہوا ضرر اس کی نفسی ترقی کو جو دیوتاؤں اور
انسانوں دونوں کی نظر میں کوئی چیز قابل تحسین اور قیمتی نہ ہے نہ ہوگی اے
خوبصورت لڑکے ان الفاظ پر غور کرو جو میں نے کہے ہیں اور یاد رکھو کہ

عاشق کی دوستی کا تعلق نیک نیتی سے نہیں ہے بلکہ وہ ایک خواہش ہے جو سیرابی کی آرزومند ہے۔

جس طرح بھیڑیے بھیڑوں کو چاہتے ہیں اسی طرح عاشق اپنے معشوقوں کو چاہتے ہیں۔ آہ! فیدرس اسی سے میں خائف تھا! تم اس کی توقع نہ رکھو کہ اب ایک لفظ بھی مجھ سے سنو گے بلکہ اسی پر قناعت کرو میری
38 تقریر کو یہاں ختم ہو جانا چاہیئے۔

فی۔ کیوں سقراط! میں خیال کرتا تھا کہ ابھی آدھی بات ہوئی ہے اور ابھی اسی قدر اور کہنا باقی ہے حمایت میں صابر مستقل امیدوار کے حقوق میں اور شمار کرنے ہیں ان فوائد کے جو عاشق اس کے مقابلہ میں پیش کرتا ہے۔ پس یہ کیا ہے کہ تم یہیں پر چھوڑے دیتے ہو۔

سق۔ میرے فاضل دوست تم نے مشاہدہ نہیں کیا کہ میں غیر منتظم شعر کی حد سے گزر چکا ہوں اور رزمیہ اشعار کے باب میں کہنا شروع کیا ہے اور وہ بھی اس وقت جب کہ مصروف ہوں الزام دینے میں؟ مہربانی کرکے غور کرو میرا کیا حال ہو گا اگر میں ستائش شروع کروں؟ کیا تم نہیں جانتے کہ یقیناً وجد کا عالم مجھ پر طاری ہو گا ان پریوں کے ذریعہ سے جن کے اثر میں تم نے عمداً مجھ کو جھونک دیا ہے؟ پس ایسی سرنوشت کے خوف سے میں تم سے ایک لفظ کہتا ہوں کہ میں نے ایک کی جو برائی کی ہے میں اس کے مقابل کی نیکی دوسرے کی جانب منسوب کرتا ہوں اور طولانی تقریر کی کیا حاجت ہے جب کہ دونوں جانب سے کافی کلام کیا گیا ہے؟ پس میرے افسانہ کا ویسا ہی خیر مقدم ہو گا جس کا وہ شایان ہے۔ اور میں خود چشمہ کے اس پار ہو کے گھر چلدونگا قبل اس کے کہ تم مجھ کو اس سے بھی بڑھی ہوئی مشکل میں ڈال دو۔

فی۔ سقراط ابھی نہیں جب تک دن کی گرمی نہ گذر جائے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ آفتاب ٹھیک دوپہر کو ڈھل جانے کی حد پر پہنچ گیا ہے جسے لوگ کہا کرتے ہیں۔؟ پس مہربانی کر کے اس قدر انتظار کرو اور جو کچھ کہا گیا ہے

39 اس پر ہم تم ملکے غور کریں اور جب ذرا ٹھنڈا ہو جائے تو گھر کا راستہ لو۔
سق۔ تم اپنی تقریروں سمیت عجیب شخص ہو فیدرس تم مجھ کو متحیر کئے دیتے ہو میں یقین کرتا ہوں کہ تمام تقریریں جو تمہارے جین حیات تصنیف ہوئی ہیں ان میں سے تعداد کثیر انہی ہستی کے لئے تمہاری ممنون ہیں بہ نسبت کسی اور شخص کے تمام دنیا میں خواہ وہ تمہاری تصنیف کی ہوئی ہوں یا کسی اور سے چھین لی گئی ہوں جائز یا ناجائز طریقے سے۔ اگر ہم سمیاس (Simmias) ساکن تھیبس (Thebes) کو مستثنیٰ کر دیں تو کوئی ایسا نہیں جو تمہارا مقابلہ کر سکے۔ اور اب بھی میں یقین کرتا ہوں کہ ہم کو ایک اور تقریر ملے گی جو اپنے ادا کرنے کے لئے تمہاری شکر گزار ہو گی۔

فی۔ یقیناً یہ بد خبر نہیں ہے۔ مگر ایسی صورت کیوں ہے اور کس تقریر سے تمہاری مراد ہے؟

سق۔ ٹھیک اس وقت کہ میں دریا سے عبور کیا چاہتا تھا مجھ کو اپنے الٰہی موکل کی عادت مرسومہ سے اطلاع موصول ہوئی۔ یہ آثار کسی کام سے جس کا میں ارادہ کرتا ہوں مجھ کو باز رکھنے کے لئے ظاہر ہوا کرتے ہیں میں اسی انتظار میں تھا مجھے معلوم ہوا کہ میں نے اسی جگہ ایک آواز بھی سنی جس نے مجھ کو یہاں سے کہیں اور جانے کو منع کیا جب تک میں اپنا تزکیہ کر کے پاک نہ ہو جاؤں گویا کہ میں نے خدا کا کوئی گناہ کیا ہے۔ اب تم کو جاننا چاہیئے کہ مجھ کو پیش بینی کا کوئی کرتب یاد ہے اگرچہ اس کی کچھ ایسی بڑی مقدار نہیں ہے مگر بے غرض مصنفوں کی طرح میرے ذاتی مقاصد کے لئے کافی ہے۔ اور اسی سے ہمیں اب کم از کم اپنی غلطی کا ادراک ہو جاتا ہے۔ میں بالآخر کہتا ہوں کیونکہ میں تم کو یقین دلا سکتا ہوں میرے نیک دوست کہ نفس بھی کسی حد تک پیش بین ہے۔ کیونکہ ایک مدت پیشتر سے میرے نفس نے مجھ کو چھیڑ کے آگاہ کر دیا تھا۔ جب میں وہ تقریر پڑھ رہا تھا اور میرا بشرہ
40 بقول ابیکس تاریک ہو گیا تھا اس خوف سے کہ کہیں ایسا نہ ہو میں آسمانی

عدالت العالیہ کا مجرم ہو کے روئے زمین پر کسی عزت کا خریدار نہ ہوں۔ بلکہ اب مجھ کو اپنے جرم پر اطلاع ہو گئی۔

فی۔ اور مہربانی کر کے بتاؤ وہ کیا تھا؟

سق۔ وہ صدمہ پہونچانے والی اور دل ہلا دینے والی تقریر بھی جن کو تم خود فیدرس یہاں لائے تھے یہ وہی تھی جس کو تم نے زبردستی مجھ سے کہوایا۔

فی۔ کس وجہ سے وہ صدمہ پہونچانے والی تھیں؟

سق۔ وہ احمقانہ تھیں اور اس کے ساتھ کسی حد تک دینداری کے خلاف بھی تھیں اور کیا چیز اس سے زیادہ تکلیف دینے والی ہو سکتی ہے؟

فی۔ کوئی چیز نہیں اگر تمہارا الزام سچا ہو۔

سق۔ اور کیا یہ نہیں ہے؟ کیا تم نہیں یقین کرتے کہ عشق (افرودائٹ، خفتنے کا بیٹا ہے اور خود ایک دیوتا ہے؟

فی۔ وہ ایسا ہی کہا گیا ہے یقیناً۔

سق۔ یقیناً لائیسیاس کی نہیں اور نہ تمہاری اس تقریر سے جو میری زبان سے جاری ہوئی بعد اس کے کہ تم اس میں جادو چکے تھے۔ نہیں اگر عشق ایک دیوتا ہو جیسا کہ وہ ہے یا خدائی چیز ہو تو وہ کوئی بری چیز نہیں ہے لیکن وہ ایسا ظاہر کیا گیا ہے ہماری دونوں تقریروں [illegible] لہذا یہ جرم ہے جس کے وہ مجرم تھے عشق کے باب میں [illegible] بھولے پن کے جو اعلیٰ درجہ کا دل خوش کن ہے اگرچہ وہ کوئی [illegible] نکالتے اور نہ کوئی صحیح لفظ کہتے ہیں اول سے آخر تک پھر بھی وہ اپنی [illegible] سے کلام کرتے ہیں گویا کہ وہ نتیجہ خیز ہیں اس قوت پر کہ ممکن ہے کہ توقع ہو سکے کہ کسی غریب سادہ لوح پر [illegible] کو اپنی [illegible] شہرت [illegible] سے ان لوگوں میں لہذا اب بجائے خود فیدرس [illegible] چاہیے کہ [illegible] کرادوں۔ اور ان سب کے لئے جو انسانوں کے باب میں [illegible] کر [illegible]

41 ایک صورت تجویز کی ہے جس سے اسٹیسی کورس (Stesichorus) واقف تھا اگرچہ ہومر نہ تھا کیونکہ جب بینائی سے معذور ہوگیا کیونکہ اس نے ہیلن (Helen) کو رسوا کیا تھا وہ ہومر کی طرح ناواقف نہ تھا اس کی علت سے بلکہ وہ سچا پرستار میوزز کا تھا اس نے اپنی خطا کو معلوم کرلیا اور براہ مستقیم ستائش کی۔

جھوٹ تھا میرا قصہ۔ گردش کرنے والے سمندر سے نہیں گزرا
اور ٹرالے کے عالیشان برج تیری نگاہ سے نہیں گذرے

پس تمام اپنے پہلی نو ترجیعات جو کہے جاتے ہیں موزوں کرنے کے بعد اس کی بینائی نے عود کیا اور میں اس خصوصیت میں اُن دونوں شاعروں سے سبقت لیجاؤنگا ایسا نہ ہو کہ مجھ پر عشق کی ہتک کرنے سے کوئی بلا نازل ہو میں اپنا قطعہ بطور کفارے کے پیش کرونگا درحالیکہ میرا سر برہنہ ہوگا اور اس کے بعد مثل سابق کے شرم سے منہ نہ چھپاؤنگا۔

فی۔ تم اس سے بڑھ کے اور کیا کہتے جس سے مجھ کو خوشی ہوتی۔

سق۔ میرے نیک دوست یقین ہے تم کو وہی احساس ہے جو مجھ کو ہے۔ ہماری دونوں تقریروں کا لہجہ کس قدر شرمناک تھا۔ اس بات پر غور کرو کہ اگر کوئی شریف آدمی جو حلیم اور سخی ہو جو بالفعل یا کبھی پہلے کسی زندہ دل نوجوان پر مفتون ہو اور وہ ان تقریروں کو سن لے۔ مثلاً وہ یہ سنے کہ ذرا سے اشتعال پر عشاق بشدت دشمن ہو جاتے ہیں اور اپنے معشوقوں سے نہایت حاسدانہ اور خطرناک رفیق اپنے محبوبوں کے ہو جائیں گے کیا تم اس کو ممکن خیال کرتے ہو کہ وہ اس گونہ تصور کرے گا کہ وہ ایسے اشخاص کی گفتگو سنتا ہے جنھوں نے ملاحوں میں پرورش پائی ہے اور انھوں نے ہرگز عاقلانہ محبت کا مشاہدہ نہیں

42 کیا اور کیا وہ تم کو نہ خیال کرے گا کہ ہماری ملامتوں کو عشق کے باب میں منصفانہ تسلیم کرنے سے بہت دور ہو۔

فی - سقراط مجھ کو اس میں شک نہیں ہے -
سق - ایسے عاشق کی نزاکت کے خیال سے جیسا کہ مذکور ہوا اور خود عشق کے دیوتا کے خوف سے میں چاہتا کہ ایک تازہ و شیریں تقریر سے گویا کہ کھاری مزے کو اُس مادے کے جس کو ہم نے ابھی سنا ہے دھو ڈالیں - اور میں لائیسیاس سے بھی سفارش کرونگا کہ جس قدر جلد ہوسکے ثابت کرے کہ درصورت حالات متشابہا عاشق کے مقدمہ کو غیر عاشق پر ترجیح دینا چاہیئے -
فی - سقراط تم کو اس کے کئے جانے میں شک نہ کرنا چاہیئے - اگر تم اپنی عشق کی ستائش کو بیان کرو تو لائیسیاس بھی یقیناً ایک اور کے تصنیف کرنے سے گریز نہ کرے گا اسی کے جانب میں -
سق - اچھا میں تم پر اعتماد کرسکتا ہوں اُس کے لیئے جب تک تم وہی انسان ہو جو ہو -
فی - بس اطمینان کے ساتھ کلام کرو -
سق - مگر یہ کہاں سے معلوم ہو یہ وہی لڑکا ہے جس سے میں نے اپنی سابق کی تقریر سے خطاب کیا تھا - کیونکہ مجھ کو رنج ہوگا اس کے لیئے کہ بغیر اس کے بھی سنے ہوئے فرار کیا جائے اور اس جلدی میں مقدمہ پر جابر غمگین کے عنایت کی جائے -
فی - یہاں وہ تمھاری جانب ہے تمھارے لیئے بالکل آمادہ ہے جب تم اس کو طلب کرو -
سق - بس اے میرے خوبرو نوجوان تم کو سمجھنا چاہیئے کہ میری سابق کی تقریر دلشاد فیدرس کی تصنیف تھی - فیدرس فرزند ہے شہرت دوست پیتھوکلیس (Pythocles) کا وہ پرورش پایا ہے مرہنوس ریحان (Myrrhinus) کے جمیتوں میں - مگر یہ جواب میں پیش کیا چاہتا ہوں الہامی شاعر اسٹیس کورس (Stesichorus) فرزند مقدس یوفیمس (Euphemus) جس نے ہمسر (Himesra) میں پرورش پائی

تھی اسرار عشق میں۔ پس اس کی ابتدا ہونا چاہئے اس انداز سے۔
یہ افسانہ جھوٹا ہے جس میں کہا جائے کہ جب عاشق حاضر ہو تو عنایت
اس پر ہونا چاہیئے جو عاشق نہیں ہے اس وجہ سے کہ ایک ان میں سے
دیوانہ ہے اور دوسرا صحیح۔ کیونکہ اگر یہ سچ ہے بلا استثنا کہ دیوانگی
ایک برائی ہے تو کوئی نقصان نہیں ہے اس قول میں۔ لیکن چونکہ یہ
کہا گیا ہے کہ ہمارے عظیم برکات موقوف ہیں دیوانگی پر اگر وہ خدا کی
جانب سے عطا کی گئی ہوں کیونکہ ڈلفی کی تنبیہ کو تم خوب جانتے ہو اور
دودونہ (Dodona) کی پجارنوں نے اپنی حالت شوریدگی میں نہایت
عظیم اور ذی شان خدمت یونان کے آدمیوں اور شہروں کی
بجالائے ہیں مگر ہوش و حواس کی حالت میں بہت کم یا کچھ بھی نہیں کیا۔
اور اگر ہم سبیل (Sybyl) وغیرہ کے بارے میں کلام کریں جنھوں نے
پیشین گوئی کی مزاولت سے اکثر امور اکثر اشخاص کو کہے اور اس طور
سے ان کی راہنمائی کی ان کے آیندہ طرق حیات میں تو ہم کو طولانی
تقریر کرنا ہوگی ان امور کے بیان میں جو زبان زد خلایق ہیں بہر طور ایک
واقعہ ایسا ہے جس کی طرف توجہ کرنا سزاوار ہے اور اس سے استمداد
لازم ہے میری مراد ان لوگوں سے ہے جو اگلے زمانے میں چیزوں
کے نام وضع کرتے تھے دیوانگی اس عہد میں کوئی ذلت یا قابل مذمت
نہ تھی ورنہ وہ یہ نام اس عظیم الشان فن کو نہ دیتے جس سے مستقبل کا حال
معلوم ہوتا ہے۔ نہیں وہ اس کو ایک جلیل الشان امر تصور کرتے تھے
جب کہ من جانب اللہ عطا ہوا ہی سے انھوں نے اس کا نام مانیقی[1] رکھا یہ عامیانہ مذاق
پچھلے زمانے کا ہے کہ انھوں حرف طا اس میں داخل کر دیا اور مانطقی کہا
چونکہ تم کو معلوم ہوگا کہ اسی طور سے تحقیقات مستقبل کی جو باحواس لوگوں
نے جاری رکھی بذریعہ چڑیوں اور دوسرے آثار کے اور اس کو پہلے

---

[1] مانیقی مانیا سے مشتق ہے جس کے معنے جنوں کے ہیں۔

ہوئے تو انہیں اوطیقی نام دیا گیا چونکہ بذریعہ خیال کے انسانوں نے اپنے ذہن
سے عقل اور اطلاع بہم پہنچائی مگر متاخرین اس لفظ پر قانع نہ ہوئے اور
اس کو شوکت بخشی بذریعہ بڑے او کے اور اس کو او ـ اوسطیقی کہا
پس از بسکہ الہام (پیشین گوئی) زیادہ کامل اور زیادہ بیش قیمت شئے
ہے بہ نسبت فال کے نام اور کام دونوں کے اعتبار سے اور اس قدر
باشوکت ہے اگلوں کی شہادت سے دیوانگی ہے بہ نسبت ہوش و
حواس کے وہ خدائی الہام ہے بہ مقابلہ صنعت انسانی کے۔ پھر
ان وبال جان اور خوفناک مصیبت جن کو تم جانتے ہو کہ اکثر خاندانوں
میں چلی آئی ہے جیسے کسی اجدادی گناہ کا بھوت دیوانگی نے اس
کا علاج تجویز کیا بعد اس کے کہ وہ خاص اشخاص کے دل میں داخل
ہو چکا تھا اور ان خاص اشخاص نے اپنے اسرار کو منکشف کیا کیونکہ
اس نے پناہ لینے کے لئے گریز کیا اور دعا اور مناجات دیوتاؤں
کی اختیار کی اور تزکیہ حاصل کر کے کفارے کے رسوم ادا کئے اور
زمانہ موجودہ اور آیندہ کے لئے کامل ہو گیا اس کو راہ گریز بتادی
گئی تاکہ برائیوں سے نجات ملے جو برائیاں اس کو گھیرے ہوئے
تھیں اگر وہ راستی سے مجنوں تھا اور جنون اس پر مسلط تھا۔ اور تیسرے یہ کہ
تسلط اور دیوانگی جو میوزز نے اس پر طاری کیا تھا جو نازک اور کوری
نفس پر غالب ہو جاتے ہیں اور اس کو نشاط انگیز جوش دیوانگی تک
پہنچا دیتا ہے وہ اس کو غزل اور دوسرے اشعار میں زینت دیتا ہے
اور بے شمار افعال اگلے وقتوں کے واسطے تعلیم عہود مابعد کے پیش نظر
کر دیتا ہے۔ مگر جو کوئی میوزز کی دیوانگی کے شاعری کا دق الباب کرتا 45
ہے اس غرور سے کہ فن کی قوت سے وہ کامل شاعر ہو جائیگا وہ تباہ
شدہ امیدوں کو لئے رخصت ہوتا ہے اور اس کی شاعری حواس کی
شاعری ہے نہ کہ دیوانگی کی وہ پژمردہ ہو کے گم ہو جاتی ہے بہ مقابلہ دیوانگی
کی شاعری کے۔ ایسے اور ان سے زیادہ شاندار نتائج ہیں تم کو

بتا سکتا ہوں جو اُس دیوانگی سے پیدا ہوتے ہیں جس کو دیوتاؤں نے القا کیا ہو ۔ لہذا تم کو واہمہ نہ ہو اُس خاص نتیجہ کے بارے میں جس پر ہم غور کرتے ہیں نہ ہم کو پریشان ہونا چاہیئے نہ خوف کرنا چاہیئے اُن دلیلوں سے اس یقین میں کہ ہم کو با حواس انسان کو اختیار کرنا چاہیئے دوستی کے لیئے نہ کہ شوریدہ سر انسان کو ۔ نہیں ہمارے خصم کو دست ظفر نہ بلند کرنا چاہیئے جب تک کہ اس نے یہ نہیں ثابت کیا کہ کسی مقصد سے عشق آسمان سے نہیں بھیجا گیا ہے عاشق اور معشوق کے لیئے ۔ ہم پر موقوف ہے یہ ثبوت کہ ایسی دیوانگی جیسی یہ ہے خدا نے انسان کو حتی الامکان اعلیٰ درجہ کی سعادت کے لیئے بخشی گئی ہے ۔ میں جانتا ہوں کہ میرا چالاک خصم اس ثبوت کی کوئی قدر نہ کرے گا مگر سچے دانشمند کی نظر میں یہ ثبوت یقین پیدا کرنے والا ہے ۔ پس سب سے پہلے میں نفس کی ماہیت کو تحقیق کروں انسانی اور خدائی دونوں کی اُس کے حالات اور قوتوں کو مشاہدہ کر کے ۔ پس اس طرح میں اپنے استدلال کو شروع کرتا ہوں ۔

ہر نفس لافانی ہے کیونکہ جو چیز ہمیشہ متحرک رہے وہ لافانی ہے۔
پس جو چیز دوسری کو حرکت دیتی ہے اور دوسری چیز سے متحرک 46
ہوتی ہے اگر اُس کا متحرک ہونا ختم ہو جائے تو اُس کی زندگی بھی ختم ہو جائے ۔ صرف وہ چیز خود حرکت کرتی ہے چونکہ وہ کبھی اپنی ذات سے خالی نہیں ہوتی جس کا حرکت دینا کبھی ختم نہیں ہوتا ۔ لیکن ہر دوسری چیز کے لیئے جو حرکت دیجاتی ہے ایک منبع اور آغاز حرکت کا ہے چونکہ آغاز غیر مخلوق ہے کیونکہ جو چیز مخلوق ہے ضرور ہے کہ مخلوق ہو آغاز سے لیکن آغاز خود کسی چیز سے نہیں ہے کیونکہ اگر آغاز مخلوق ہوتا کسی اور چیز سے تو وہ خود آغاز نہ ہوتا ۔ پھر چونکہ وہ غیر مخلوق ہے تو ضرور ہے کہ وہ ناقابل فساد ہو کیونکہ اگر آغاز فنا ہو جائے تو وہ نہ خود کسی وقت میں مخلوق ہوگا کسی چیز سے نہ کوئی چیز دوسری اس سے مخلوق ہوگی۔

جیسا کہ بداہتہً ظاہر ہے ہر چیز مخلوق ہو گی ابتدا سے۔ پس اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ جو چیز بذات خود متحرک ہے وہ ابتدا حرکت کی ہے اور چونکہ ایسی ہے پس وہ نہ مخلوق ہو سکتی ہے نہ فنا ہو سکتی ہے۔ ورنہ ضرور ہے کہ کل عالم اور جملہ مخلوق بیٹھ جائے اور ساکن ہو جائے اور کبھی کسی وقت میں ایسا نہ ہو کہ پھر اس کو حرکت ہو اور موجود ہو جائے۔ اور اب چونکہ وہ چیز جو بذات خود متحرک ہو دریافت ہو گیا کہ وہ لافانی ہے کسی کو اس بات کے کہنے میں باک نہ ہو گا کہ یہ قوت خود حرکت کرنے کی متضمن ہے نفس کے جوہر اور اس کی ماہیت میں کیونکہ ہر چیز جس کو خارج سے حرکت وصول ہوتی ہے اس کو ہم بغیر نفس کے کہتے ہیں مگر وہ چیز جو داخل سے متحرک ہے ہم کہتے ہیں کہ وہ نفس رکھتی ہے گویا کہ اس چیز میں نفس کا جوہر ذات موجود ہے۔ اور اگر یہ سچ ہو کہ جو بالذات حرکت کرتی ہے وہ کوئی اور چیز نہیں ہے بلکہ نفس ہی ہے تو ضرور اس کا یہ نتیجہ ہے کہ نفس ضرور ہے کہ ایسی چیز ہو جو غیر مخلوق اور لافانی ہے اس 47
کی لافانیت کے ثبوت کے لئے اسی قدر کافی ہے۔

اس کی صورت پر غور کرنے کے لئے ہم کو اس طریقے پر چلنا چاہیئے۔ اس کے واضح کرنے کے لئے کہ نفس کیا ہے ایک طولانی اور یقیناً دیوتا کی سی محنت درکار ہو گی۔ یہ کہنا کہ وہ کس چیز سے مشابہ ہے اس کے لئے کم محنت درکار ہے اور یہ انسانی کام ہے۔ پس ہم کو یہی اختیار کرنا چاہیئے۔ ہم کو کہنا چاہیئے کہ وہ مشابہ ہے پردار گھوڑوں کی ایک جوڑی اور ایک کوچوان کی ملی ہوئی تاثیر سے۔ دیوتاؤں کے گھوڑے اور کوچوان نیک ہیں اور ان کا مخرج بھی نیک ہے لیکن خصلت اور نسل اوروں کی ملی جلی ہے۔ اولاً ہم انسانوں میں حاکم اعلیٰ ایک جوڑی گھوڑوں کی تربیت کے لئے رکھتا ہے پھر اس جوڑی میں ایک کو نجیب اور نجیب نسل سے پاتا ہے دوسرا صفت اور نسل میں اس کی ضد اور خصلت میں اس کے مقابل ہے۔ ضرورتاً اس کا یہ نتیجہ ہے

کہ ہنکانا اس صورت میں سہل اور خوشگوار نہیں ہوتا اس نکتہ پر کوشش کر کے ظاہر کرنا چاہیئے کہ فانی اور غیر فانی حیوان سے ہماری کیا مراد ہے۔ کل وہ جس پر نفس کا تصرف ہے اور کل وہ جو بغیر نفس کے ہے اور کل آسمان کا دورہ کرتا ہے اب ایک صورت میں ظاہر ہوتا ہے اور تب دوسری صورت میں۔ جب یہ کامل ہو اور پورے پر نکل آئے ہوں۔ یہ گھومتا رہتا ہے اوپر والی ہواؤں میں اور کل عالم کا نظم و نسق کرتا ہے۔ لیکن وہ نفس جس کے پر گر گئے ہوں وہ نیچے کی طرف آتا ہے اور کسی مستحکم مقام پر قیام کرتا ہے اور اس وقت وہاں قائم ہو جاتا ہے۔ اور جب یہ اپنے لئے
ایک خاکی بدن اختیار کرتا ہے جو کہ قابل بالذات حرکت کرنے کے 48
معلوم ہوتا ہے بواسطۂ قوت اپنے جدید ہم خانہ کے حیوان کا نام اس کو دیا جاتا ہے کل کو اس مجموع کو میری مراد نفس اور بدن سے ہے مع اضافہ صفت فانی کے غیر فانی دوسری جانب نام پاتا ہے انسانی استدلال کے نتیجے سے نہیں بلکہ بغیر دیکھے یا بغیر پیدا کرنے کسی دیوتا کے کافی مفہوم کے ہم اس کی صورت اپنے لئے ایک لافانی حیوان کی بناتے ہیں جو نفس بھی رکھتا ہے اور بدن بھی اور یہ دونوں قدیم سے ایک دوسرے کے ساتھ ہیں اور اس مقدمے کے وجود اور بیان کو میں خدا کی مرضی پر چھوڑتا ہوں۔ میرا کام اس کا دریافت کرنا ہے کہ اس کا کیا سبب ہے کہ نفس کے پر گر جاتے ہیں اس کو میں مذکورہ ذیل قسم سے سمجھتا ہوں:۔

طبیعی تاثیر شہپر کی یہ ہے کہ وزنی چیز کو اوپر اٹھائے اور انکو بلند کر کے ان اعلیٰ مقامات میں لیجائے جہاں دیوتاؤں کی نسل سکونت پذیر ہے اور جو اجزا بدن سے متعلق ہیں ان کو زیادہ تر نفس سے جس کی فطرت الٰہی ہے تعلق ہے اس ماہیت سے ہیں حسن عقل نیکی اور ایسے ہی متشابہ صفات۔ اور وہ اجزا جن سے بال و پر نفس کے پرورش پاتے ہیں اور بالیدہ ہوتے ہیں بدصورتی بدی اور ایسے ہی اضداد نفس کے اجزا کو

ضایع اور فنا کرتے ہیں۔ زیوس جو بڑا سردار ہے آسمان پر وہ پروار گاڑی
کو ہنکاتا ہے سفر کرتا ہے اولا مرتب کرتا ہے اور کل اشیا پر متصرف ہے
اور اس کے عقب میں ایک انبوہ موکلوں اور ادنیٰ دیوتاؤں کا ہوتا ہے
گیارہ قسمتوں میں کیونکہ صرف ہیسیا کے مکان پر قیام رہتا ہے دیوتاؤں
کے محل میں اور جملہ حاکم قوتیں جن کا شمار بارہ میں ہے وہ رسالے کے
آگے آگے چلتے ہیں اس ترتیب سے جو ان کے لیئے انفرادی طور
سے مقرر ہے۔ یہ سچ ہے کہ اکثر بہجت انگیز نظریں اور دلکشا راستے 49
آسمان کے حدود میں موجود ہیں جہاں خاندان مبارک دیوتاؤں کے
آمد ورفت رکھتے ہیں اور ہر ایک اپنا خاص کام کرتا رہتا ہے اور انکی
متابعت میں وہ سب ہیں جو وقتاً فوقتاً عزم اور قوت حاصل کرتے
ہیں کیونکہ حسد کو آسمانی طائفہ میں دخل نہیں ہے۔ مگر جب کبھی وہ ضیافت
میں جاتے ہیں اور عیش و عشرت کرتے ہیں تو وہ فوراً ایک اونچی پہاڑی
کے راستہ سے آسمانی گنبد کی بلندی تک پہونچتے ہیں۔ دیوتاؤں کی
گاڑیاں بھی انھیں کی ہموزن ہیں اور باگ کی تابع ہیں سبک چال چلتی
ہیں لیکن اور سب بہ دشواری سفر کرتی ہیں کیونکہ اُن پر بد مزاج گھوڑے
کا وبال ہے جو اُن پر مسلط ہے اور ان کو نیچے زمین پر لیئے جاتا ہے
اگر سوئے اتفاق سے اس کو سوار نے عمدہ تربیت نہیں دی۔ تو نفس
کو سخت رنج و غصہ کا منتظر ہونا چاہیئے۔ کیونکہ وہ جو غیر فانی ہیں وہ
گنبد کی اونچائی پہ پہونچ کے باہر نکل جاتے ہیں اور بیرونی سطح پر آسمان
کے قیام کرتے ہیں اور آسمان کی گردش کے ساتھ اس کے گرد گھومتے
ہیں اور آسمان کے اس طرف کا تماشا دیکھتے ہیں اس لامکانی فضا کا کسی
خاکی شاعر نے ذکر نہیں کیا اور نہ کبھی خوش آیند اور شایستہ وصول
میں آیندہ کیا جائے گا یہی اس کی وضع ہے یقیناً میں راست کہونگا
خصوصاً اس لیئے کہ راست میرا مضمون ہے۔ حقیقی وجود بے رنگ
بے صورت غیر ملموس صرف عقل کی نظر سے دکھائی دیتا ہے جو

نفس پنٹو اار پر نشست رکھتا ہے اور جس کے ساتھ حقیقی علم کے خاندان کا تعلق
50 اور وہیں اس کا مقام ہے۔ پس دیوتا کا ذہن جس کی خورش دانش اور خالص
علم ہے اور ذہن ہر نفس کا جس کی قسمت میں اس کی واجبی میراث کا پہنچنا
ہے اس جوہر کے لحاظ سے خوش ہوتا ہے جس سے مدت تک یہ اجنبی
رہا ہے اور صدق کی روشنی میں اس کی پرورش ہوتی ہے اور بالیدگی
پاتی ہے یہاں تک کہ گردش سے آسمان کی یہ گھوم کے پھر اسی نقطہ پر
پہنچ جاتا ہے اور اس دورہ میں وہ مطلق عدالت کو دیکھتا ہے ممیز طور سے
اور مطلق اعتدال کو اور مطلق علم کو نہ اس طرح جس طرح وہ تخلیق میں نظر
آتے ہیں اور نہ مختلف صورتوں سے جن کو ہم آج کل حقیقتوں سے
نامزد کرتے ہیں بلکہ عدالت اور اعتدال اور علم جو موجود ہے اس چیز
میں جو حقیقی اور اصلی وجود ہے اور جب اسی طریقے سے اس نے کل
باقی عالم جواہر کو دیکھا ہے اور اس کے لحاظ سے بہرہ اندوز ہوتے
یہ پھر آسمان کے اندر غرق ہو گیا اور اپنے وطن میں واپس گیا اور
اور وہاں پہنچ کے کوچبان گھوڑوں کو ہتھم کے پاس لیجاتا ہے اور ان
کے سامنے آب حیات کو رکھا اور اس کے ساتھ امرت اُن کے
پینے کو دیا۔ یہ ہے زندگی دیوتاؤں کی۔ لیکن دوسرے نفوس جو ایک
دیوتا کے پیرو ہیں نہایت قریب قریب اور اس سے تقریبی مشابہت
رکھتا ہے اپنے کوچبان کے سر کو بلند کرتا ہے بیرونی مقام میں اور اپنی
گردش میں لافانی موجودات کے ساتھ چلتا ہے گو کہ گھوڑوں کے دباؤ
میں ہے اور بہ مشکل اس قابل ہوتا ہے کہ حقیقی وجودات پر غور کرے
درحالیکہ دوسرا اونچا ہوتا ہے اور پھر ڈوب جاتا ہے باری باری سے
اس کے گھوڑے اس شدت کے ساتھ در آتے ہیں کہ اس کو زیادہ
تمیز نہیں ہوتی اور ایک جزو کو ان وجودات کے امتیاز کرسکتا ہے۔
لیکن مشترک گلہ پیچھے کچھ فاصلہ سے عقب میں آتا ہے۔ یہ سب کے
51 سب بلاشک آتش شوق میں جل رہے ہیں عالم بالا کے لئے مگر وہاں

پہونچنے میں ناکامیاب ہو کے رطوبت میں سفلی عنصر کی گردش کرتے ہیں ایک
دوسرے کو پامال کرتے ہوے اور ایک دوسرے کو مارتے ہوے
ایک دوسرے پر سبقت کرتا ہے اس کشش و کوشش میں پسینے بہہ رہے
ہیں اور ہنگامۂ عظیم برپا ہوتا ہے اور یہاں درابیوں کے بے تکے پن سے
اکثر نفوس بیکار ہو جاتے ہیں اور اس ریلیے میں اکثر کے پر گر جاتے
ہیں اور سب جانکاہ محنت کے بعد جلوۂ صدق سے محروم ہو کے
چلے جاتے ہیں اور من بعد محض گمان کی خورش پر زندگی بسر
کرتے ہیں۔

اور اب میں تم سے باعث اس عظیم اضطراب کے میدان صدق
کے مشاہدہ کے لیئے بیان کرونگا۔ مناسب چراگاہ شریف ترین
جزنفس کے لیئے ان سبزہ زاروں میں آگیا ہے اور شہپیر بالطبع جو
نفس کو بلندی کی طرف لیجاتا ہے وہاں سے پرورش پاتا ہے اس
کے ماورا ایک ناقابل منسوخی فرمان ہے کہ اگر کسی نفس نے ایک
دیوتا کی پیروی کی تربیتی رفاقت میں اور لیجے جوہروں سے بعض کو
دریافت کر لیا تو وہ بلا ضرر وہاں آزاد رہے گا دوسرے دور تک اور
اگر وہ ہمیشہ اسی طرح کامیاب رہے گا اسی طرح اس کو کوئی ضرر نہ پہونچیگا
لیکن جب کبھی بہ سبب عدم قابلیت پیروی کے وہ تجلی اس کی نظر
سے غائب ہو جائے اور سوء اتفاق سے جو اس پر طاری ہو تو
اس کو نسیان عارض ہو اور برائی غالب ہو گی اور ایسا بار اس پر ہو جائے
کہ پر گر جائیں اور زمین پر گر پڑے تو یہ قانون ہے کہ جو نفس اس
طرح تنزل کرے وہ کسی بھی قالب میں نہ داخل ہو ایک پشت تک
لیکن اگر ایک سے زائد حقیقت کو دیکھا تو وہ انسان کے جرثوم 52
میں گذر کرے گا اور یہ دانش دوست ہو گا یا حسن دوست بادہ شاعری
کے دیوتا کا پرستار ہو گا یا عشق کا بندہ ہو گا۔ اگر صنف دوم سے
ہو تو وہ آئینی حاکم کے قالب میں حلول کرے گا یا مبارز ہو گا یا فرمان

فرمائی کے قابل ہوگا تیسری[3] صنف میں امور سیاسی سے تعلق ہوگا یا
اقتصادی سے یا سوداگر ہوگا، چوتھا[4] محنتی ماہر جمناسٹک یا شفا بخش ہنر
کا شاگرد ہوگا یا پانچواں فال گو کے تصرف میں یا کوئی ایسا شخص جس کو
اسرار سے تعلق ہو چھٹا[6] شاعرانہ زندگی کے شایاں ہوگا یا کسی تقلیدی
فن سے ساتواں محنت کسی اہل حرفہ کی یا کاشتکار ہوگا آٹھواں
سفسطی کے پیشہ سے یا میانجبگری یا ورغلانے کے شیوہ سے تعلق
رکھے گا۔ اور خود مختار بادشاہ کی صنف سے بہرہ ور ہوگا اور ان
جملہ مختلف حالات میں جن لوگوں نے نصفت شعاری سے زندگی
بسر کی ہوگی ان کی قسمت بہتر ہوگی اور جو ظلم شعار ہونگے ان کی قسمت
بدتر ہوگی۔ وہ مقام جہاں سے ایک نفس نے ابتدا کی وہاں پھر
دس ہزار سال تک نہ جائے گی اسی مدت تک اسی حالت میں
رہے گی یہاں تک کہ اس کے پر نکل آئیں معصوم صفت دانش
دوست اس سے بری ہے یا حکیمانہ عاشق نوجوانوں کا۔ مگر یہ نفوس
تیسرے ہزار سالہ دورے میں اگر انھوں نے پے در پے یہی صورت
وجود کی اختیار کی ہے تو اس حالت میں اُن کے پر نکل آتے ہیں
اور اس کے نتیجہ میں روانگی کے لئے بازو کھولتے ہیں۔ لیکن اور
سب اپنی پہلی زندگی کے ختم ہونے پر آزمائش کئے جاتے ہیں
اور اپنی میعاد کے موافق بعض محبس خانوں میں بھیجے جاتے ہیں زمین
کے نیچے کے طبقہ میں یہاں انکو گناہوں کی سزا بھگتنا ہوتی ہے 58
درحالیکہ دوسرے اپنے امتحان کے وسیلے سے آسانی کے ساتھ
اوپر کی طرف کسی آسمانی مقام میں پہنچائے جاتے ہیں یہاں وہ اپنی
زندگی کے دن ایسے طریقے سے جو ان کی حیات کے شایاں
ہے گذارتے ہیں اپنی فانی صورت میں۔ مگر ہزارویں سال دونوں
قسمتوں کے لوگ واپس ہونگے تاکہ دوسری زندگی میں شریک
ہوں اور اس کا انتخاب کریں اور وہ ان چیزوں کو منتخب کرتے ہیں

جس کو وہ انفرادی طور سے پسند کرتے ہیں ۔ اور اس وقت ایسا ہوتا ہے کہ انسانی نفس بہیمی حیات میں داخل ہوتی ہے اور بہیمی سے اگر وہ پہلے کبھی انسان تھے نفس پھر انسان میں داخل ہو جاتی ہے ۔کیونکہ وہ نفس جس نے صدق کا جلوہ نہیں دیکھا وہ ہرگز انسانی صورت میں نہ داخل ہو گی یہ ضروری شرط ہے انسان کی چاہیئے کہ وہ جسے صورت کہتے ہیں اس کے موافق سمجھے وہ مختلف ادراکات سے رواں ہو کے بذریعۂ انعکاس کے وحدت میں ملجائے ۔ اور وہ نہ زیادہ ہے نہ کم اُن چیزوں کی یادداشت سے جس کو زمانہ گذشتہ میں ہمارے نفس نے دیکھا تھا جب اس نے ایک دیوتا کے ساتھ سفر کیا تھا اور عالم بالا کیطرف نظر کر کے اس چیز کا مشاہدہ کیا تھا۔ جس کو اب ہم حقیقی کہتے ہیں اس نے اپنا سر بلند کر کے قدیم جوہر کے مقام میں دیکھا تھا ۔ اور اس طرح تم دیکھتے ہو کہ یہ عین عدالت ہے کہ صرف حکیم کا ذہن اپنے بال و پر پھر حاصل کرتا ہے کیونکہ اپنی بہترین قوت سے اس کے حافظہ میں راسخ ہے وہ شاندار منظر جس پر غور کرنے سے الوہیت الہٰی مرتبہ پاتی ہے ۔ اور ایسی یادداشتوں کے صحیح استعمال سے جن کا مذکور ہوا اور کامل اسرار میں پختہ ہونے سے ایک انسان درحقیقت کامل ہو جاتا ہے ۔لیکن چونکہ وہ انسانی اغراض سے کنارہ کرتا ہے اور الہٰی چیزوں کے مراقبہ میں بیخود ہے اس سے کثرت کام کا مطالبہ کرتی ہے جیسے کوئی آدمی ذہن سے خالی ہو کیونکہ کثرت یہ نہیں دیکھتی کہ اس کے دل میں خدا کی طرف سے القا ہوتا ہے ۔

اب یہ ظاہر ہو گا کہ ہمارا پورا نصاب استدلال کا کس نتیجہ پر پہونچا ہے چوتھی قسم دیوانگی کے متعلق جس کا کسی انسان پر القا ہوا ہو جب کبھی حسن کے دیکھنے سے اس عالم سفلی میں حقیقی حسن عالم بالا کا یاد آجاتا ہے کہ وہ اپنے بال و پر پھر حاصل کرتا شروع کرتا ہے اور اپنے جدید بازوؤں کا احساس کر کے عالم بالا کی طرف پرواز کا

قصد کرتا ہے لیکن جب طاقت پرواز جواب دیدیتی ہے تو وہ چڑیا کی طرح
اوپر دیکھتا ہے عالم سفلی کے امور سے بے پروا ہو جاتا ہے اور اس
وجہ سے اس پر الزام لگایا جاتا ہے کہ وہ دیوانہ ہے ۔ اور نتیجہ یہ
ہے کہ منجملہ اقسام جوشش کے یہ بہترین ہے اور خصلت اور مبدئیت
کے لحاظ سے وہ جس کے تصرف میں ہے ان کے لئے خواہ کل ہے
خواہ جزو ۔ اور ماورا اس کے وہ شخص جو حسین صورتوں کو دوست رکھتا
ہے ضرور ہے کہ اس دیوانگی میں شریک ہو قبل اس کے کہ عاشق کا نام اس
پر چسپاں ہو کیونکہ اگرچہ پہلے میں کہہ چکا ہوں ہر شخص کا نفس قانون
پیدائش کی رو سے دیکھنے والا ہے صدق ازلی کا نہیں تو وہ اس
قالب فانی میں نہ گزرتا تاہم یہ کوئی سہل معاملہ نہیں ہے کہ سب کو اس
کے سابق کی ہستی موجودہ ہستی سے یاد دلائی جائے ۔ یہ سہل نہیں ہے
خواہ اُن لوگوں کے لئے جنھوں نے اس کوشش میں جس کا ذکر میں کرچکا
ہوں ذراسی جھلک عالم بالا کی تجلی کی دیکھی ہے نہ اُن کے لئے سہل ہے
جو اس عالم میں مہبوط کے بعد ایسے کم بخت تھے کہ وہ خراب صحبت
کی وجہ سے علیحدہ کردئے گئے اور شرارت کے راستوں میں پڑکے
اس مقدس نظارہ کو بھول گئے ۔ کیونکہ چند ہی ایسے رہ گئے ہیں جن 55
کے ساتھ عالم حفظ واجبی طور سے موجود ہے اور یہ چند جب کبھی وہ
یہاں ایسی چیز دیکھتے ہیں جس کو اس عالم سے مشابہت ہے ان کو تعجب
ہوتا ہے کہ وہ اپنے قابو میں نہیں رہتے اگرچہ وہ نہیں جانتے کہ کس
چیز نے ان پر اثر کیا ہے اس لئے کہ ادراک کافی نہیں ہے ۔ اب
یہاں جو شانیں عدالت اور اعتدال کی جو یہاں موجود ہیں اور نفس
ان کو قیمتی جانتا ہے ان میں چمک نہیں ہے مگر کند اور دھندلے
آلات کے واسطے سے کبھی کبھی بہ مشکل نقلیں دیکھتے ہیں جن سے
صفت اصلی پہچانی جاتی ہے لیکن حسن نہ صرف چمک دمک کے ساتھ
ہماری نظر میں ظاہر ہوا اس وقت جب ہم آسمانی گروہ میں تھے ہم نے

زیوس کے طائفہ کی پیروی کی تھی جب ہم دوسرے دیوتاؤں کی گروہ میں تھے
اور ہم نے اس متبرک منظر کا مشاہدہ کیا اور اسرار میں داخل کئے گئے جس
کا ذکر کرتے مجھے خوف آتا ہے وہ جو کل اسرار سے زیادہ متبرک ہے
کیونکہ ہم جنھوں نے ان کو شہرت دی کامل تھے اور بدی سے آلودہ نہ
تھے جو زمانۂ مستقبل میں ہماری منتظر تھی اور بھی وہ مناظر کامل اور بسیط اور
بردبار اور مبارک تھے جن کے مشاہدہ کی ہم کو اجازت تھی خالص
روشنی میں اور ہم خود بھی کچھ کم نہ تھے کمال میں اور ابھی تک ہم اس قید
میں داخل نہ ہوئے تھے جس کو ہم اپنے ساتھ کھینچتے پھرتے ہیں وہ جس
کو بدن کہتے ہیں اور ہم اس میں اسی طرح قید ہیں جیسے سیپ جانور
گھونگھے میں رہتا ہے۔ معاف کیجئے میں نے حافظہ سے بہت کام لیا
اس قدر طول دینے کا قصد نہ تھا سعادت کے شوق میں جو گزر چکی ہے
میں پھر حسن کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ نہ اس لئے جیسے میں نے بیشتر 56
کہا تھا کہ وہ چمک دمک سے ظاہر ہوا اپنے رفیقوں میں بلکہ جب ہم
یہاں آئے ہم نے اس کو یہاں پایا بذریعہ اپنے مصفا آلات حواس
کے وہ بہت صفائی سے چمک رہی تھی ان سب سے زیادہ۔ کیونکہ
بصارت ہمارا سب سے تیز حاسۂ بدنی ہے اگرچہ عقل کے امتیاز
میں یہ ناکام رہتا ہے۔ کیونکہ ہولناک ہے وہ خواہش جس کو حسن تحریک
دیتا ہے۔ یا کوئی اور عمدہ حقیقت اگر انھوں نے باصرہ کی حس میں ایسی
عمدہ مشابہت اپنی ظاہر کی ہے جیسی حسن کی تصویر ہے۔ اور صرف
حسن ہی کو یہ خصوصیت عطا کی گئی ہے کہ وہ نمایاں بھی ہے اور سب سے
زیادہ مرغوب بھی ہے۔ انسان جس کا محرم اسرار ہونا قدیم سے
چلا آتا ہے یا جس نے اپنے خالص ہونے کو یہاں گم کر دیا ہے سست
ہے کہ یہاں سے اٹھا لیا جائے اور اصلی حسن کو عالم بالا کے پہنچا
دیا جائے جب وہ دیکھتا ہے کہ وہ جو اس کے نام سے نامزد ہے
یہاں موجود ہے۔ لہذا وہ محسوس نہیں کرتا احترام جب وہ خوبصورت

شئے کو دیکھتا ہے بلکہ شہوت پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ اور مثل بہائم کے اپنی
خواہش کے پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے اور اپنے شہوت انگیز قربت
میں نہ خوف کو جانتا ہے نہ اس کو شرم سے سروکار ہے اس غیر
طبعی کوشش میں لذت حاصل کرنے کی۔ مگر جب کبھی کوئی ان اسرار
سے یہاں تازہ وارد ہوتا ہے جس نے اس آسمانی منظر کو کما حقہ
ملاحظہ کیا تھا کسی خدائی صورت یا شکل پر نظر پڑتی ہے جو کامیاب
نقل اصل حسن کی ہے وہ اولاً لرزہ بر اندام ہوتا ہے اور پھر اس
پر وہ خوف طاری ہوتا ہے جس نے اسے اس مہیب کوشش پر آمادہ
کر دیا اور جب دیکھ رہا ہے تو اس پر ایک احترامی خوف کا القا ہوتا
ہے اور اس کو زیادتی جنون کی شہرت کا خوف ہوتا ہے وہ اپنے
مطلوب کو ایک چڑھاوا چڑھاتا ہے جس طرح کسی بت کی تصویر پر
چڑھاتے ہیں پھر اس کو طبعی نتیجہ سے پالا پڑتا ہے ایک فوری تغیر 57
عرق آور اور غیر معمولی تپش سے۔ کیونکہ اس نے اپنی آنکھوں کے ذریعہ
سے خروج حسن کا دیکھا ہے اور اس سے وہ گرم ہو گیا ہے اور اس
کے اصلی بال و پر تر ہو گئے ہیں۔ اور گرمی سے وہ اجزا جہاں سے
پر نکلتے ہیں نرم ہو گئے ہیں بعد اس کے کہ مدت تک اپنی سختی کی وجہ
سے بند رہے اور پروں کا اگنا موقوف رہا۔ لیکن جونہی پرورش
کن ترشح ان پر پڑا پروں کا قلم پھولنے لگا اور جڑ سے اگنا شروع
ہوا اور کل سطح نفس کے نیچے بچھ گیا کیونکہ اگلے زمانے میں نفس
بالکل پردار تھا۔

اس عمل میں یہ جوش کھاتا ہے اور کل سطح میں اضطراب پیدا
ہوتا ہے اور ٹھیک اسی طرح کا احساس جو بچوں کے دانت نکلنے میں
ہوتا ہے ایک کھجلی سی پیدا ہوئی اور مسوڑے کھجلانے اور
چلچلانے لگتے ہیں وہی احساس نفس کو بھی ہوتا ہے اس کا نفس جس
کے نئے بال و پر پیدا ہوتے ہیں کھولن اور تپک اور جھنجھناہٹ

ہوتی ہے جب پر پھوٹتے ہیں ۔ شئے محبوب کے حسن پر نظر کرنے اور
اس حسن کے ذرات اس پر گرتے اور سرسراتے ہیں اور یہی وہ چیز
ہے جس کو خواہش کہتے ہیں نفس میں پانی بھر آتا ہے اور گرم ہو جاتا
ہے درد سے نجات ہوتی ہے اور وہ خوش ہوتا ہے ۔ لیکن جب
وہ اپنے محبوب سے جدا ہوتا ہے اور اس رطوبت کی کمی سے خشک
ہو جاتا ہے اور نکاس کے منہ جہاں سے پر نکلتے ہیں ایسے بند
ہو جاتے ہیں بوجہ خشکی کے کہ وہ پھوٹنے والے جراثیم کے مانع ہوتے
58 ہیں اور جراثیم اس طرح نیچے بند رہتے ہیں خواہش کے ساتھ جو اندر داخل
کی گئی ہے شرائین کی طرح ان میں حرکت پیدا ہوتی ہے اور ہر ایک
نکاس کے مقام پر چھبتی ہے جہاں وہ بند تھی چونکہ نفس پر نیش زنی
ہوتی ہے اس کو درد سے جنون ہو جاتا ہے ۔ اب یہ پھر خوبصورت
معشوق کو یاد کرتا ہے اور خوش ہوتا ہے اور یہ دونوں احساس جب
مرکب ہو جاتے ہیں تو وہ اس کی حالت سے بہت پریشان ہو جاتا
ہے اور اس لاعلمی سے کہ کیا کرنا چاہیئے اس کے حواس مختل ہو جاتے
ہیں اور اس اختلال حواس سے نہ رات کو نیند آتی ہے نہ دن کو آرام
ادھر ادھر دوڑتا پھرتا ہے حیرت نگاہی کے ساتھ جہاں کہیں اس کو
کسی حسین کے دیکھنے کی توقع ہوتی ہے ۔ اور جب اس کو دیکھ لیتا ہے
اور جدید سرچشموں سے آرزو کے پیکے سیراب ہوتا ہے غیر حاضری نے
جو راہیں بند کر دی تھیں ان کے کھولنے میں کامیاب ہوتا ہے اور
دم لیکے شدت درد اور نیش زنی میں کچھ افاقہ ہوتا ہے اور پھر
تھوڑی دیر کے لئے اس خوشگوار لذت سے بہرہ اندوز ہوتا ہے ۔
لہذا تا امکان وہ اپنے محبوب کے پہلو سے جدا نہیں ہوتا سوا اس
کے اور کسی سے وہ برسر حساب نہیں ہے بلکہ کی ماں اور بھائیوں
اور دوستوں کو بھول جاتا ہے اگرچہ وہ بسبب غفلت کے کاہیدہ ہوتا
جاتا ہے اس کی اسے بالکل پرواہ نہیں ہے اور کل رسم و رواج جس پر

اس کو ایک وقت میں ناز تھا اب اس کو ذلت سمجھتا ہے اور غلام ہونے پر تیار ہے اور افتادہ ہونے کا طلب گار ہے جس حد تک اس کے اشتیاق کو جائز رکھا جائے علاوہ اس احترام کے جو اسکو صاحب حسن کی جانب سے میسر ہے وہ اس کو اپنا طبیب انتہائے درد وغم میں سمجھتا ہے۔ پس یہ تاثیر میرے خوبصورت نوجوان۔ میری مراد تم سے ہے جس کے ساتھ میری اس تقریر کا خطاب ہے۔ اس کو فانی ارادس (عشق) کہتے ہیں۔ اس کا نام دیوتاؤں میں سنکے تمہارا جوان ارادہ طبعی طور سے خندہ زن ہوگا۔ بعض ہومر کے طرفداروں
نے منجملہ اس کے مخفی اشعار کے دو مصرعے اروس (عشق) پر قرار 59
دیئے ہیں اگر میں غلطی پر نہ ہوں۔ جس میں سے دوسرا بالکل ظالمانہ ہے اور خصوصیت کے ساتھ اس کا وزن بھی درست نہیں ہے

اس کو فانی پردار اروس کہتے ہیں۔

مگر غیر فانی پٹیروس (طائر) اس کے طائرانہ ماہیت کے لحاظ سے

یہ مصرعے تم یقین کرو یا نہ یقین کرو جیسا تم مناسب سمجھو جو کچھ ان کی نسبت خیال کیا جائے علت عشق اور حالت عاشق کی بالکلیہ یکساں ہے ٹھیک اسی طرح جیسے یہاں بیان کیا گیا ہے۔

اب اگر وہ پہلے پیروؤں سے ہیں زیوس کے جس کو عشق نے مبتلا کیا ہے وہ اس قابل ہے کہ بہ نسبت دوسروں کے زیادہ بار اس دیوتا کا جو بال و پر سے نامزد ہے۔ گر وہ سب جو خدمت میں اریس کے تھے اور اس کے ہمراہ آسمانوں کا طلایہ کرتے تھے جب عشق نے ان کو اسیر کر لیا اور وہ اپنے آپ کو کسی طرح معشوق کے ہاتھوں سے ستم زدہ تصور کرتے ہیں وہ تشنۂ خون ہیں اور اپنے آپ کی اور اپنے عزیزوں کی قربانی کرنے پر آمادہ ہیں۔ اور یہی حال دوسرے دیوتاؤں کے پیروؤں کا ہے۔ ہر ایک اپنی زندگی کی عزت کرنے میں اور اپنے مقدور بھر تقلید کرنے میں اس خاص دیوتا کے

صرف کرتا ہے اور جس کے طائفہ کا وہ ایک رکن تھا جب وہ مستثنیٰ ہے
فاسد ہونے سے اور اپنی پہلی پشت یہاں گزارتا ہے۔ موافق اُس
رجحان کے جو یہاں اکتساب کیا ہے وہ اپنے رسم وراہ اور ربط و
ضبط کو معشوق کی جانب لیجاتا ہے اور اسی طریق سے تمام دنیا کو
60 لہذا ہر انسان حسن کے اقسام سے اُس کو انتخاب کرتا ہے اپنی
رغبت کے موافق۔ پھر گویا کہ اس کا انتخاب اُس کا دیوتا ہے وہ
اس کو (تعمیر) آراستہ کرتا ہے اور اُس کو ایک مقدس صورت
کی طرح لباس پہناتا ہے تاکہ اُس کی عبادت و پرستاری کرے
نہایت وجد و شوق کے ساتھ۔ پس وہ جو زیوس سے تعلق رکھتے
ہیں۔ وہ اپنا معشوق زیوس کے مثل تلاش کرتا ہے نفس کے لحاظ
سے۔ پس وہ ایسے نوجوان کو ڈھونڈھتے ہیں جو بالطبع دانش
دوست ہو اور حکومت کے سزاوار ہو۔ اور جب کوئی ایسا مل جاتا
ہے اور اُس کے مفتون ہو جاتے ہیں تا مقدور اُس کو بہ تحقیق ایسا
بنا لیتے ہیں اور اگر انھوں نے سابق میں ایسا کام نہیں کیا ہے تو اب
وہ اس میں مصروف ہو جاتے ہیں اور ہر ممکن گوشہ سے تعلیم
تلاش کرتے ہیں۔ اور خود اپنے نفوس میں دیکھتے ہیں۔ اور یہ کوشش
کہ اپنے مربی کو اپنی ہی ذات میں تلاش کیا جائے اور اُس طریقہ پر
سلوک کیا جائے اس میں کامیابی ہو۔ اس سبب سے کہ وہ ہمیشہ
اپنے دیوتا کے شاہدے پر بلاتردد مجبور ہیں اور جب وہ اُس کو حافظ
میں لاتے ہیں تو انکو وہی القا ہوتا ہے جو اسکو القا ہوتا ہے اور وہ اسکی خصلت اور عادت
اختیار کرتا ہے جہاں تک ممکن ہے کہ انسان دیوتا کا شریک ہو سکے
اور ان برکتوں کے اُن کے معشوق سے منسوب ہونے پر وہ انکو
اور بھی زیادہ چاہتے ہیں بہ نسبت سابق کے اور جو سرچشمے کہ انھوں
نے زیوس سے پائے ہیں جیسے شراب حقیقت کے جرعے
وہ ان کو اپنے پیارے معشوق کی روح میں ٹپکا دیتے ہیں اور اس طرح

تا امکان اس کو اس دیوتا کے مشابہ کر دیتے جس سے وہ خود
مشابہ ہیں۔ وہ جنھوں نے ہیرا کے سلسلے کی پیروی کی وہ ایک نوجوان
شاہی قالب کا تلاش کرتے ہیں اور جب وہ مل گیا تو اس کے 61
ساتھ اسی طریق سے سلوک کرتے ہیں جیسا پہلے کے ساتھ کیا تھا۔
اور چونکہ وہ وابستگان اپالو سے ہیں اور دوسرے دیوتاؤں سے
تعلق ہے اور اپنے خاص دیوتا کے قدم بہ قدم چلتے ہیں وہ ایسے
نوجوان کو تلاش کرتے ہیں جنکو قریبی طبیعت رکھنے والے کیطرح
چاہیں اور جب وہ ایسا نوجوان تلاش کر لیتے ہیں خود بذریعہ تقلید
کے اور معشوق کے نفس کو ترغیب دیتے اور ہم آہنگ کرنے
سے وہ اس کو خاص شغل اور سیرت کی جانب دیوتا کے رہنما ہوتے
ہیں جس حد تک وہ فرداً فرداً قابلیت رکھتے ہیں وہ رشک و بدسلوک
اور ظالمانہ درشتی سے باز رہتے ہیں بلکہ تا امکان ان میں موالفت
اور موافقت پیدا کرتے ہیں اپنے ساتھ بھی اور اس دیوتا کے ساتھ
بھی جس کی وہ پرستاری کرتے ہیں کسقدر خوبصورت ہے تمنا ان کی
جو عشق صادق رکھتے ہیں جب وہ اپنی تمنا پوری کرتے ہیں تو ان کی
محبت (جو نام میں نے رکھا ہے) ان کا مقدس راز جو برکت
سے سر بسر معمور ہے دوست کے ہاتھ سے ہے جس کو عشق نے
دیوانہ بنا دیا ہے دوستی کی غرض سے جس طرح بنے اس پر کامیابی
حاصل ہو پس وہ جو کامیابی سے حاصل ہوا ہے اس پر کامیابی
اس طرح ہوئی ہے۔

اس محاسبے کی ابتدا میں میں نے ہر نفس کو تین حصوں میں تقسیم کیا
ہے دو ان میں سے گھوڑوں کے مثل ہیں اور ایک گاڑی بان ہے
یہاں بھی ہم وہی تقسیم برقرار رکھیں گے گھوڑوں میں ہم نے کہا تھا
تمہیں یاد ہوگا کہ ایک اچھا ہے اور دوسرا خراب ہے لیکن اس
ایک کی اچھائی کس چیز میں شامل تھی اور دوسرے کی برائی یہ ایک

ایسا مسئلہ ہے جس کی تمیز اس وقت نہیں ہوئی تھی اب بیان ہوگی وہ
گھوڑا ان دونوں سے جو اعلیٰ درجۂ شرافت پر فائز ہے وہ راست قد
62 ہے مضبوط جوڑ بند درست گردن اونچی ناک خمدار نقرہ رنگ سیاہ
چشم وہ دوست رکھتا ہے عزت کو اور اعتدال پسند عفیف اور اصلی
شان و شوکت کا پرستار ہے کوڑے کی مار کے بغیر چل سکتا ہے
صرف آواز اور سمجھ سے برا گھوڑا دوسری طرف خمیدہ موٹا بھدا بے سبب
ملا کے موٹی گردن تنگ حلق چوڑا چہرہ سیاہ کوٹ بھورا خونی آنکھیں
بغی و فساد کا دوست بے ادب کانوں کے پاس ناہموار جیسے اگران
گوش نہ کوڑے کو مانتا ہے نہ آنکس (سینچہ) کو ملا کے جب درابی
وہ منظر دیکھتا ہے جس سے محبت کا جوش ہوتا ہے اور اس کے
تمام نفس کو حواس سے گرمی پہنچتی ہے اور حد سے زیادہ برافروختگی اور
خواہش کی نیش زنی ہوتی ہے فرمانبردار گھوڑا غیرت کی روک ٹوک
کو مانتا ہے نہ یہ کہ معشوق ہی چڑھ دوڑے اور بد گھوڑا نہ درابی کے
کوڑے کو مانتا ہے نہ سینچے کو۔ اور اچھل کود مچاتا ہے اور اپنے جوڑ
کے گھوڑے اور مالک سے شرارتیں کرتا ہے اور ان کو زبردستی
خوبصورت نوجوان پر چڑھا لاتا ہے وہ نزدیکی کی لذت پر غور کرتے
ہیں پہلے تو وہ اس کو روکتے ہیں حقارت کے ساتھ اس کی
بے قاعدہ اور خوفناک جرم جس پر وہ مجبور کرتا ہے لیکن بالآخر
جب شرارت کی کوئی حد باقی نہیں رہتی تو وہ آگے بڑھتا ہے جہاں
وہ ان کو لے جاتا ہے۔ اس کے حکم کے تابع ہو کے اور اس کے
ساتھ موافق ہو جاتے ہیں۔ وہ اس خوبصورت لڑکے کے پاس آ کے
اس کے چہرۂ زیبا و روشن کا جمال دیکھتے ہیں لیکن جب حسن کے
نظارہ پر درابی کا حافظہ حسن کے اصلی جوہر کی طرف رجوع ہوتا ہے
63 اور پھر وہ اس (دیوی) کو عفت کے پہلو میں دیکھتے ہیں کہ وہ مقدس
پایہ پر کھڑی ہے۔ اور اس نظارے سے وہ کانپتا ہے اور مقدس

رعب سے اپنی پشت کی طرف زمین پر گر پڑتا ہے اور گرنے میں وہ
مجبوراً دونوں راسوں کو کھینچتا ہے اس زور کے ساتھ کہ دونوں گھوڑوں
کا پیچھے سے پچھال جاتا ہے ایک اُن میں سے بخوشی کیونکہ وہ مزاحمت
نہیں کرتا اور سرکش گھوڑا باوجود کھینچ کھانچ کے ۔ اور جب وہ کچھ
دور تک واپس جاتے ہیں تو پہلا گھوڑا شرم اور زبردستی کرنے سے
ساری جان سے پسینے میں ڈوب جاتا ہے مگر دوسرا جب درد
سے آرام پاتا ہے جو لگام اور گرنے سے تکلیف ہوئی تھی اور
بمشکل دم سمایا تھا بہت غصہ اور بد لگامی کرتا ہے گویا اپنے مالک
اور جوڑی دار کو برا کہتا ہے اس لئے کہ انھوں نے دغا سے
اور بزدلی سے صف کو ترک کردیا اور اقرار سے پھر گئے ۔ اور جب
پھر انکو آمادہ کرتا ہے اور دوبارہ قریب جانے سے انکار کرتا ہے اور بمشکل رضامند ہوتا ہے
جب وہ اور کبھی وقت پر اس کوشش کو ملتوی کرتا ہے ۔ مگر فوراً جب وقت معہود
آجاتا ہے اگرچہ وہ فراموشی کا بہانہ کرتا ہے وہ اُن کا وعدہ یاد
دلاتا ہے اور ڈوبنا اور ہنہنانا اور کھینچنا وہ پھر اس خوبرو نوجوان کے
پاس جانے پر مجبور کرتا ہے اس قرارداد کے عمل میں لانے کے لئے۔
اور جب وہ قریب ہوتے ہیں وہ اپنا سر جھکاتا ہے اور لگام کو
اپنے دانتوں میں پکڑ لیتا ہے اور بے تحاشہ کھینچ کے لے جاتا
ہے ۔ مگر درابی کو اور بھی زیادہ سختی کے ساتھ اس احساس کا تجربہ
ہوتا ہے جیسے پہلے ہوا تھا اور عقب کی جانب وہ گر جاتا ہے
مثل گھوڑ دوڑ والوں کے دوڑ کی سرحد پر کشش کے ساتھ جو اول سے
زیادہ شدید ہوتی ہے وہ سرکش گھوڑے کے دانتوں کے درمیان
سے باگ کو کھینچتا ہے اور اس سے اس کے جبڑے اور زبان
خون میں تر ہو جاتی ہے ۔ اور زمین کی رگڑ سے اسکی ٹانگیں اور پٹھے 64
زخمی ہو جاتے ہیں اور اس کو جان کنی کے حوالے کردیتے ہیں ۔
لیکن جوں ہی اس سلوک سے جو بار بار ہوتا ہے سرکش گھوڑا اسنبھلتا ہے

اور بدی چھوڑ دیتا ہے وہ اپنے درابی کی ہدایت کو قبول کرتا ہے
اور اس خوبرو نوجوان کو دیکھ کے ہول سماجاتا ہے۔ چنانچہ اس وقت
نہ اس سے بیشتر یہ ہوتا ہے کہ روح عاشق کی اپنے معشوق کا احترام
کرتی ہے اور رعب مانتی ہے اور نتیجہ یہ ہے کہ عاشق اس نوجوان
کی اسی طرح پرستش کرتے ہیں جس طرح دیوتا کی پرستش کیجاتی ہے۔
وہ عاشق خواہش کا بہانہ نہیں کرتا بلکہ اپنے نفس میں اس کو محسوس کرتا ہے
اور وہ خود طبعی طور نے نہایت محبت سے راغب ہے اپنے پرستار
سے اگرچہ اگلے وقتوں میں وہ عاشقوں کے خلاف ہو چونکہ ہم مکتب
یا اور لوگ ان کی نزدیکی پر افترا پرواز تھے لہذا موجودہ امیدوار
کو بھی وہ مسترد کر دیتا ہے۔ تاہم اب چونکہ موخر الذکر عاشق اس طرح
بدل گیا ہے اب استداد زمانہ سے جو شعور پیدا ہوا ہے اور قسمت
کے قانون سے اب وہ بہت مانوس و مالوف ہے۔ کیونکہ بد آدمی
کی قسمت ایسی نہیں ہے کہ وہ بد کے بھی دوست ہوں اور نیکوں کو
سزاوار ہے کہ وہ نیکوں کے دوست ہوں۔ لیکن جب پیش آمد قبول
ہوئی اور کلمہ و کلام جائز ہوا عاشق کی دلبستگی معشوق کو گوارہ ہوئی اور
عاشق سے نزدیکی روا رکھی گئی اب اس کو تعجب ہوتا ہے چونکہ وہ اس
خیال پر مجبور ہے کہ اور سب دوستوں اور عزیزوں کی دوستی بمقابلہ اس
65 کے خداداد عاشق کے ہیچ ہے۔ اور اگر اس کا یہی حال رہا اور اس
طرح جمناسٹک ورزش گاہ اور دوسرے مقامات میں ملنے کی مصاحبت
رہی پھر ایسا ہوا کہ چشمہ اس میلان کا جس کو زیوس نے جب وہ
گینی میڈس (Ganymodes) پر شیفتہ ہوا خواہش سے نامزد کیا وہ بڑی
روانی کے ساتھ عاشق پر گرتا ہے کچھ تو اس میں سما جاتا ہے اور کچھ
بہ نکلتا ہے جب وہ بھرا ہوا ہوتا ہے اور ٹھیک آندھی یا شور کی طرح
ہموار اور سخت چیزوں پر گزرتا ہے اور پیچھے پلٹ پڑتا ہے اسی مقام
پر جہاں سے وہ آیا تھا اسی طرح سے موج حسن کی اسی خوبرو نوجوان

سے دست بردار ہو جائے اور بالآخر یہ ہیچ ہے کہ بغیر بال و پر کے مگر پر بغیر نکالے نہیں وہ بدن سے نکل جاتے ہیں اس طرح کہ وہ اپنی ناشکیبا دیوانگی کا انعام نہیں لیتے کیونکہ یہ قانون ہے کہ زیر زمین جادہ دن پر وہ لوگ دوبارہ نہیں چلیں گے جنھوں نے ایک بار آسمان کے شارع عام پر قدم رکھا ہے بلکہ دست بدست خراماں ہو کے وہ ایک روشن اور مبارک زندگی بسر کریں گے اور جب انکو بال و پر ملجائیں گے تو ایک ساتھ ہی ملیں گے ان کے عشق کی خاطر سے۔

اے میرے خوبرو نوجوان ایسی عظیم اور ایسی خدائی ہیں وہ برکتیں ہیں جو عاشق کو محبت عطا کرے گی لیکن تجارت اس شخص کی جو محبت نہیں کرتا قابل فنا ہوشیاری کے ساتھ وہ دلی سے انعام تقسیم کرتی ہے جو قابل اور فنا بخیلوں کے سے ہیں جو پرورش پاتے ہیں معشوق کی روح سے وہ ایک نجاست ہے جاہل نیکی سمجھ کے جس کی ستائش کرتے ہیں اور نو ہزار برس کے لیئے اس کو زمین پر پھیکتے ہیں بلاسبب۔

اس موقع پر اے پیارے ایرس میں جیسا صاف اور عمدہ اس کو بنا سکتا ہوں بطور ایک اظہاری جواب مضمون کے اس کو پیش کرتا ہوں چاروناچار یہ فیدرس کے لیئے تالیف کیا گیا تھا عبارت اور دوسرے انداز اس کے شاعرانہ ہیں مگر ہاں میری پہلی تقریر کے لیئے معافی دیجیئے اور اس تقریر کی اجازت اور تیری کریمانہ عنایت ہنر محبت کو نہ لیگی جو تو نے مجھ کو بخشا ہے اور نہ تیرا قہر اس کو ناقص کردیگا اور یہ عطا کیجیئے کہ اس سے زیادہ میں معشوق کی آنکھوں میں عزت پاؤں۔ اور اگر پہلی تقریر میں فیدرس نے اور میں نے کوئی قصور آپ کی جناب میں کیا ہو تو اس کا ذمہ لائیسیاس کے سر ہے کیونکہ وہ تقریر کا باپ ہے اس سے ایسی تقریریں ترک

کروا دو اور اس کو فلسفہ کی طرف پھیر دو جیسے اس کا بھائی پولی مارخس فلسفہ کی جانب پھرا ہوا ہے تاکہ اس کا عاشق جو یہاں سامنے حاضر ہے زیادہ نہ ٹھہرے جیسے اب ٹھہرا ہوا ہے درمیان دو رایوں کے بلکہ اس کا دل و جان سے وہ محبت میں فلسفیانہ گفتگو کے مصروف ہو جائے۔

**فی**۔ سقراط میں تمھارے ساتھ متفق ہوں اس دعا میں کہ اگر یہ قسمت ہمارے لئے بہتر ہو تو ہم کو نصیب ہو۔ تقریر کے باب میں بہر طور وہ دیر میری قدرشناسی کو تحریک دے رہی ہے تم نے اس کو بہت ہی خوبصورت بنا دیا ہے بہ نسبت اپنی سابق کی تقریر کے بے شک بہت ہی خوبصورت کہ مجھ کو خوف ہے کہ لائیسیاس کی تقریر کچھ اچھی نہ ہوگی اگر وہ ایک اور تقریر کے تالیف پر آمادہ ہو جو اس کی پہلی تقریر کے مقابل ہو۔ اس میں مجھ کو شبہ ہے کیونکہ ابھی پرسوں کی فکر ہے کہ سرکاری آدمیوں سے ایک شخص اس کو ملامت کرتا تھا اسی تقریر کے باب میں اس حملہ میں جو اس پر کیا تھا اور اس حملہ کی
69 پوری تقریر میں اس کو تقریر نویس کے نام سے پکارتا رہا تاکہ لائیسیاس شاید اپنی ناموری کا پاس کر کے تقریر نویسی سے باز رہے

**سق**۔ تمھارا مفہوم بالکل محال ہے۔ اے میرے نوجوان شریف آدمی اور تم اپنے مرغوب طبع کے باب میں غلطی پر ہو اگر تم اس کو ایسا شخص سمجھتے ہو جس کو فوراً تنبیہ ہو جائے شاید تم کو یقین ہے کہ جو شخص اس پر حملہ آور ہے وہ جو کہتا ہے وہی مراد بھی لیتا ہے۔

**فی**۔ وہ یقیناً ایسا ہی کرتا ہوا معلوم ہوتا ہے سقراط۔ اور اس کے علاوہ تم کو جاننا چاہئیے اور اسی طرح مجھ کو جاننا چاہئیے کہ وہ لوگ جن کا اثر سب سے بڑھا ہوا ہے اور جن کا بہت خیال کیا جاتا ہے وہ کسی ریاست میں تقریریں لکھنے سے شرماتے ہیں اور اپنے بعد اپنے تالیفات چھوڑ جانے سے تاکہ ان کو پس ماندوں سے یہ

شہرت اور یہ نام حاصل ہو کہ وہ سوفطائی تھے ۔
سق ۔ تم نے اس فقرے پر فیدرس توجہ نہیں کی ایک دلفریب پیچ وخم ہے یہ ماخوذ ہے اُس طولانی اور تھکا دینے والے پیچ وخم سے جو دریائے نیل میں ہے ۔ لہذا یہ تمھاری نظر سے بچ گیا ہے کہ اس مصنوعی نفرت کے تحت میں ہمارے بجائے خود مطمئن مدبرین ملک خصوصیت کے ساتھ تقریر لکھنے کے شایق ہیں اور بطور یادگار اپنے تحریرات بعد چھوڑ جانے کے دلدادہ ہیں اس قدر شایق ہیں کہ جب کبھی وہ کوئی تقریر لکھتے ہیں تو اس کے تائید کرنے والوں کا اس قدر لحاظ ہے کہ ایک اور جملہ اُس کے عنوان میں بڑھا دیتے ہیں ان لوگوں کے نام جو ہر موقعہ پر اپنی پسندیدگی کا اظہار کرتے ہیں ۔
فی ۔ تمھارا کیا مطلب ہے ؟ میں نہیں سمجھتا ۔
سق ۔ کیا تم نہیں سمجھتے کہ ہر مدبر کی تحریر کے عنوان میں اُس کے موید کا نام اولاً لکھا ہوتا ہے ؟
فی ۔ یہ کس طرح ؟
سق ۔ پسند کیا ۔ اس طرح اگر میں غلطی پر نہ ہوں تحریر چلتی ہے پسند 70
کیا کونسل نے یا عوام نے یا دونوں نے ۔ اور مجوزہ ہمارا تقریر نویس یعنے جسکا نام نہایت شان وشوکت اور صفت وثنا کے ساتھ لیا جاتا ہے بذاتِ خود بڑا لایق ہے وہ تقریر کو تحریر کرتا ہے اور اپنی دانائی اپنے مویدین کو دکھانے کے لئے اکثر ایک طولانی تقریر مرتب کرتا ہے یا کیا تم خیال کرتے ہو کہ موجودہ تقریر نوشتہ تقریر سے کچھ اختلاف رکھتی ہے ؟
فی ۔ نہیں یقیناً میں نہیں خیال کرتا ۔
سق ۔ اچھا اگر تقریر کامیاب ہوئی تو ہمارا تھیٹر (Theatre) خوش وخرم گھر کو روانہ ہوگا لیکن اگر تقریر خفیف ہوگئی اور وہ تقریر نویسی سے روکدیا گیا اور مصنف کی شان سے ممنوع ہوا تو وہ اور اس کے طرفدار رونے اور ماتم کرنے جائینگے

فی۔ ایسا ہی کریں گے۔
سق۔ ظاہراً وہ اس مزادلت کی تحقیر نہ کریں گے بلکہ اس کو قدر کی نگاہ دیکھیں گے۔
فی۔ ٹھیک ایسا ہی ہوگا۔
سق۔ پھر جب کبھی کوئی خطیب یا بادشاہ لیکرگس (Lycurgus) یا سولن (Solon) یا داریوس (Drius) کے مرتبہ کا پایا گیا اور کسی ریاست میں اس نے ایسی تقریر لکھی جو کبھی فنا ہونے والی نہیں ہے تو کیا وہ اپنی زندگی میں اپنے آپ کو نور الٰہی کی روشنی میں نہ دیکھیگا اور بعد کے زمانے والے یہی رائے اس کے بارے میں نہ قائم کریں گے جب وہ اس کی تصنیفات کو جانچیں گے؟
فی۔ یقیناً وہ ایسا ہی کریں گے۔
سق۔ کیا تم یقین کرتے ہو کہ ایک شخص اس قسم کا خواہ وہ کیسی ہی عداوت لائیسیاس سے رکھتا ہو صرف اس الزام سے اس پر حملہ کرے گا کہ وہ ایک لکھنے والا ہے؟
71 فی۔ یہ کسی طرح توقع نہیں ہو سکتی کہ وہ اس الزام سے حملہ کریگا جیسا تم کہتے ہو کیونکہ اگر ایسا کرے تو بظاہر وہ خاص اپنی ہی خاص پسند پر حملہ کرے گا۔
سق۔ پس میں خیال کرتا ہوں وہ عموماً مقبول ہوگا اور یہ کہ محض تقریر نویسی کوئی شرم کی بات نہیں ہے۔
فی۔ کیونکر ہو سکتی ہے؟
سق۔ لیکن میرے خیال میں شرم اس وقت سے شروع ہوتی ہے اگر تقریریں اچھی نہ تصنیف ہوں بلکہ بے تکی اور بری ہوں۔
فی۔ صریحاً۔
سق۔ تو پھر اچھی اور بری تحریر کی صفت کیا ہے؟ کیا ہم کو یہ خیال کرنا چاہئے فیدرس کہ تم اس معاملہ میں شہادت لائیسیاس اور دوسرے

لوگوں کی لوگے جو لکھ چکے ہیں یا لکھنا چاہتے ہیں کوئی کتاب سیاسی یا کسی اور قسم کی موزوں مثل شاعر کے یا بلا وزن بطور نثار کے ؟

فی ۔ کیا تم یہ پوچھتے ہو کہ ہم کو چاہئیے ؟ کیوں کیا کوئی اور شئے ہے جس کے لئے انسان کو زندگی بسر کرنا چاہئیے بہ نسبت اس خوشیاں حاصل کرنے کے جن کا مذکور ہوا ؟ نہ ایسی خوشیاں جن سے پہلے رنج ہوتا ہے قبل اس کے کہ وہ اس قابل ہوں کہ ان سے تمتع حاصل کیا جائے جو صورت کہ ہماری اکثر جسمانی لذتوں کی ہے جن سے تم واقف ہو اسی لئے ان کو غلامانہ کہتے ہیں ۔

سق ۔ اچھا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم وقت صرف کر سکتے ہیں اور مزید براں یہ کہ میں یہ گمان کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ جب Cicalas چہچہاتے ہیں اور ہمارے سروں پر آپس میں بولتے ہیں جیسی کہ ان کی عادت ہے دن کی گرمی اور ان کی نگاہیں ہم پر اور تم پر لگی رہتی ہیں ۔ اگر وہ ہم کو اس وقت مثل عام آدمیوں کے دیکھیں کہ ہم سو جاتے ہیں بہ عوض باتیں کرنے کے دوپہر کے وقت اور ہم کو چھوڑ دیتے ہیں کہ نفس 72
ہمارا کاہل ہو اور اُن کی لوریاں سنا کریں تو وہ ہم کو حقارت کی نظر سے دیکھیں جس کے ہم لائق ہیں اور اپنے آپ کو خیال کریں کہ وہ غریب غلاموں کی سی ان کی نظر ہے کہ وہ مہلت پا کے بھیڑوں کی طرح دوپہر کو نیند کا جھونکا لے رہے ہیں اندارے کے پاس لیکن جب وہ ہم کو دیکھیں گے کہ ہم گفتگو میں مصروف ہیں اور ہمارا جہاز ان کے پاس سے گزر رہا ہے اور دریا پری کے جادو نے ہم پر اثر نہیں کیا ہے تو شاید وہ ہم کو وہ انعام دیں جو دیوتاؤں نے ان کو آدمیوں کے دینے کو دیا ہے ۔

فی ۔ وہ انعام کیا ہے ؟ مجھے یاد نہیں کہ میں نے اس انعام کا ذکر سنا ہو ۔

سق ۔ جو شخص میوزز کا فریفتہ ہے وہ اخیر شخص ہوگا جو اس معاملہ کو
بھول جائے قصہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ یہ Cicalas آدمی تھے اس نسل
سے جو میوزز کی پیدائش سے بیشتر زندہ تھے ۔ لیکن جب میوزز پیدا
ہوئے اور راگ نکلا ایسا ہوا کہ ان میں سے بعض پر مسرت کا ایسا
غلبہ ہوا کہ جب وہ گا رہے تھے تو کھانا پینا بھول گئے یہاں تک کہ
موت ان پر مستولی ہوئی اور ان کو خبر نہ ہوئی ۔ ان میں سے نسل
Cicalas کی پیدا ہوئی انھوں نے یہ انعام میوزز سے پایا کہ دنیا
میں آنے کے بعد ان کو غذا کی حاجت نہ ہوگی اور اپنی اوقات
گانے میں صرف کریں بغیر کھانے پینے کے روز پیدائش سے
وقت وفات تک جب تک وہ میوزز کے پاس حاضر ہوں اور ہر
ایک میوزز سے اُن کے پرستاروں کا حال بیان کریں Terpsichore
وہ ان کی کہیں جنھوں نے اس کو رقص میں عزت بخشی ہے اور اس طرح انکو
73 زیادہ عزیز بنادیں اس کے واسطے بہ نسبت سابق کے ۔ ایریٹو وہ اس
کے پجاریوں کو کہتے ہیں محبت میں اور اسی طرح ہر دوسری بہن کو
وہ اپنی کیفیت سناتے ہیں بموجب صفت اس کی مناسب پرستش
کے ۔ مگر کیلی اوپ Calliope سب سے بڑی بہن کو اور یورنیہ
Urania دوسری بہن کو وہ ان لوگوں کی خبر دیتے ہیں جو اپنی زندگی
فلسفہ کے مطالعہ میں صرف کرتے ہیں اور مشاہدہ ان کی مخصوص
موسیقی کا جن کو ہم جانتے ہیں کہ وہ میوزز ہیں آسمان ان کا خاص کرہ
ہے اور کلمات الہٰی اور انسانی نہایت مسرت بخش دھنوں میں
ادا کرتے ہیں ۔ لہٰذا تم دیکھتے ہو فیدرس کے اکثر ایسے اسباب
ہیں کہ ہم کو کیوں دن دوپہر کو مکالمہ کرنا چاہیے نہ کہ سونا ۔

فی ۔ بیشک ہیں ۔

سق ۔ پس ہم اسی مضمون کی طرف رجوع کریں جس پر ہم نے غور
کرنے کو تجویز کیا تھا ہم اس کو جانچیں کہ ماہیت اچھے یا برے

مکالمہ کی کیا ہے خواہ تقریری ہو خواہ تحریری۔

فی۔ یقیناً۔

سق۔ کیا یہ اصلی صفت ایک اچھی اور عمدہ تقریر کی کیا ہے جو ادا کیجائے کہ ذہن مقرر کا اس مضمون کی حقیقت سے آگاہ ہو جس پر وہ بحث کرنا چاہتا ہے؟

فی۔ کیوں سقراط میں نے لوگوں کو اس موضوع پر کہتے ہوئے سنا ہے کہ ہرگز کوئی حاجت نہیں ہے کہ تجویز شدہ مقرر یہ سیکھے کہ درحقیقت عادل کیا ہے بلکہ صرف یہ جاننا چاہئیے کہ اکثر لوگ جو قاضیوں کی حیثیت سے اجلاس کرینگے جس کو غالباً عادل کہیں نہ یہ جاننا چاہئیے کہ درحقیقت نیک اور معزز کیا ہے بلکہ صرف وہ جو بظاہر ایسا ہو کیونکہ اسی ظاہری سے ترغیب متاثر ہوتی ہے نہ حقیقت سے۔

سق۔ یقیناً ہم کو نہ چاہئیے کہ ایسے مقولے کو دور پھینک دیں فیدرس جس کو دانشمندوں نے کہا ہے بلکہ جانچنا چاہئیے کہ اس میں کوئی حقیقت ہے یا نہیں ہے اور اسی طرح ہم کو نہ چاہئیے کہ تمھارے اس بیان کو نہ سنیں۔

فی۔ یقیناً نہیں۔

سق۔ آؤ اس کو اس نقطۂ نظر سے دیکھیں۔ فرض کرو کہ میں تم کو ایک گھوڑا خریدنے کی ترغیب دوں جنگ کے لیے۔ مگر کوئی ہم میں سے نہیں جانتا کہ گھوڑا کیا ہے۔ صرف اس قدر میں اتفاقاً جانتا ہوں کہ میرا دوست فیدرس یقین کرتا ہے کہ گھوڑا وہ اہلی جانور ہے جس کے کان بہت بڑے ہوتے ہیں۔

فی۔ واہ سقراط یہ تو مہمل بات ہوگی۔

سق۔ ذرا ٹھہرو۔ کیا اگر میں سنجیدہ ترغیب کے لہجہ میں گفتگو کروں اور گدھے کی ستائش تالیف کروں اور ہمہ وقت اس کو گھوڑا کہتا ہوں اور یہ کہوں کہ یہ جانور لاانتہا قدر کے قابل ہے نہ صرف خانگی کاموں کے

لایق بلکہ فوج میں کام دینے کے لئے بھی کیونکہ اس پر سے جنگ کرنے میں بھی سہولت ہے اور بار برداری کے لئے بھی بکار آمد ہے اور ہزاروں دوسرے طریقوں سے بھی مفید ہے؟

فی - ہاں اس میں کوئی شک نہیں کہ اب یہ بالکل مہمل بات ہے ہر طور سے۔

سق - کیا یہ بہتر نہیں ہے اگرچہ مہمل ہو نہ کہ خطرناک اور بد اندیش دوست ہو؟

فی - بلا شک ہے۔

سق - جب کبھی کوئی مقرر جو ناواقف ہو نیک اور بد سے ایک جماعت کو کسی ریاست میں اُسی کی مثل جاہل پائے اور اپنے اوپر لازم کرلے کہ اُن کو ترغیب دے اور ان کی ثنا خوانی کرے نہ ایک مسکین گدھے کی کہ وہ گھوڑا ہے بلکہ بُرے کو اچھا کہے۔ اور جب عوام الناس کی ظنیات کو مطالعہ کرے۔ اور سیکھے اور اُن کو ترغیب
75 دے سکے کہ وہ نیکی کے بدلے بدی کریں تو اس کی مقرری اس کے بعد کیا پھل لائیگی اور اس تخم کی جو اس نے بویا ہے یہ درو ہوگی؟

فی - نہیں اچھا پھل تو نہ لائیگی۔ یقیناً

سق - یہ ممکن نہیں ہے میرے نیک فیدرس کہ ہم نے ریطوریقیہ (علم معانی وبیان) پر سخت حملہ کیا ہے؟ کیا وہ اب پلٹ کے ہم سے نہ کہے گی کہ اے عجیب وغریب دانشورو یہ لغویت کیا ہے؟ میں کسی انسان پر زور نہیں دیتی کہ وہ بغیر حقیقت کا علم حاصل کئے کسی امر پر تقریر کرے۔ بلکہ بخلاف اس کے اگر میری نصیحت کی وہ کچھ قدر کرتا ہے تو چاہیئے کہ حقیقت کو حاصل کرے قبل اس کے کہ وہ میرے پاس آئے۔ لیکن میں جس چیز پر زور دیتی ہوں وہ یہ ہے کہ بغیر میری مدد کے وہ ایک ذرا بھی قابل نہ ہوگا کیونکہ اس کا تمام علم حقیقت کا ترغیب سے ہے موافق فن کے۔

فی ۔ اور کیا تم عدالت میں اس کی معذرت تسلیم نہیں کرتے؟

سق ۔ میں کرتا ہوں بشرطیکہ جملہ دلیلیں جو اس پر حملہ کرنے کے لیے لائی گئی ہیں اس کے فن ہونے کی تصدیق کرتی ہوں۔ کیونکہ مجھے خیال ہوتا ہے میں اس کی بعض دلیلوں کی آمد کا زور شور سنتا ہوں اور میں بزور اظہار کرتا ہوں کہ وہ مکار ہے اور کوئی فن نہیں ہے بلکہ بے ہنری کی چالاکی ہے لیکن تقریر کے باب میں اسپارٹا والا کہتا ہے نہ ہے اور نہ ہوگا کوئی اصلی فن بغیر گرفت صداقت کے۔

فی ۔ ہم تمہاری دلیلوں کو سقراط سنیں گے ان کو بیان عدالت میں لاؤ اور دیکھو وہ کیا کہتی ہیں اور کیونکر وہ کہتی ہیں۔

سق ۔ پس یہاں عمدہ مخلوقات اور ترغیب دیتی ہیں فیدرس کو جو باپ ہے 76
ایک عمدہ نسل کا مثل تمہارے کہ اگر وہ کارواں فیلسوف نہ ہو تو نہ
کسی وقت میں وہ قابل مقرر ہو کسی مضمون پر۔ فیدرس اس کا جواب
دے۔

فی ۔ اپنے سوالات پیش کرو۔

سق ۔ کیا ریطوریقیہ عموماً ایک طریقہ انسانوں کے نفس پر تصرف کرنے کا ہے بذریعہ الفاظ کے صرف محکمجات قانونی میں نہیں اور دوسرے عام مجالس میں بلکہ خانگی گفتگو میں بھی بلا امتیاز معاملات خواہ بڑے ہوں خواہ چھوٹے ہوں اور کیا اس کا صحیح استعمال مساوی عزت رکھتا ہے خواہ وہ مضمون جس پر اس کا استعمال ہو خفیف ہو خواہ اہم ہو؟ یا تم نے اس معاملے میں کیا کہتے سنا ہے؟

فی ۔ کیا کوئی چیز اس قسم کی نہیں میں تم کو یقین دلا سکتا ہوں۔ نہیں محکمہائے قانون خاص محل علم ریطوریقیہ کے فن کا ہے اور مجالس تدبیر ملکی میں خطاب کرنے کا بھی معمول بہ ہے مگر میں نے نہیں سنا کہ اس نے اس سے آگے وسعت پائی ہو۔

سق ۔ کیا تم نے صرف فنون خطابت میں تالیفات نسٹر ( Nester ) اور

اولی سس (Ulysses) کے سنے ہیں ٹرائے کے سامنے فرصت کے
وقت دل بہلانے کے لئے؟ اور تم نے پالامیدس (Palamedes)
کے خطبات ہرگز نہیں سنے؟

**فی** ۔ نہ نسٹر کے خواہ تم گورجیاس (Gorgias) کو نسٹر بناتے ہو اور
تھریسی ماخس (Thrasymachus) یا تھیودورس کو اولی سس
کہتے ہو۔

**سق** ۔ ممکن ہے میں یہی کرتا ہوں۔ بہرطور ان شرفا کو فی الحال چھوڑ دو مجھ کو
یہ جواب دو۔ محکمہ عدالت میں کس بات پر فریقین بحث کرتے ہیں؟ ایک
دوسرے کا نقص کرتے ہیں کیا ایسا نہیں کرتے؟

**فی** ۔ ٹھیک ایسا ہی کرتے ہیں۔

**سق** ۔ اور حق اور باطل پر؟

77 **فی** ۔ ہاں۔

**سق** ۔ اور اگر کوئی شخص فن کے ضابطہ سے ایسا کرتا ہے تو وہ شخص ایک
ہی چیز انھیں اشخاص کو ایک وقت میں حق دکھائے گا اور دوسرے
وقت اگر چاہے تو باطل دکھا دے۔

**فی** ۔ بے شک۔

**سق** ۔ اور اسی طرح عام وعظ میں وہ عوام کو یقین دلائیگا کہ ایک طریقہ
سیرت کا ایک وقت میں ان کے لئے مفید اور دوسرے وقت میں بالکل
اس کے خلاف ہے۔

**فی** ۔ یقیناً وہ ایسا کرے گا۔

**سق** ۔ لیکن کیا ہم نے ایلیاطی پالامیدس کے بارے میں نہیں سنا وہ
اس فن کی مدد سے کلام کرتا تھا ایسے طریقے سے کہ سامعین انھیں اشیاء
کو ایک ہی وقت میں مماثل اور غیر مماثل واحد اور کثیر ساکن اور متحرک یقین
کر لیتے تھے؟

**فی** ۔ بلاشک ہم سنتے ہیں۔

سق ۔ پس ایسا معلوم ہوتا ہے کہ فن بحث منحصر نہیں نہ محکمات قانون پر یا عام مجالس پر بلکہ جس چیز پر گفتگو کریں ہم اس تنہا فن کو کام میں لا سکتے ہیں اگر یہ فن ہو جس کے ذریعے سے ہم اس قابل ہونگے کہ کل چیزوں کو جو متشابہ ظاہر ہوں جو ایسے ظاہر ہونے کے قابل ہیں اور ان جملہ کوششوں کو جو دوسروں میں ہوں ہم روشنی میں لے آئیں خواہ کیسی ہی چالاکی سے وہ چھپائی جائیں۔

فی ۔ میں کماحقہ نہیں سمجھا کہ تم اس سے کیا مراد لیتے ہو۔

سق ۔ میں خیال کرتا ہوں کہ میرا مطلب تم سمجھ لوگے اگر ہم اپنی تحقیق کو اس طرح جاری کریں۔ کیا فریب عموماً ایسی چیزوں میں کیا جاتا ہے جن میں زیادہ تفاوت ہے یا کم؟

فی ۔ ان چیزوں میں جن میں کم تفاوت ہے

سق ۔ میں تصور کرتا ہوں کہ تم ان چیزوں کے گرد جاؤگے ایک طرف
سے دوسری طرف جس میں گرفت نہ ہوسکے بہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھانے 78
سے بہ نسبت لمبے لمبے قدموں کے۔

فی ۔ بلاشک۔

سق ۔ اگر ایک انسان خوشی سے دوسرے کو فریب دے بغیر اس کے کہ خود فریب خوردہ ہو چاہئے کہ وہ اس قابل ہو کہ چیزوں کے مابہ الاشتراک اور مابہ الامتیاز کو صحت کے ساتھ شناخت کرسکے۔

فی ۔ نہیں بلکہ اس کو ضرور اس قابل ہونا چاہئے۔

سق ۔ لیکن اگر وہ کسی خاص چیز کی حقیقی ماہئیت سے جاہل ہو تو کیا وہ اس قابل ہوگا کہ اس کی کم و بیش مماثلت کو دوسری چیزوں کے ساتھ تمیز کرسکے؟

فی ۔ غیر ممکن ہے۔

سق ۔ لہذا جب کبھی لوگ ایسے ظنیات سے فریب کھائیں جو حقیقت سے دور ہیں تو یہ صاف ظاہر ہے کہ غلطی ان کے ذہنوں میں داخل ہوگئی

ہے حقیقت کے ساتھ خاص مماثلتوں کے واسطے سے۔

فی۔ بلاشک عموماً یہی صورت ہوتی ہے۔

سق۔ کیا یہ ممکن ہے کسی انسان کے لئے کہ وہ دوسرے شخص کے ذہن کو سچائی سے جھوٹ کی طرف لیجائے مماثلت کی زنجیر کی ایک کڑی سے دوسری کڑی پر جا کے یا خود ایسے دھوکے سے محفوظ رہے قبل اس کے کہ ہر خاص چیز کی حقیقی ماہیت کو خود سمجھ لے۔

فی۔ نہیں ہرگز نہیں۔

سق۔ پس فن تقریر میں ایسے شخص کی تالیف بغیر علم حقیقت کے جس نے لوگوں کی رائے کو دھوکا دیا ہے اور جال میں پھنسا لیا ہے میں خیال کرتا ہوں کہ نہایت ہی ناقص اور فن کے اعتبار سے بے حقیقت ظہور پذیر کرے گا۔

فی۔ میں ایسا ہی خیال کرتا ہوں۔

سق۔ اب فیدرس تم کیا کہتے ہو کہ ہم لائیسیاس کی تقریر کو جو تمہارے 79
ہاتھ میں ہے فرض کریں مع میری تقریروں کے جو اس کے بعد آئیں اور ان میں ان مثالوں کو ملاحظہ کریں جن کو ہم فن کے موافق مانتے ہیں یا وہ جو فن کے خلاف ہیں؟

فی۔ میں اس کو سب چیزوں سے زیادہ پسند کرونگا کیونکہ تمہارے اس موضوع کی موجودہ بحث میں ایک قسم کی خرابی ہے یہ خرابی اس لیے پیدا ہوتی ہے کہ مناسب مثالوں کی کمی ہے۔

سق۔ سچ ہے اور حسن اتفاق سے جب کہ میں خیال کرتا ہوں دونوں تقریریں اس لیے تالیف ہوئی تھیں کہ اس طریقہ کی ایک مثال پیدا کریں جس میں ایک مصنف جو حقیقت سے واقف ہو صرف مشغلہ کے طور پر اپنے سامعین کو اس مقصد سے دور لیجائے اس مکالمہ میں۔ اور میں بجائے خود فیدرس اس مقام کے دیوتاؤں کے حساب رکھوں یا یہ ہو کہ میوزز کے سفیر کی ہمارے مطربوں نے سماعت کی ہو۔

اور ہمارے کانوں میں اس مسرت انگیز نغمے کو پھونک دیا ہو۔ کیونکہ یقیناً میں کم از کم وہ شخص ہوں جو فن تقریر کے جرم سے پاک ہے۔

فی - جو تم چاہتے ہو وہی ہو گا۔ صرف اپنی تقریر کو واضح بیان کرو۔

سق - تو پھر لائسیاس کی تقریر کا مقدمہ میرے آگے پڑھ دو۔

فی - میرے معاملات سے تم خوب واقف ہو اور اب میں دونوں کے فائدے کی کیونکر توقع رکھتا ہوں اس کی ترتیب سے جس کو تم سن چکے ہو۔ اب مجھ کو حق ہے کہ میں محروم نہ کیا جاؤں اپنے مقدمہ میں اس بنیاد پر کہ میں تمہارا عاشق نہیں ہوں۔ کیونکہ عاشق توبہ کرتے ہیں۔

سق - ٹھہر جاؤ۔ ہم کو مشاہدہ کرنا ہے۔ کیا ایسا نہیں ہے۔ اُن غلطیوں کو جو فن کی خلاف ورزی میں کی گئی ہیں جن کا ارتکاب مصنف سے ہوا ہے۔

فی - ہاں ہم کو مشاہدہ کرنا ہے

سق - کیا یہ تمام عالم پر ظاہر نہیں ہے کہ بعض امور میں اس قسم کے 80
ہم سب کا اتفاق ہے۔ اور بعض میں سب مختلف ہیں۔

فی - میں خیال کرتا ہوں کہ جو تمہاری مراد ہے میں سمجھتا ہوں مگر اپنا مطلب اور بھی صفائی کے ساتھ بیان کرو۔

سق - جب کوئی آدمی الفاظ لوہا یا چاندی کہتے ہیں تو کیا ہم سب ان لفظوں سے وہی چیزیں نہیں سمجھتے؟

فی - یقیناً ہم سمجھتے ہیں

سق - لیکن کیا ہوتا ہے جب وہ عدل یا نیکی کے بارے میں کلام کرتا ہے؟ کیا ہم سب مختلف سمتوں میں نہیں جاتے اور ایک دوسرے سے بھی لڑتے اور خود اپنے ساتھ بھی؟

فی - بالکل سچ ہے۔

سق ۔ پس بعض چیزوں پر تم مانتے ہو کہ ہم متفق ہیں اور بعض پر نہیں؟

فی ۔ ٹھیک ایسا ہی ہے ۔

سق ۔ پس ان دو درجوں کی چیزوں میں قریب قریب زیادہ سہولت سے ہے یہ ہو سکتا ہے اور کس میں ریطوریقیہ کا زیادہ زور ہے

فی ۔ صاف یہ ہے کہ اس قسم میں جس میں ہم زیادہ تر غلطی کر سکتے ہیں ۔

سق ۔ قبل اس کے کہ ہم فن ریطوریقیہ کو کام میں لائیں آدمی کو چاہئے کہ اول امر میں ایک اسلوب کے ساتھ ان دونوں درجوں میں امتیاز قائم کریں اور ہر ایک کا کوئی خاص نشان دریافت کرلیں اس کا نشان جس میں انسان عموماً ضرور غلطی کیا کرتے ہیں اور اس کا نشان بھی جس میں ایسی ضرورت نہیں ہے ۔

فی ۔ یقیناً سقراط ایک عمدہ تعمیم وہ شخص تجویز کرے گا وہ جس نے اس امتیاز کو گرفت کر لیا ہے ۔

سق ۔ اور ثانیاً میں فرض کرتا ہوں جب وہ کسی خاص صورت پر پہونچتا
ہے ضرور نہیں ہے وہ خطا پر ہو ممکن سرعت کے ساتھ ادراک کر لینا کہ 81
دونوں درجوں سے کس درجے میں اس کا موضوع زیر بحث ہے ۔

فی ۔ ٹھیک ایسا ہی ہے ۔

سق ۔ اب تم عشق کے بارے میں کیا کہتے ہو ہم اس کو قابل مباحثہ درجہ میں شمار کریں یا اس درجہ میں جو یقینی ہے؟

فی ۔ بلاشبہ قابل مباحثہ درجہ میں نہیں تو کیونکر تم خیال کرتے ہو کہ وہ تم کو سب کہنے دیتا جو تم نے ابھی اس کے باب میں کہا ہے ایک مرتبہ تو اس کو عاشق اور اس کے محبوب دونوں کے لئے قابل نفرین کہا ہے اور پھر اُن کی خاص الخاص برکت؟

سق خوب ہی کہا: لیکن مجھ سے یہ بھی کہو ۔ کیونکہ میں تم جانتے ہو

ایسی حالت وجد میں تھا کہ مجھ کو ٹھیک یاد نہیں ـــ کیا میں نے اپنی تقریر کے آغاز میں عشق کی حد (تعریف) دے دی تھی؟

فی - ہاں البتہ تم نے ایسا کیا تھا اور نہایت ہی عجیب طور سے کامل وہ تعریف تھی۔

سق - افسوس لائیسیاس فرزند کیفالس! کس قدر کمتر ہنرمند تم اس کو بناتے ہو تقریر کی تحریر کے فن میں بہ نسبت ہمارے دریا کی پریوں کے اور پان (Pan) پسر ہرمس (Hermas) کے یا میں بالکلیہ غلط کار ہوں اور لائیسیاس نے بھی اپنی عشقیہ تحریر کے افتتاح میں ہم کو مجبور کیا ہے کہ ایک خاص مفہوم عشق کا قرار دیں۔ وہ تصور جس کو خود اسنے ترجیح دی ہے۔ اور پھر پوری موافقت کے ساتھ اس تصور کے راہ رو ہوتا کہ اس کی گفتگو کے اجزا جو من بعد مرتب ہوں یہاں تک کہ اس نے ایک عمدہ نتیجہ نکالا! اب ہم افتتاحی جملے کو دوبارہ پڑھتے ہیں۔

فی - اگر تم یہ چاہتے ہو تو میں پڑھوں گا اگرچہ جس چیز کی تم جستجو میں ہو اس میں موجود نہیں ہے۔

سق - آؤ اس کو سنیں تاکہ اس معاملہ میں خود اس کی شہادت حاصل کر سکیں۔ 82

فی ـــ میرے کاروبار کی حالت سے تم واقف اور یہ کہ ہم دونوں کو فائدہ پہونچے گا مجھ کو اس انتظام سے توقع ہے تم نے سن لیا۔ اب میں یہ دعوی نہیں کرتا کہ میں اپنے مقدمہ میں محروم رہونگا اس بنیاد پر کہ میں تمھارے عاشقوں کے شمار میں نہیں ہوں کیونکہ وہ بے شک پشیمان ہیں اُن فوائد سے جو انھوں نے عطا کئے ہیں فوراً آزاد ہو کے اپنے عشق کی ہوا و ہوس سے۔

سق - ہاں جس چیز کی ہم جستجو میں ہیں اس کے دریافت کرنے سے ہم بہت دور ہیں جب کہ ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے مصنف نے بھی ابتدا سے کام نہیں لیا بلکہ اپنے موضوع کے انجام سے اور کوشش کی ہے کہ اپنی تقریر میں

اس راہ پر چلے جس طرح پر اک چت لیٹ کے پیرتا ہے غلط راستے پر
سب سے آگے کیونکہ تم دیکھتے ہو کہ جس کو عاشق اپنی تقریر کے انجام میں
اپنے معشوق سے کہتا ہے اور اپنے خطبے کے آغاز میں نہیں کہتا ۔ یا تم
میرے اعتراض میں کچھ نہیں دیکھتے فیدرس شریف دوست ؟

فی ۔ ہاں مجھ کو اعتراف کرنا چاہیے سقراط کہ جو کچھ وہ کہہ رہا ہے وہ
طبیعی نتیجہ اس مضمون کا ہے ۔

سق ۔ اور باقی کی نسبت تم کیا کہتے ہو ؟ کیا چند اجزا اس کی تقریر کے
ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بغیر کسی ترتیب کے بکھرا دیئے گئے ہیں ؟ ۔ یا تم
دوسرے جملہ کی کوئی ضرورت دوسرے مقام پر لاحظ کرتے ہو کیا کوئی
اور جملہ بھی کسی مقام پر ہے اس کی اک مقام پر ضرورت ہے جس سے اس نے وہ مقام
اس کو دیا ہے ؟ میں تو بجائے خود معترف ہوں مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے میری جہالت
83 کی وجہ سے کہ کاغذ پر امیرانہ آزادی کے ساتھ جملوں کو جگہ دی گئی ہے جو اس
کے دماغ میں زیادہ جگہ اس کو دی گئی یا تم انشا کے کسی قانون سے باخبر ہو جس
سے جملے مناسب مقامات پر رکھے جاتے ہیں ۔

فی ۔ یہ آپ کی خوبی ہے کہ آپ مجھ کو اس قابل سمجھے کہ میں لائیسیاس
ایسے شخص کے منصوبے پر نظر کرسکوں جو ایسی انتقادی نظر رکھتا تھا ۔

سق ۔ لیکن میں یہ خیال کرتا ہوں کہ تم اس بات کو جائز رکھو گے کہ ہر تقریر
ضرور ہے کہ مثل ایک جاندار کے ہو جس کا خاص جسم ہو نہ سر کی کمی ہو نہ
پاؤں کی اور اس کا وسط اور طرفین باہم کر تناسب ہوں اور کل کے ساتھ
بھی کامل تناسب ہو ۔

فی ۔ بلاشبہ ۔

سق ۔ پس امتحان کرو آیا تمھارے دوست کی تقریر اس اصول کے موافق
مرتب کی گئی ہے یا نہیں اور تم اس کو مثل اس قطعہ کے جس کو لوگ کہتے ہیں
کہ قبر میڈاس فریجیائی ( Midas Phrygaian ) پر کندہ پاؤ گے ۔

فی ۔ قطعہ (Epigram) کیا ہے اور اس میں خاص کیا وصف ہے ؟

سق ۔ یہ اس طرح چلتا ہے ۔
میں ایک پیتلی پتیل کی ہوں اور میں میڈاس کی قبر پر پڑی ہوں۔
جب تک پانی جاری رہے گا اور جنگل کے درخت پھلتے پھولیں گے۔
میں یہیں رہونگی اس قبر پر جس پر اکثر آنسوؤں کا چھڑکاؤ ہوگا۔
جو لوگ یہاں سے گذریں گے ان سے کہتی رہونگی کہ میڈاس یہاں پر مدفون ہے ۔
اس سے بالکل سروکار نہیں ہے کہ کوئی مصرع اس قطعہ کے اول رکھا گیا ہے ۔
یا آخر میں میں خیال کرتا ہوں کہ یہ تم نے دیکھ لیا ہوگا ۔

فیا ۔ تم ہماری تقریر کے ساتھ اچھا مذاق کرتے ہو سقراط ۔

سق ۔ اچھا فیدرس اپنے محسوسات سے درگزر کر کے فرض کرو ہم اس سے گزر جائیں 84
یہ نہیں بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں ایک مجمع مثالوں کا موجود ہے جس کے مطالعہ سے انسان مستفید ہو سکتا ہے ۔ بشرطیکہ وہ اس کی نقالی کی کوشش نہیں کرتا ۔ اب ہم کو دوسری دو تقریروں کی جانب رجوع کرنا چاہیے ۔ کیونکہ ان میں کچھ ایسی ہی بات ہے ۔ میرے خیال میں ایسے لوگوں کے لئے جو تقریر کے مضمون پر غور کرنا چاہتے ہیں ۔

فی ۔ کس قسم کی بات تم مراد لیتے ہو؟

سق ۔ اگر مجھ کو ٹھیک یاد ہو تو وہ ایک دوسرے کے مقابل میں ایک تو بے صبر خواستگار سے متعلق ہے اور دوسری غیر بے صبر سے ۔

فی ۔ اور ٹھیک مردانہ انھوں نے اپنا کام کیا ۔

سق ۔ میں نے خیال کیا تم یہ کہنا چاہتے تھے جیسا کہ صدق کا مقتضا ہے ٹھیک مجنونانہ طور سے ۔ بہرطور یہ وہی نقطہ ہے میں جس کی جستجو میں تھا ۔ ہم نے کہا تھا کہ عشق دیوانگی ہے کیا ہم نے نہیں کہا؟

فی ۔ ہم نے کہا تھا ۔

سق ۔ اور وہ دیوانگی دو قسم کی ہے ۔ ایک کو تو انسانی مرض نے پیدا کیا ہے اور دوسری رسم و رواج کے خلاف جو بات دل میں پڑ گئی ہو ۔

فی ۔ ٹھیک ۔

سق۔ اور جو بات دل میں پڑ جائے یعنے الہام کو ہم نے چار حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ اور ان کو چار آسمانی قوتوں میں بانٹ دیا ہے۔ ہم نے پیش بینی کی دیوانگی کو اپالو (Apollo) کے الہام سے متعلق کیا ہے۔ اسرار کی دیوانگی کو دیونیسس (Dionysus) کے الہام سے اور میوزز سے دیوانگی سے شاعری کی منسوب کی ہے اور چوتھی افروڈائٹ (Aphrodite) اور ایروس (Eros)
86 سے اور یہ اخیر دیوانگی عشق کی ہے ہم نے کہا تھا کہ وہ سب سے بہتر ہے منجملہ چاروں کے۔ اور محبت کی تاثیر کو ایک نئی تشبیہ سے ظاہر کیا جس میں مجھ کو شک نہیں ہے کہ ایک سچا اصول میری نظر سے مخفی کیا ہے اتفاقاً ہم گمراہ ہو گئے ہم نے ایک تقریر کو ترکیب دیا جو نمائش سے خالی نہیں ہے اور ایک قصہ خوانوں کی مناجات گائی جو دیندار وں کی طرح مالک کی توصیف کے شایاں ہے اور اس میں فیدرس تیری صفت بھی شامل ہے۔ ایروس کی جو خوبرو نوجوانوں کا سرپرست ہے

فی۔ اور ایسی توصیف میں تم کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھ کو بھی اس کی سماعت نے کچھ کم محظوظ نہیں کیا۔

سق۔ اب ہم اس تقریر کو خود جانچیں گے اور دریافت کریں گے کہ یہ صفت اس نے کیونکر پائی کہ ملامت سے توصیف بدل گئی۔

فی۔ اچھا اور یہ کیونکر ہوا؟

سق۔ تم کو جاننا چاہیئے کہ میں اس تقریر کو بذات خود ایسی عمومی صفت کے لحاظ سے ایک ترشح خوش طبعی کا سمجھتا ہوں لیکن سراسر اس تقریر میں جو بلاارادہ تقریر کی گئی دو صورتیں نظام کی نمایاں تھیں جس پر ہماری توجہ بے فائدہ مبذول نہیں ہوئی اگر ہم مرتب طور سے ان ہر دو جز کو یکے بعد دیگرے ملاحظہ کریں اور انکی تاثیر کو جانچیں۔

فی۔ وہ دونوں کیا ہیں براہ عنایت بیان کرو۔

سق۔ اولاً تو بیک نظر سمجھ لینا جب کوئی موضوع زیر بحث ہو کہ وہ متفرق جزئیات کیا ہیں جو اس موضوع سے متعلق ہیں اور ایک ہی عام تصور سے

تحت میں ان کو لاناتا کہ ایک صحیح تحدید (تعریف) کے ذریعہ سے ہر شخص سمجھ لے کہ وہ کیا شے ہے جس کی ماہیت زیر بحث ہے اور یہ طریقہ تم کو یاد ہوگا کہ ہم نے مقرر کیا تھا عشق کے بارے ہیں: ہم نے اس کی ماہیت کی تعریف کی اور اس عمل کی قابلیت جو کچھ ہو اس قدر یقینی ہے کہ اسی تعریف (حد) پر میری تقریر کی سلاست اور استقامت منحصر ہے اور تمھارا دوسرا طریقہ کیا ہے سقراط؟

سق۔ وہ بجائے دیگر یہ ہے کہ ہم ایک کلی تصور کو اس کے ماتحت ارکان میں اس کی تفریق کرنے کے قابل ہوتے ہیں۔ زیر ہدایت فطرت اس کے مفاصل کی تقسیم کرتے ہیں نہ یہ کہ کسی عضو کو آدھوں آدھ توڑ دیں اناڑی سنگتراش کی طرح۔ اور یہ طریقہ اختیار کیا گیا تھا میری دو تقریروں میں جو ذہنی فتور سے متعلق تھیں۔ ٹھیک اس طرح کہ ایک بدن سے دو صنف کے اعضا نکلتے ہیں جن کا ایک ہی نام ہوتا ہے لیکن امتیاز ان کا اس طرح کیا جاتا ہے دہنا بایاں اس طرح کہ جب میری تقریر نے کلی تصور ذہنی فتور کا پیدا کر دیا جیسا کہ فطرت میں سے ایک درجہ ہمارے اندر موجود ہے۔ وہ تقریر جس میں بائیں ہاتھ والے حصہ کو تقسیم کرتا تھا وہ چھوٹے حصوں میں تقسیم کرنے سے باز نہ رہی اور پھر اس سے بھی چھوٹے حصوں میں یہاں تک کہ ان میں پائی گئی ہیں ہتی محبت ایک قسم کی جس نے ہنکا دیا سزاوار سختی کیطرف درحالیکہ دوسری محبت ہم کو دہنے ہاتھ کی جانب کی دیوانگی میں لیگئی جہاں دریافت ہوئی ایک محبت جس کا نام وہی تھا جیسا کہ پہلی کا تھا لیکن اس کے مقابل اور خدائی قسم کی جس کے جلوے کے نظارے کی اجازت عام تھی اور مفیض عام کے فیض کی صفت وثنا کی گئی۔

فی۔ بالکل درست ہے

سق۔ اب نہ صرف میں عاشق کی سی منفعت اٹھا کے ان تحلیل و ترکیب کے طریقوں کی پیروی کرونگا بلکہ اگر کبھی میں کسی اور کو پا جاؤنگا جس کو میں واحد 87
اور کثیر کا مفہوم جتنیے وہ فطرت میں ہیں سمجھنے کے قابل خیال کرونگا۔ میں

اس کا تعاقب کروں گا گویا ایک دیوتا کی تلاش کرتا ہوں ۔ اور جو لوگ اس قوت پر متصرف ہیں خدا جانتے صحیح یا غلط میں ان کو حسب عادت اپنے متکلمین کے نام سے موسوم کیا کرتا ہوں مگر مجھ کو بتاؤ کے تمہارے اور لائیسیاس کے مدرسہ کے شاگردوں کا کیا خاص نام ہے؟ کیا تمہارا بعینہٖ وہی فن ہے الفاظ سے متعلق جس کے استعمال سے اتھریسیاخس اور اس کے ہمسر صرف خود ہوشیار مقرر ہی نہیں ہو گئے بلکہ اپنے تمام شاگردوں کو بھی ایسا ہی بنا لیتے ہیں جوان کو نذرانے دیتے ہیں جس طرح بادشاہوں کو دیا کرتے ہیں؟

فی - اور شاہی سانچے کے ڈھلے ہوئے وہ لوگ ہیں اگرچہ وہ اس چیز سے واقف نہیں ہیں جن کے بارے میں تم اب استفسار کر رہے ہو بہرطور تم مجھ کو بہت حق پر معلوم ہوتے ہو کہ اس قسم کے طریقہ کو کلامی کہتے ہو ۔ مگر اس کو ریطوریقی (معانی و بیان) اگر فرض کریں تو وہ گرفت سے نکل جاتا ہے

سق ۔ بے شک واقعی عجیب چیز ہے کہ یہ کیا ہونا چاہئے جو اس میں شامل نہیں ہے تاہم فن سے مفہوم ہوتا ہے ۔ کسی طرح تم کو اور مجھ کو اس کی سبکی نہ کرنا چاہئے ۔ آؤ اس پر غور کریں اس میں کیا بات ہے جو ریطوریقیہ کے لیے چھوٹ جاتی ہے ۔

فی - او تم کو بہت کچھ ملے گا مجھ کو شک نہیں ہے سقراطا اگر تم صرف ان کتابوں کا مطالعہ کرو جو صناعت تقریر سازی پر لکھی گئی ہیں ۔

سق ۔ سچ ہے اور تمہاری یاددہانی پر میں تمہارا شکر گزار ہوں ۔ ہم کو چاہئے کہ اول میرے نزدیک ۔ دیباچہ کو لینا چاہئے جو ابتدائے تقریر میں مذکور ہوا تھا ۔ یہ تمہارے خیال سے ہے یا نہیں ہے؟ لطافت ۔ اس فن کی ؟

فی - ہاں ۔

88 سق ۔ اور اس کے بعد ہم روایت کو لینگے ۔ علما کا بیان ہے اور شہادت اس کی تائید میں ہے اور ثالثاً ثبوت اور رابعاً ظنیات اور پھر تصدیق ہے اگر مجھ کو ٹھیک یاد ہو اور اس کے بعد تصدیق بھی ہے ۔ موافق پہلی روانی تقریروں کی بائزنطیم (Byzantium) سے چلتی ہے

فی - ہاں لائق تھیو ڈورس (Theodorus) نہ ؟

سق - ٹھیک یہی ہے ۔ اس نے ہم کو تردید کے قاعدے بھی دئیے ہیں اور بعد تردید کے یہ نزاعی اور دفاعی دونوں میں لیکن پرین (Parian) تعجب ہے ہم کو نہ چاہئیے کہ ایونس ( Evenus) کو تاریکی میں چھوڑ دیں جو پہلا شخص تھا جس نے ذیلی بیان اور اضافہ مدح کو دریافت کیا تھا نہیں وہ مجھ سے کہتے ہیں کہ وہ اضافہ ملامتوں کو مصرعوں کے ذریعہ سے دہراتا ہے تاکہ حافظہ کو مدد پہونچے وہ ایسا ہوشیار ہے ۔ کیا ہم اس پر خاموشی سے گذر جائیں خواہ ٹی سیاس ہو خواہ گورجیاس جو اس قائل تھے جو اس بات کو دیکھ سکے کہ ظن کی زیادہ قدر ہونا چاہئیے بہ نسبت یقین کے جس سے چھوٹی چیزیں بڑی نظر آتی ہیں اور بڑی چیزیں چھوٹی الفاظ کی قوت سے جو اس طرح کلام کرتے ہیں کہ جدید گویا کہ قدیم معلوم ہوتا ہے اور قدیم اس طرح نظر آتا ہے کہ وہ جدید ہے جنھوں نے ہر مضمون کے لئے ایک نفیس اختصار ایجاد کیا ہے اور بے انتہا طول ۔ اگرچہ جب میں نے پروڈیکس سے یہ کہا تو اس نے قہقہہ لگایا اور کہا سوائے میرے کوئی نہیں دریافت کر سکا کہ اس قسم کی تقریریں از روئے فن مطلوب ہیں ہم کو ضرور چاہئیے کہ ان کو پیدا کریں وہ کہتا ہے کہ نہ طولانی ہوں نہ مختصر ہوں بلکہ معتدل طول ہو ۔

فی - خوب ہوشیاری کی بات کہی پروڈیکس نے ۔

سق - مگر ہم کو نہ چاہئیے کہ ہپیاس ( Hippias ) کو بھول جائیں ۔ کیونکہ میں گمان کرتا ہوں کہ ہمارا دوست جو ایلیس ( Elis ) کی جانب سے ہے اسی طرف ہوگا اس کے ساتھ جو کیوس (Caos) کی سمت سے ہے ۔

فی - بلاشک ۔

سق - مگر ہم کو پولوس کے تمام عجائب خانۂ آرائش کے لئے الفاظ کہاں سے دستیاب ہونگے ۔ اس کی جھنکار مقولوں کی ساخت تصویر سازی اور تمام خوبصورت اظہارات جو اس نے اپنے استاد لیسمنیس (Licymnius) سے مستعار لیئے ہیں تاکہ ایک خوش آہنگ عبارت تصنیف کیجائے ؟ 89

فی ۔ کیا یہ نہ تھی سقراط جو پروطاغورس کے طرز میں تالیف ہوئی تھی ؟

سق ۔ اے نوجوان حضرت یہ صحت عبارت کی تھی جو اُس نے تعلیم کی تھی اور بہت سی نادر اور نفیس چیزیں تھیں ۔ گر ناداری اور پیرانہ سالی کی شکایت غم انگیز لہجہ میں میں یقین کرتا ہوں کبھی نہ تھی جیسی چالسڈن (Chalcedon) کے مرد میدان سے بن پڑی ۔ وہ نہایت مہیب انسان تھا جو ایک مجمع کے جوش کو برانگیختہ کر دیتا تھا اور جب وہ برانگیختہ ہو جائیں تو ان کو پھر دبا دیتا اپنے نغمہ کی دلفریبی سے جیسے کہ وہ کہا کرتا تھا اور پیدا کرنا اور رد کرنا بدنامی کا خواہ وہ کسی وجہ سے ہو وہ اعلیٰ درجہ کی مہارت رکھتا تھا بہر طور تقریر کے نتیجہ پر پہنچا میں خیال کرتا ہوں کہ اس پر تمام انسان متفق ہیں اگرچہ بعض اس کو خلاصہ یا حاصل کلام کہتے ہیں اور بعض کچھ اور نام اس کا رکھتے ہیں ۔

فی ۔ تمہاری مراد یہ ہے کہ مختصر طور سے یاد دلانا سامعین کو تقریر کے ختم پر جو کچھ اثنائے تقریر میں کہا گیا تھا ۔

سق ۔ ہاں اب کیا تم کو کچھ کہنا ہے فن تقریر کے بارے میں ؟

فی ۔ فقط بعض خفیف امور جو ذکر کے قابل نہیں ہیں ۔

سق ۔ اگر وہ خفیف ہیں تو اُن سے درگزر کرنے دو بلکہ انکو گرفت میں لا کے
جو ہمارے پاس ہیں روشنی میں لاؤ تا کہ ہم دریافت کر سکیں اس کی خصلت 90
اور اس کا مقام فن میں ۔

فی ۔ اس کے بہت قوی ہونے میں کوئی شک نہیں ہے سقراط عام جماعتوں میں کسی نہ کسی طرح ۔

سق ۔ میں کسی سے واقف نہیں ہوں مگر میرے شریف دوست ان کی طرف دیکھو اور دیکھو کیا تم وہ مشاہدہ نہیں کرتے جس کو میں دیکھتا ہوں کیا کوئی فتور ہے ان کی بناوٹ میں ۔

فی ۔ دکھا دو کیا ایسا کرو گے ؟

سق ۔ اچھا مجھ کو اس کا جواب دو فرض کرو کہ ایک آدمی تمہارے

دوست اریکیزیاخس ( Eryxinachus ) یا اس کے باپ اکیومنس (Acumenus) کے پاس جائے اور کہے میں جانتا ہوں بدن پر کچھ ایسی چیزیں لگائی جائیں جن سے حرارت یا برودت پیدا ہو جیسی میں چاہوں اور اگر میں مناسب سمجھوں تو قے یا اسہال پیدا کر دوں اور مختلف اقسام ایسے ہی اثرات کے ۔ اور اس علم کی قوت پر میں کہہ سکتا ہوں مجھے فخر ہے کہ میں طبیب ہوں اور جس کو چاہوں طبیب بنا دوں جس کو میں ان امور سے واقف کر دوں ۔ تم کیا خیال کرتے ہیں ان کا کیا جواب ہوگا اس بات کو سنکے ؟

فی ۔ کیوں وہ ان سے دریافت کریں گے کیا تم کو یہ بھی معلوم ہے کن چیزوں سے کن وقتوں میں اور کس حد تک یہ طریقے علاج کے منفرد اً عمل میں لائے جاسکتے ہیں ۔

سق ۔ اور اگر وہ یہ جواب دے اوہ میں ایسی کوئی بات نہیں جانتا مگر مجھ کو توقع ہے کہ میرا شاگرد اس قابل ہوگا کہ وہ کہ ان معاملات میں خود عمل کرے جو نھیں اس کو وہ اسرار معلوم ہو جائیں جن کا میں نے ذکر کیا ۔

فی ۔ کیوں تو پھر وہ لوگ بلاشک کہیں گے کہ وہ انسان مجنون ہے وہ کسی کتاب کو سنتا رہا ہے کیا کوئی جھوٹا لٹکا اس کو مل گیا ہے اور وہ اپنے زعم میں اپنے آپ کو ایک مستعد طبیب خیال کرتا ہے حالانکہ اسکو 91
اس فن کے متعلق کچھ معلوم نہیں ہے ۔

سق ۔ اور کیا ہو اگر ایسا شخص سوفوکلیس ( Sophocles ) اور یوریپیڈس ( Euripides ) کے پاس جائے اور ان سے کہے کہ میں ایک ذرا سی بات پر طولانی تقریر کرنا جانتا ہوں یا ایک بہت مختصر تقریر ایک بڑے معاملہ پر کرسکتا ہوں اور میں جب چاہوں ایک درد آمیز یا دلیرانہ بیان تہدید کے لہجہ میں لکھ سکتا ہوں اور مجھ کو انواع و اقسام کے ایسے کمالات حاصل ہیں اور ان امور پر درس دیکر وہ یہ تصور کرتا ہے کہ غم انجام

Tragedy. قصوں کے لکھنے کی لیاقت پیدا کرسکتا ہوں؟
فی۔ میں سمجھتا ہوں سقراط کہ وہ لوگ ان مہملات کو سنکے قہقہہ لگائیں گے اس فہم پر کہ قصہ غم انجام ان ارکان سے مرکب ہوتا ہے بغیر اس کے کہ اس کی ترتیب اور تہذیب اس کے اجزا پر توجہ کیجائے اور حیثیت مجموعی سے کل کی ترکیب کا لحاظ کیا جائے۔

سق۔ سچ ہے میں خیال کرتا ہوں اس پر سختی سے حملہ نہ کریں بلکہ اس مطرب کا لہجہ اختیار کریں گے جو ایسے شخص سے ملاقات کرے جو بجائے خود دعوی کرتا ہے کہ وہ فن ایقاع (تال) کو جانتا ہے کیونکہ وہ کہتا ہے کہ میں ایک وتر سے اونچے اور نیچے سر تا حد امکان ادا کرسکتا ہوں۔ وہ موسیقی دان اس کو خشمناک ہو کے اس سے نہ کہیگا وہ بیہودہ شخص تو بالکل دیوانہ ہے بلکہ نہایت نرمی سے جو موسیقی کے اثر سے اس میں ہے۔ جواب دیگا۔ یہ ضروری ہے میرے لائق دوست کہ ان امور کو تال کا جاننے والا سمجھے گا 92
لیکن دنیا میں کوئی امر مانع نہیں ہے کہ جو شخص یہ سب جانتا ہو جو تم جانتے ہو اور وہ تال سے ماہر نہ ہو کیونکہ جو امور تم جانتے ہو وہ ضروری مقدمات تال کے ہیں نہ خود تال۔

فی۔ اور یہ نہایت مناسب جواب ہے۔

سق۔ اور اسی طرح سوفوکلیس جواب دیگا اس شخص جو تریجیدی کے جاننے کا دعوی کرتا ہے کہ وہ تریجیدی کے مقدمات جانتا ہے نہ خود تریجیدی اور اکیومینس طبی مدعی کو کہ تم طب کے مقدمات جانتے ہو نہ طب۔

فی۔ یقیناً وہ ایسا ہی کہیں گے۔

سق۔ اور بالآخر کیا جواب ہم شیریں سر دل میں اپنے آتنیہ کے ایڈرسٹس (Adrastus) سے سننے کی توقع رکھتے ہیں یا خود پریکلیس (Pericles) اعظم سے اگر وہ ان عظیم الشان تجویزوں کو سنیں جن کا ہم نے ابھی شمار کیا ہے متولے بنانے والوں تصویر بنانے والوں اور ہر فن کے صناع کی جس کی فہرست ہم نے ختم کی ہے یہ کہہ کے وہ امتحان کئے جانے کے سزاوار ہیں زیادہ صاف روشنی میں؟ کیا وہ پیروی کریں تمہارے

خیال میں ہماری بھدی مثال کی اور ایسے ناشائستہ ہوں گے اور ناسزاوار کلمات ان کے لکھنے والوں کی نسبت کہیں گے اور ان عبارتوں کا سبق دیں گے گویا کہ وہ فن ریطوریقیہ کوشامل ہیں یا وہ چونکہ ہم سے زیادہ دانا ہیں ہم پر ملامت کرنے کے لئے پلٹ پڑیں گے اور کہیں گے فیدرس اور سقراط بہتر یہ ہے کہ تم غصہ نہ کرو بلکہ مناسب ہے کہ ہر طرح کی رعایت کرو اگر لوگ علم مکالمہ سے بے خبر ہوں اور وہ ریطوریقیہ کی تعریف نہ کر سکیں اور چونکہ طبیعی نتیجہ اس جہالت کا کہ وہ اپنے آپ کو
موجدفن ریطوریقیہ کا تصور کریں چونکہ وہ اتفاق سے ایسے اکتسابات 93
پر متصرف ہیں جو ضرورتاً فن پر سبقت رکھتا ہے اور اگر پھر بھی وہ یقین کرتے ہیں کہ یہ اکتسابات دوسروں کو سکھا کے انھوں نے ان لوگوں کو کامل ریطوریقیہ کی تعلیم دی ہے درحالیکہ وہ ترغیب کے بارے میں کچھ نہیں کہتے یا ان کی ترکیب سے من حیث مجموع پورا فن ہو گیا ہے بلکہ اس کو خفیف سمجھ کے شاگردوں پر چھوڑ دیتے ہیں تاکہ خود بلا امداد استاد کے اپنی تقریروں میں جو ان کو تالیف کرنا ہیں یہ صفت پیدا کریں۔

فی۔ ہاں یقیناً سقراط مجھے خوف ہے کہ یہی حال اس فن کا ہے جس کو یہ لوگ تقریراً اور تحریراً سکھاتے ہیں اور میں اعتراف کرتا ہوں کہ تم سچ کہتے ہو مگر اب تم مجھ سے کہو کن وسائل سے اور کس منبع سے ہم ریطوریقی ترغیب کا حاصل کر سکتے ہیں۔

سق۔ فیدرس قوت کامل صناع بنجانے کی غالباً یا مجھ کو کہنا چاہئے کہ ضرورتاً ایک کلی قانون کے تابع ہے۔ اگر تم کو فطرتاً جید ذہن تقریر کرنے کا عطا ہوا ہے تم ایک ممتاز مقرر ہو جاؤ گے اگر تم اسکے ساتھ علم اور عمل کا اضافہ کرو مگر ان تین ضروری چیزوں سے جس کسی میں تم ناقص ہو اسی قدر کمال میں کمی رہے گی۔ بہرطور اس کل چیز کے لئے جو کہ فن ہے صحیح طریقہ اس راہ میں نہ ملے گا جس پر ٹائیسیاس اور تھریاسمس چل رہے ہیں۔

فی۔ تو پھر کس سڑک پر؟

سق۔ میرے نیک دوست پریکلس کو نہ بلا کسی سبب کے نہایت کامل مقرر ہو جانا
94 معلوم ہو گا جو کبھی پیدا ہوا ہے۔

فی۔ کیونکر؟

سق۔ تمام اعلیٰ درجے کے فنون اور اکامل ورزش کے چاہتے ہیں ایک نازک اور عقلی واقفیت علوم طبیعی کی میں فرض کرتا ہوں کہ کسی ایسے دروازہ سے جیسا کہ مذکور ہوتا ہے کہ اس کے ساتھ ہی ایسے عالی خیالات اور کلی قدرت اس مضمون پر جو زیر بحث ہو۔ بس پریکلس نے اپنی جبید طبیعی ذہانت پر ضم کر لیا۔ کیونکہ وہ ہاتھوں میں انکساغورس (Anaxagoras کے پڑ گیا جو کہ ان علوم کا معلم تھا اور اس نے ان بحثوں کو مشکل تحقیق کے ساتھ ذخیرہ کیا اور ماہیت میں معقول اور غیر معقول اصول کے داخل پایا۔ مضامین جنکو تم جانتے ہو کہ جنھوں نے خاص مقام میں اپنے استاد کی تقریر میں جگہ پائی۔ اس تحقیقات سے وہ فن تقریر میں یہ کھینچ گیا جو مباحثے اس کے مناسب تھے۔

فی۔ تمہارا کیا مطلب ہے؟

سق۔ یہ صورت میرے خیال میں وہی ہے جو فن ریطوریقیہ کی ہے وہی صورت علم طب کی ہے

فی کس راہ سے؟

سق۔ دونوں میں ضرور ہے کہ ماہیت سے بحث کی جائے۔ ایک میں بدن کی ماہیت سے اور دوسرے میں نفس کی ماہیت سے اگر تم ایک علمی اصول کی پیروی کرنا چاہتے ہو نہ صرف تجربی دستور کی اس دوا اور غذا کا استعمال اول کے لئے جو کہ صحت اور قوت پیدا کرے گا۔ اور الفاظ اور حقیقی تربیت دوسرے میں جو کہ مطلوب ترغیب اور فضیلت دوسرے میں پیدا کرے گا۔

95 فی۔ یہ معقول معلوم ہوتا ہے سقراط بہر طور۔

سق۔ اب کیا تم اس کو ممکن سمجھتے ہو کہ قابل اطمینان طور سے ماہئیت نفس کی سمجھو بغیر عالم کی ماہیت کے سمجھے ہوئے؟

فی۔ کیوں اگر اپقراطیس (Heppacrales) کا اعتبار کیا جائے جو ایسکیولیپوس (AEsculapius) کے سلسلے میں ہے تو ماہیت بدن کی بھی نہیں سمجھی بغیر اس تحقیق کے۔

سق۔ وہ خوب کہتا ہے فیدرس بہر طور ہم کو اپقراطیس کی شہادت پر قناعت نہ کرنا چاہیئے بلکہ خود دلیل کو دیکھنا چاہیئے۔ دیکھو دلیل پختہ ہے۔

فی۔ سچ

سق۔ پس مشاہدہ کرو کہ ماہئیت کے باب میں کیا مانا ہے اپقراطیس نے اور صدق کیا ہے۔ کیا یہ نہیں ہے کہ وہ ہم کو حکم دیتے ہیں کہ شئے کی ماہیت کو جانچو؟ اولاً ہم یہ تحقیق کریں گے کہ وہ مفرد ہے یا مرکب ہے جس میں ہم خود علمی طریقہ سے ماہر ہونا چاہتے ہیں اور اس قابل ہوں کہ دوسروں کو ایسا ہی بنا دیں۔ ثانیاً اگر یہ بسیط ہے تو اس بات کو جانچیں گے کہ فطرت سے وہ کس قوت پر کام کرنے کی متصرف ہے اور کس پر کام کرنے کی یا کیا استعداد اس پر کام کئے جانے کی عطا کی ہے اور وہ کیا چیز ہے جو اس پر عمل کرتی ہے۔ اگر اس میں متعدد انواع شامل ہیں تو ہم ان انواع کو شمار کریں گے اور ہر ایک کے بارے میں یہ دیکھیں گے جیسے مفرد کی صورت میں دیکھا تھا اس کے خواص کے وہ فاعل ہیں یا منفعل ہیں۔

فی۔ ہاں یہی طریقہ عمل کا اے سقراط معلوم ہوتا ہے۔

سق۔ بہر طور جس طریقہ میں اس تحقیقات سے غفلت کی گئی وہ اندھے کی رفتار سے بہتر ہوگا۔ مگر ہم کو نہ چاہیئے کہ علمی پیرو کو کسی تحقیق کے اندھے یا بہرے آدمی سے مقابلہ کریں۔ نہیں یہ ظاہر ہے کہ جو شخص علمی اصول پر تقریر کرنا سیکھتا ہے وہ نہایت صحت کے ساتھ اصلی ماہئیت اس چیز کی واضح کریگا۔

جس اصول سے اُس کا شاگرد اپنی تقریروں میں مخاطب کرے گا۔ اور یہ اگر میں غلطی پر نہ ہوں تو نفس ہو گا۔

فی۔ بلا کسی تنازع کے

سق۔ اسی کے خلاف اُس کی جنگ متوجہ ہے کیونکہ ایسی میں وہ ترغیب کے پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے کیا ایسا نہیں ہے؟

فی۔ ہاں۔

سق۔ لہذا یہ ظاہر ہے کہ تھریسا ماکس اور ہر شخص جو سنجیدگی کے ساتھ فن ریطوریقیہ کی اطلاع دیتا ہے وہ اولاً نہایت صحت کے ساتھ ملاحظہ کریگا اور واضح کردے گا کہ آیا نفس مفرد اور بسیط ہے از روے طبیعت یا مثل بدن کے مختلف انواع کا ہے۔ یہ عمل ہے جس سے ہم مانتے ہیں کہ ہر ماہئیت کا انکشاف ہوتا ہے۔

فی۔ ٹھیک اسی طور سے ہے۔

سق۔ ثانیاً یہ کہ کس چیز سے یہ فاعل ہے اور کس پر فعل جاری ہوتا ہے کس چیز میں منفعل ہے اور کس سے اس پر عمل ہوتا ہے۔

فی۔ یقیناً وہ یہی کرے گا۔

سق۔ اور ثالثاً جب اس نے تقریر کی مختلف قسموں کو ترتیب دیا اور مختلف قسموں کو نفس کی اور اُن کے مختلف حالات کو تو وہ ان اسباب کو شمار کرے گا جو عمل کرتے ہیں اور نوع کو نوع کے ساتھ مرتب کریگا اور یہ دکھائے گا کہ کس قسم کا نفس ترغیب دیا جاتا ہے کس قسم کی تقریر سے اور کس سبب سے ہر صورت میں۔

فی۔ بہرطور اس کا کام بسبب ظاہر اس طریقہ سے بہترین ہو گا۔ 97

سق۔ میں تمھیں ہرگز یقین نہیں دلا سکتا میرے دوست آیا تقریر میں آئے یا توضیح میں مختلف طریقہ پر اس کی تقریر یا توضیح ہو گی علمی طریقہ پر خواہ صورت نہ ایں یا کسی اور صورت میں۔ مگر ہمارے مصنف عہد متاخر جن سے تم واقف ہو فنون یا علم بلاغت میں بڑے چالاک حیلہ ساز ہیں

اور وہ یہ بندوبست رکھتے ہیں کہ ان کی عمدہ بصیرت ماہیت نفس کی نظروں سے پوشیدہ رہے اس وقت تک وہ تقریر اور تحریر اس طریقہ پر ہوگی ہم کو ان کے ساتھ موافقت نہ کرنا چاہئے گو کہ وہ علمی طور سے تقریر اور تحریر کراتے ہیں۔

فی۔ تم اس سے کونسا طریقہ مراد لیتے ہو؟

سق۔ صحیح صورتیں بیان کی لکھوا دینا ایسا آسان کام نہیں ہے لیکن عام نصاب جس کی پیروی ایک مقرر کو کرنا چاہئے اگر وہ چاہتا ہے کہ حتی الامکان علمی طریقے سے ہوں اس کی توضیح کے لئے آمادہ ہوں۔

فی۔ مہربانی کرکے ایسا ہی کرو۔

سق۔ یہ امر مسلم ہے کہ تقریر کی یہ تاثیر ہے کہ انسانوں کے نفس پر تسلط حاصل کرے یہ ضروری نتیجہ نکلتا ہے کہ مقرر معہود لازم ہے کہ جمیع انواع نفس سے آگاہ ہو جو نفوس موجود ہوں۔ پس ان جملہ اقسام نفس کا ایک شمار ہے اور ہر ایک خاص قسم کا ہے اور جب اس سے یہ نتیجہ ہوا کہ مختلف افراد کی مختلف خصلتیں ہیں جب یہ تقسیم قائم ہوگئی تو تقریروں کی بھی ایک تعداد انواع کی ٹھہری اور ہر ایک کی خصلت جداگانہ ہوئی۔ لہذا اشخاص جو خصلت خاص رکھتے ہیں خاص قسم کی تقریروں سے آسانی سے ترغیب دئے جاتے ہیں بسبب بعض وجوہ کے خاص چیزوں میں درحالیکہ اشخاص
مختلف خصلت کے انھیں حالات میں بمشکل ترغیب دئے جاتے ہیں پس 98
یہ امتیازات چاہئے کہ نہایت قابلیت سے سمجھ لئے جائیں بلکہ جب مفہوم بھی ہو جائیں تو مقرر ان کی بخوبی پیروی کرے نہایت سرعت کے ساتھ اپنی قوای ادراکی سے جب وہ اس کے ملاحظہ میں آئیں اپنی روزانہ زندگی کے افعال اور اعمال ورنہ وہ اپنے فن سے سوا محض تقریروں کے آگاہ نہیں ہے جن کو وہ مدرسہ میں اپنے استاد سے سنا کیا ہے۔ لیکن جب آپ ایسی حالت میں ہو کہ یہ کہہ سکے کہ کس قسم کا آدمی کس قسم کی تقریر سے غالباً متاثر ہوگا اور جب وہ دنیا میں کسی شخص سے ملتا ہے تو وہ اس کی خصلت کو یہ

یک نگاہ معلوم کرلیتا ہے اور دل میں یہ کہتا ہے ۔ یہ انسان ہے اور یہ فطرت
ہے جس کے لئے میں نے وہ تقریریں اپنے استاد سے سنی ہیں اب وہ میرے
سامنے بذاتِ خود موجود ہے اس کو مجھے اس قسم کی تقریر سے خطاب
کرنا چاہئیے اس قسم کی وضع سے اگر میں اس چیز کے باب میں اس کو ترغیب
دینا چاہتا ہوں ۔ جب میں کہتا ہوں کہ اس کو یہ علم حاصل ہے اور تقریر کے
خاص وقت سے مطلع ہے اور خاموشی کے وقت کو بھی جانتا ہے اور محل اور
بے محل کے استعمال سے آگاہ ہے اور پر مغز عبارت سے آگاہ ہے اور
وہ عبارت جس میں درد ہو اور وہ جس میں تحقیر پیدا ہو اور جملہ طرز عبارت کی تقریر
جس کی تعلیم اس کو دی گئی ہے اس وقت جس کو میں اعتقاد کرتا ہوں نہ کہ
بے وقت اس کا فن حسن تقریر اور کمال سے اس کام کے آگاہ ہے اور
اگر وہ تقریر کے مطلوبات کو ترک کردے خواہ تحریر میں خواہ تقریر میں اور اسکا
دعویٰ ہو کہ وہ اپنا کام علمی طریقہ سے انجام دیتا ہے وہ سامع جو اس کی
تقریر سے متاثر نہیں ہو سکتا اس کو اس پر ظفریابی حاصل ہوتی ہے ۔ الا 99
فیدرس الا سقراط ہم اپنے دوست رسالہ نویس سے اس کا حال سنیں گے
یہ تمھارا خالص فن تقریر ہے یا ہم ایسے شخص کے ساتھ موافقت کریں جس کے
اصول ہم سے کچھ اختلاف رکھتے ہیں ؟

ف ۔ میں فرض کرتا ہوں سقراط کہ اور کوئی نہیں مجاز ہے ۔ اور پھر تمھارا
کام بھی کوئی خفیف کوشش نہیں ہے ۔

سق ۔ سچ ہے فیدرس ۔ یہ کوئی خفیف کام نہیں ہے اور اس سبب سے
ہم کو چاہئیے کہ ان کی تحریرات کی مکرر وسکرر ورق گردانی کریں کہ آیا ہمیں
کوئی آسان اور مختصر راستہ فن کا مل سکتا ہے تاکہ ہم کو بے فائدہ ایک
طولانی اور دشوار گزار راستہ پر چلنا نہ پڑے جب کہ ہم سلیس اور مختصر راہ
پر جاسکتے ہیں ۔ پس اگر تم نے کسی مفید امر کا ذکر سنا ہے جو ہمارے مقصد کے
موافق ہو خواہ لائیسیاس سے یا کسی اور معلم سے مہربانی کرکے اس کے یاد
کرنے کی کوشش کیجیے اور مجھ سے کہئے ۔

ف ۔ اگر کوشش کافی ہوتی سقراط تو میں ایسا کر سکتا چونکہ یہ واقعہ ہے مجھے اس وقت یاد نہیں آتا۔

سق ۔ تو پھر تم میرے اس بیان کے دہرانے کے باب میں کیا کہتے ہو جس کو میں نے ایک شریف آدمی سے سنا تھا جو اس مضمون میں دستگاہ رکھتا تھا۔

ف ۔ میں اس کو سب چیزوں سے زیادہ پسند کرتا ہوں۔

سق ۔ اچھا ضرب المثل یہ ہے تم جانتے ہو فیدرس کہ یہ مناسب ہے جو سچ ہو وہ بیان کردے اگرچہ گرگ ہی کا مقدمہ کیوں نہ ہو۔

ف ۔ یہ ہے اور تم اس کی متابعت کرتے ہو۔

سق ۔ میں کروں گا ۔ وہ مجھ سے کہتے ہیں کہ تمام عالم میں اس کی ضرورت
نہیں ہے کہ اس معاملہ کو اس طرح سنجیدگی سے کریں یا یہ کہ اصل منبع کی دوری 100
تک اس کو لیجانا ہیں اس قدر طولانی پھیر پھار سے کیونکہ اس کا ذرا بھی موقع نہیں ہے۔ ہم نے اس کو ابتدائے بحث میں بھی کہدیا تھا۔ جو لوگ چاہتے ہیں کہ لائق مقرر ہو جائیں ان کو راستی سے کوئی غرض نہیں ہے افعال کے بارے میں جو عادلانہ یا خوب ہوں یا ایسے آدمیوں سے جو یہ وصف رکھتے ہوں فطرت یا تعلیم سے ۔ کیونکہ عدالت کے محکموں میں لوگ ذرا بھی یہ تکلیف نہیں برداشت کرتے کہ ان معاملات کی سچائی سے تعلق رکھیں بلکہ بیان لائق تعریف ہونے سے کام رکھتے ہیں یعنی جو ممکن ہے لہذا اس کی جانب تم بھی اپنی توجہ مبذول کرو خواہ نزاعی تقریر خواہ دفاعی اور مختصر یہ کہ جو کچھ تم کہو صرف مضمون کی طرف بالتخصیص قصد کرو اور بالکل صدق کا کوئی لحاظ نہ کرو کیونکہ اس کا ملاحظہ تمہاری تمام تقریر میں تم کو پورے فن سے ماہر کر دیگا۔

ف ۔ ہاں سقراط یہ وہ زبان ہے جو استعمال کی گئی ہے۔ ہمارے کامل استادوں کی زبان سے تقریر کے فن میں مجھے یاد ہے کہ ابتدائے حصہ میں مکالمہ کے ہم نے فی الجملہ اس قسم کی اصل سے کچھ بحث کی تھی اور مستقل طور سے اس کی اہمیت تسلیم کرلی گئی ہے یہ بیان اس فن کے کاملین کا ہے۔

سق ۔ نہیں فیدرس تم نے ٹیسیاس اعظم (Tisias) کی تقریر خود سنی ہے پس
ٹیسیاس ہم سے خود کہے کہ ٹیسیاس کا بیان خود اصالتاً سننا چاہئیے کہ آیا مظنون سے اس
کی کیا مراد ہے سوائے اس کے کہ جو موافق اکثر کی رائے کے ہو۔

101 ف ۔ اس کے سوا میں کیا کہہ سکتا ہوں ٹیسیاس (Tisias) نے جواب دیا۔

سق ۔ اس دانشمندانہ اور علمی انکشاف کی قوت پر میں گمان کرتا ہوں کہ وہ اس کے اعلان کرنے میں سبقت کرتا ہے کہ اگر ایک کمزور مگر صاحب ہمت انسان روبکاری کے لئے لایا جائے کہ اس نے مار کے گرا دیا اور کپڑے اتروا لیے یا ایک مضبوط اور بزدلانہ چال چلا تو ملزم اور مجرم کوئی قاضیوں سے بھی سچ نہ کہے گا بلکہ بزدل یہ کہے گا کہ دوسرے کو مدد ملتی تھی جب اس نے اس کو پھر پچھاڑا تھا جب کہ بہادر پہلے یہ ثابت کرے گا کہ وہ تنہا تھے اور پھر اپنے پسندیدہ مرافعے کی طرف رجوع کر کے فریاد کرے گا ۔ کیونکہ ایک آدمی جو مثل میرے ہو اس کے مثل آدمی پر حملہ کرنے کا خیال کرے گا ؟ مگر تم یقین جانو کہ اپنی ذاتی بزدلی کا عذر نہ کرے گا بلکہ کوئی جدید کذب تراشے گا جو شاید اس کے دشمن کے الزام کے دفع کرنے کا وسیلہ بخشے گا ۔ اور اس طرح جو کچھ معاملہ درپیش ہو وہ کہے گا کہ یہ طریقہ وکالت کا ہے جس کو فن نے جائز کیا ہے ۔ کیا فیدرس ایسا نہیں ہے ؟

ف ۔ ایسا ہی ہے

سق ۔ فن حقیقتاً غامض ہے ۔ اور ہنر موجد کا خواہ وہ ٹیسیاس ہو یا اور کوئی یا جو کوئی نام ہو جس کے ساتھ پکارے جانے سے وہ خوش ہوتا ہے ۔ مگر فیدرس ہم اس کو جواب دیں یا نہ دیں ؟

ف ۔ کاہے سے ؟

سق اس سے ۔ کہ اس سے پیشتر تم ہمارے مکالمہ میں شریک تھے ۔ ٹیسیاس ہم نے اتفاقاً دیکھا کہ یہ ظنی لاف و گزاف تمہارا صرف اکثر کے ذہنوں میں موثر ہوا اس فضیلت کی جہت سے کہ وہ صدق سے مشابہ تھا ۔ اور ہم نے
102 بعد ثابت کر دیا کہ جملہ صورتوں میں مختلف شائبے شباہت کے بہتر

طور سے پہچانے جاتے ہیں اس آدمی کے ذریعہ سے جو صدق زیر بحث سے خوب واقف ہو۔ اس طرح سے کہ اگر تم اور کچھ کہنا چاہتے ہو فن تقریر کے بارے میں تو ہم خوشی سے اس کو سنیں گے۔ اور نہیں تو ہم اپنی اگلی جگہ قائم رہینگے کہ جب تک ایک مقرر نے مختلف طبیعت کے سامعین کو شمار نہیں کر لیا ہے اور اس قابل ہے کہ اشیا کے مختلف اقسام کو الگ الگ نہیں کیا ہے اور جزئیات کو ایک عام تصور میں شامل نہیں کیا ہے تو وہ فضیلت کے اعلیٰ مرتبہ پر نہیں پہونچ سکتا اس فن میں جو انسان کی قوت سے حاصل ہو سکتا ہے۔ مگر یہ علم وہ ہرگز حاصل نہیں کر سکتا بغیر بڑی مشقت کے وہ جو دانشمند آدمی ارزانی فرما سکتا ہے نہ اس نظر سے کہ وہ دنیا کے سامنے کلام کرے اور عمل کرے بلکہ اس لیئے کہ وہ قول اور عمل سے دیوتاوں کو خوش کرے بہترین ممکن طریق سے۔ کیونکہ بہ تحقیق تیسیاس دانشمند آدمی ایسا کہتے ہیں نہ کہ تم اور میں معقول آدمیوں کو زیبا نہیں ہے کہ وہ اپنے ساتھ کے غلاموں کو خوش کرنا سیکھیں الا یہ کہ وہ نیک مالکوں کے پاس گزرے جو لوگ اعلیٰ درجہ کی نسل سے ہوں۔ لہٰذا اگر ہمارا حلقہ وسیع ہو تو کچھ تعجب نہ کرو کیونکہ یہ اعلیٰ درجہ کے نتائج پیدا کرنے کے لیئے ہیں کہ ہم اس کو عمل میں لاتے ہیں نہ اُن کاموں کے لیئے جو تم سمجھتے ہو۔ تاہم تمھارا فن بھی بہترین طور سے حاصل ہو سکتا ہے جیسا کہ ہماری دلیل سے ثابت ہوتا ہے اگر تمھارا ماخذ وہی ہو جو ہمارا ہے۔

ف۔ وہ نتائج جن کا تم ذکر کرتے ہو سقراط بڑے شاندار ہیں میں جانتا ہوں اگر ایک انسان انکو حاصل کر سکے۔

سق۔ لیکن یقیناً میرے دوست اگر نتائج شاندار ہوں تو ان کے تلاش
کرنے میں جو کچھ ہم پر گزرے وہ بھی شاندار ہے۔ 108

ف۔ بیشک یہی ہے

سق۔ پس یہاں تک علمی اور غیر علمی طرز تقریر کے بارے میں کافی ہے۔

ف۔ اور ممکن ہے کہ درست ہو۔

س۔ اور مسئلہ مناسبت اور عدم مناسبت تحریر اور کس طرح تصنیف خوش اسلوب ہو یا عمدہ نہ ہو اس پر غور کرنا باقی ہے کیا ایسا نہیں ہے؟

ف۔ ہاں۔

س۔ اور تم واقف ہو فیدرس کہ کس طرز یا زبان سے تقریر کے باب میں انسان خدا کو کما حقہ راضی کر سکتا ہے؟

ف۔ بالکل نہیں کیا تم واقف ہو؟

س۔ بہر طور میں تم سے ایک حکایت متقدمین کی اس مضمون پر بیان کر سکتا ہوں۔ یہ سچ ہو یا نہ ہو وہ خود جانتے ہونگے۔ گر خوش نصیبی سے ہم صداقت کو پا سکیں تو کیا ممکن ہے کہ ہم یہ خیال کریں کہ تم انسانوں کی آراء کی پروا کرو گے؟

ف۔ یہ بیشک قابل مضحکہ ہوگا لیکن مہربانی کر کے اس حکایت کو جسے تم کہتے ہو کہ میں نے سنی ہے بیان کرو۔

س۔ اچھا میں نے سنا ہے کہ ناکریٹیس (Naucratos) کے قریب مصر میں ایک قدیم دیوتا وں سے اس ملک کے رہتا تھا وہی جس سے وہ مقدس مرغ منسوب تھا جس کو تم جانتے ہو کہ وہ لوگ ائبیس (Ibis) کہتے ہیں۔ اور جس کا خاص نام تھیوتس (Theuth) تھا وہ بیان کرتے ہیں کہ وہ پہلا شخص تھا جس نے اعداد اور حساب ایجاد کیا تھا اور علم ہندسہ اور علم ہئیت اس کے علاوہ نقشے اور پانسے اور سب سے بڑھ کے حروف۔ کل مصر اس زمانہ میں تھامس (Thamus) دیوتا کے تحت
104 حکم تھا جو قریب شہر دار السلطنت کے سکونت رکھتا تھا جو ملک کے شمالی حصہ میں تھا جس کو یونان کے لوگ مصری تھیبس کہتے تھے خود اس دیوتا کے عمن کہتے تھے۔ تھیوتس (Theuth) اس کے پاس گیا اور اپنے ایجادات کا اظہار کیا اور درخواست کی کہ مصریوں میں عام طور سے انکی اشاعت کیجائے۔ بادشاہ نے ہر ایک ایجاد کا طریق استعمال دریافت کیا اور

اس کی توضیحات کو حاصل کیا کہ وہ ان کو اچھا سمجھتا ہے یا برا اور ان کی
ستائش کی یا مذمت ۔ کہا گیا ہے کہ جملہ فنون کے بارے میں تھامس نے
بہت کچھ کیا ہر ایک کی موافقت اور مخالفت میں اس سب کے بیان
کرنے میں حکایت کو بہت طول ہو گا مگر جب وہ حروف کے بیان پر
آئے تھیوس نے یہ کہنا شروع کیا ۔ یہ ایجاد اے بادشاہ مصریوں کو زیادہ
تر دانشمند بنا دیگا اور ان کی قوت حافظہ کو بہتر کر دے گا یہ ایک علاج
ہے واسطے عقل اور حفظ کے ۔ بادشاہ نے جواب دیا ۔ اے ہنرمند کامل
تھیوس ایک انسان تو وہ ہے جو کسی فن کو ایجاد کرتا ہے دوسرا وہ ہے
جو اس کی مقدار بھلائی یا برائی کی مقدار کا تخمینہ کرتا ہے جو ان لوگوں کو حاصل
ہونے والا ہے جنہیں اس ہنر کا استعمال مقصود ہے ۔ اور اب چونکہ
تم حروف کے موجد ہو تم نے اپنے شوق سے حرفوں سے ٹھیک
ان کے اثرات حقیقی برعکس کو منسوب کیا ہے کیونکہ تمہارا ایجاد فراموش
کاری ان لوگوں کے ذہنوں میں پیدا کر دے گا جو ان کو سیکھیں گے کیونکہ
وہ اپنے حافظے سے غفلت کریں گے کیوں کہ ان کو تحریر پر اعتماد ہوگا چونکہ 105
وہ بیرونی مدد سے اجنبی نشانوں کے یاد کریں گے نہ کہ اندرونی استعمال
سے اپنی ذاتی قوتوں کے لہذا تمہارا انکشاف حافظ کی دوا نہیں ہے بلکہ
تذکرہ یادداشت کی دوا ہے یعنی یاد کرنا ذہن میں رکھنے کے لئے نہ
ہوگا ۔ اور تم اپنے شاگردوں کے لئے ایک نمائش دانش کی مہیا کرتے
ہو بغیر حقیقت کے کیونکہ تمہارے وسیلوں کے ذریعہ سے بہت کچھ علم
بلا مدد تعلیم کے حاصل کر کے ایسے معلوم ہوں گے کہ ان کو بہت علم حاصل
ہے حالانکہ وہ در حقیقت اکثر کچھ نہ جانتے ہوں گے اور ان سے
معاملت ناگوار ہو گی وہ اپنے زعم میں مغرور ہوں گے کہ ان کو علم ہے
بالعوض در حقیقت دانشمند ہونے کے ۔
ف ۔ سقراط تم سہولت سے مصر یا کسی اور ملک کے افسانے جس کو
تمہارا جی چاہے بتا سکتے ہو ۔

سق ۔ میرے دوست ہم سے کہا گیا ہے کہ ایک شاہ بلوط کی آواز ارض متعدس میں زیوس (Zeus) یعنی ڈوڈونا (Dodona) کے پہلا شخص تھا جس کو قوت پیشین گوئی کی عطا ہوئی تھی ۔ اس زمانے کے انسان ایسے چالاک نہ تھے جیسے تم زمانہ متاخر کے ہو وہ بسبب اپنی سادگی کے اس پر قانع تھے کہ شاہ بلوط یا ایک پتھر کی بات سنیں اگر وہ سچ کہتے ہوں مگر تم اس باب میں امتیاز کرتے ہو کہ کہنے والا کون ہے اور کس ملک سے آیا ہے تم صرف اسی پر غور نہیں کرتے کہ آیا واقعہ ہے یا نہیں ہے جب وہ بیان کرتا ہے ۔

ف ۔ تمہاری ملامت انصافانہ ہے اور میں حرفوں کے بارے میں حقیقت پر یقین کرتا ہوں کہ ہے جیسا کہ تھیوس ظاہر کرتا ہے ۔

سق لہذا وہ شخص جو اپنے مابعد کے لئے کچھ چھوڑ جائے اور وہ بھی جو کسی فن کو تحریراً حاصل کرے اس خیال سے کہ کوئی چیز صاف اور استوار تحریر سے نکلے گی ضرور ہے کہ وہ شخص بالکل بے وقوف ذہن رکھتا ہوگا اور فی الحقیقت عمن ( Ammon ) کی پیشین گوئیوں سے بالکل جاہل ہوگا اس کو سمجھنا چاہیئے کہ لکھی ہوئی لفظیں کیا اس سے زیادہ کچھ کر سکتی ہیں کہ ان چیزوں کو عندالذہن حاضر کردیں جو اُن الفاظ کے مفہوم میں داخل ہیں اس شخص کے ذہن جو اُن کو جانتا ہے ۔

106 ف ۔ بہت درست ۔

سق ۔ اسی لئے فیدرس میں سمجھتا ہوں کہ یہ تحریر کی بدی ہے اور اس باب میں وہ مصوری سے بہت مشابہ ہے مخلوقات گذشتہ فن تمہارے سامنے کھڑے ہوں گے گویا کہ وہ زندہ ہیں لیکن اگر ان سے کچھ پوچھو تو وہ سنجیدہ خاموش نظر آئیں گے اور ایک لفظ نہ کہیں گے اور یہی حال تحریری عبارتوں کا ہے ۔ تھیوس گمان کر سکتے ہو کہ وہ بولتے ہیں گویا کہ وہ سمجھ رکھتے ہیں مگر تم اگر انکے کہنے کو سمجھنا چاہتے ہو اور ان سے اس کے بارے میں سوال کرو تو تم ان کو پاؤ گے کہ ہمیشہ ایک ہی قصہ دہراتے ہیں مزید براں ہر بیان جو ایک بار تحریر ہوا وہ ہاتھوں ہاتھ بھٹکا پھرتا ہے برابر ہے کہ ان لوگوں

کے ہاتھ میں جائے جو اُس کو سمجھتے ہیں اور ان لوگوں میں بھی جو کسی طرح اس کے سزاوار نہیں ہیں اور اس کو خبر نہیں کہ کس کے لئے چاہیے اور کس کے لئے نہیں چاہیے کہ وہ بات کرے اور جب غلط فہمی ہو یا نا انصافی سے اس پر اعتراض کیا جائے ہمیشہ اس کے (باپ) یعنے لکھنے والے کی ضرورت ہوتی ہے کہ اس کی مدد کرے کیونکہ بلا مدد نہ وہ مکافات کرسکتا ہے نہ اپنی حفاظت کرسکتا ہے۔

ف ۔ یہ بھی بالکل صحیح ہے۔

سق ۔ مگر ٹھہرو! کیا ایک اور قسم کا بیان نہیں ہے۔ اس کا یہ حقیقی بھائی؟ اور دیکھیں وہ کس طرح پیدا ہوتا ہے اور کس قدر عمدہ اور موثر بہ نسبت دوسرے کے یہ نشو و نما پاتا ہے۔

ف ۔ کس بیان سے تم مراد لیتے ہو اور وہ کس طرح پیدا ہوتا ہے؟

سق ۔ میں مراد لیتا ہوں اس بیان سے جو بصیرت سے متعلم کے ذہن پر تحریر ہوتا ہے وہ اپنی حفاظت بھی کرسکتا ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ کس کے سامنے بیان ہونا چاہیئے اور کس کے سامنے خاموش رہنا چاہیئے۔

ف ۔ تمھاری مراد دانشمند کے بیان سے ہے، جسمیں جان بھی ہے اور نفس بھی اور لکھا ہوا بیان عمدگی کے ساتھ اس کا سایہ کہا جاسکتا ہے۔ 107

سق ۔ یقیناً میں یہی مراد لیتا ہوں۔ مگر اب آؤ مجھے اس کا جواب دو اگر ایک زیرک کسان کے پاس بیج ہوں جن کی اس کو ضرورت ہے اور اس کی خواہش ہو کہ وہ پھولیں پھلیں وہ سنجیدگی کے ساتھ ان کو بوئے موسم گرما میں ایدونس (Adonis) کے باغ میں اور خوش ہو اور ان کو عمدگی سے اگتے ہوئے دیکھ کے خوش ہو آٹھ دن میں؟ یا اگر اس نے ایسا کیا تو (تعطیل) بیکاری کا ایک مشغلہ سمجھ کے نہ کرے گا مگر کسان کے فن کی پوری مدد سے بیجوں کو بوئے اور اس پر محنت صرف کی مناسب زمین میں اور آٹھ مہینے میں وہ پختگی کو پہنچے؟

سق ۔ ہاں بیشک سقراط وہ ایک کو سنجیدگی سے کریگا اور دوسرا بقول تمہارے

بطور شغل بیکاری کے۔
سق۔ اور ہم نہیں کہیں گے کہ وہ جس کو بصیرت حاصل ہے منصفانہ اور حسین اور نیک ہیں وہ اظہار عقل کا کم کرتا ہے اپنے بیجوں کے معاملہ میں بہ نسبت کسان کے؟

ف۔ خدا کی پناہ۔

سق۔ وہ سنجیدگی کے ساتھ نقش برآب کرنے کے لئے آمادہ نہ ہوگا۔ ان کو بوئے گا سیاہی سے بذریعہ قلم کے اور مدد سے لفظوں کے جو اپنی حفاظت نہیں کر سکتیں بولنے سے اور اسکے قابل نہیں ہیں کہ وہ بطور کافی سچائی کی تعلیم دے سکیں۔

ف۔ یقیناً نہیں توقع ہے کہ وہ ایسا نہ کریگا۔

سق۔ بے شک ہم توقع کر سکتے ہیں۔ لیکن حرفوں کے باغات میں وہ اپنے بیج بوئے گا میں فرض کرتا ہوں اور لکھتا ہوں جب وہ لکھتا ہے صرف شغلہ کے
108 طور پر وہ حافظہ کی اعانت کو حافظہ میں ذخیرہ کرے گا اپنے لئے بھی جب
وہ فراموشی کی عمر کو پہونچے گا اور ان سب کے لئے بھی جو اسی راستہ پر چلتے ہیں۔ اور وہ اپنے درختوں کی نازک نشو و نما دیکھ کے خوش ہوگا اور جب اور لوگ دوسرے اشتغال میں مصروف ہونگے مثلاً ضیافتوں یا اسی کے مثل اور شغلوں میں وہ اگر میں غلطی پر نہ ہوں اپنی تعطیل کے دن کو شغل مذکور میں مصروف رکھے گا۔

ف۔ یہ ایک شریفانہ شغلہ ہے سقراط بمقابلہ کسی غریب اور ناقص شغل کے جب کہ ایک شخص جو مضامین تالیف کر سکتا ہے وہ اپنے شغل کے لئے عدل اور فضیلت کی حکایتوں سے دل بہلائے گا۔

سق۔ ہاں میرے عزیز فیدرس یہ شریفانہ شغلہ ہے بلکہ اشرف میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک انسان کا کام ہے ان امور پر جب وہ کسی ہم جنس کو پاتا ہے تو وہ مناظرانہ فن کو استعمال کرتا ہے اور اس (زمین) علمی میں بوتا اور لگاتا ہے جو اپنی حفاظت کرنے کے قابل ہوتے ہیں اور اس شخص کی حفاظت جس نے ان کو بویا ہے اور وہ بے ثمر نہیں رہتے اور اپنے وقت پر بیج

لاتے ہیں جن سے اور الفاظ دوسرے اذہان میں پیدا ہو کے اس قابل ہوتے ہیں کہ قیمتی بیج کی حفاظت کرتے ہیں جو کبھی خراب نہیں ہوتے اور اپنے مالک کو ہمیشہ خوش کرتے ہیں جس حد تک خوشی انسان کے لئے ممکن ہے۔

ف۔ ہاں سقراط یہ بے شک شریف تر ہے بہ نسبت دوسرے کے۔

سق۔ پس اب فیدرس جب کہ یہ امر طے ہو گیا تم مشاہدہ کرو گے کہ ہم ایسی حالت میں ہیں کہ اپنے سابق کے سوالات کا فیصلہ کریں۔

ف۔ تم کن سے مراد لیتے ہو؟

سق۔ وہ جس نے ہماری خواہش کو ان سوالات کے حل کرنے میں حسب محل رہنمائی کی جہاں ہم پہونچے ایک قابلیت کو ملامت کو جو لائیسیاس پر تقریروں کی تحریر میں عاید ہوئی جانچتا ہے دوسرا خود اُن تقریروں کے باب میں دریافت کرتا ہے کہ کونسی موافق ضابطہ تحریر ہوئی اور کونسی بغیر ضابطہ فن کے۔ پس یہ امتیاز مجھکو ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ ان میں کافی صفائی کے نشان موجود ہیں۔ 109

ف۔ اور ایسا مجھ پر ظاہر ہوا اگر میں خوش ہوں گا اگر مجھ کو پھر ان کی یاد دلائی جائے۔

سق۔ قبل اس کے کہ کوئی مقرر ہر مضمون کی فطرت سے آگاہ ہو جن پر وہ گفتگو کرتا ہے یا لکھتا ہے اور اس کی عام حد دیکھتا ہے اور پھر یہ بھی جانتا ہے کہ ان کی تقسیم کس طرح کیجائے مختلف اقسام میں تاکہ وہ افراد تک پہنچ جائے قبل اس کے کہ اس نے اسی طرح سے نفس کی فطرت کو تحقیق کیا ہے اور اس امر کو دریافت کر لیا ہے کہ کس قسم کا مضمون ہر قسم کے نفس کے سزاوار ہے اور وہ اپنے مضمون کو مرتب کرتا ہے اور زینت بخشتا ہے اسی کے موافق وہ ملتف اور پیچیدہ نفوس کو پیچیدہ ساخت کے مضمون عطا کرتا ہے جو ہر قسم کی ترتیب سے مالا مال ہوتے ہیں اور سادہ مضامین سادہ نفوس کے لئے قبل اس کے کہ میں یہ کہوں کہ وہ سمجھنے کے لائق

ہوں اور یہ سب کر سکتا ہے وہ اسے نا مضمون کو نہ چھیڑے گا اس فن کے ساتھ جس کو وہ تسلیم کرتا ہے خواہ اس کا مقصد تعلیم ہو یا ترغیب چونکہ کل ہماری دلیل ثابت کرنے کی جانب راجع ہے۔

ف ہاں ہیر تقریباً وہی ہے جیسا کہ میں نے خیال کیا تھا کہ وہ ہے۔

سق لیکن ہم کو کیا کہنا چاہیئے تحریر اور تقریر کی عزت فضیحت کے باب میں اور وہ شرائط جن کے تحت وہ انصافانہ قابل ملامت ہو یا اس سے محفوظ رہے ؟ کیا ہماری گزشتہ دلایل اس کے ثابت کرنے کے لیئے کافی ہیں ؟

110 ف۔ کیا؟

سق یہ کہ لائیسیاس یا کسی اور نے کبھی کچھ لکھا یا لکھنا چاہتا ہے خواہ اپنی ذاتی کتاب یا کوئی سرکاری دستاویز قانون کی صورت میں اس کا خیال ہے کہ وہ یقین کے مرتبہ پر ہے اور اس میں صفائی ہے۔ اس صورت میں لکھنے والے پر ملامت عاید ہوتی ہے خواہ لوگ ایسا کہیں یا نہ کہیں۔ کیونکہ کلی عدم بصیرت انصاف اور نا انصافی کے متعلق نیکی اور بدی کے باب میں فی الواقع الزام سے حقیقت میں نامعقول ہونے سے بچ نہیں سکتی گو کہ تمام دنیا نے اس کی ستایش کی ہو۔

ف۔ نہیں بے شک نہیں بچ سکتی۔

سق۔ لیکن جو کوئی یقین کرتا ہے کہ ایک تحریری بیان میں خواہ کوئی مضمون ہو اس میں ضرورتاً بہت کچھ خوش طبعی کے لیئے ضرور ہوگا اور کوئی مضمون جو سنجیدہ توجہ کے قابل ہو ہمیشہ عام اس سے کہ وہ نظم ہو یا نثر ہو لکھا جائے یا پڑھا جائے۔ اگر پڑھا جائے اس طریق سے کہ ہمارے اظہارات پڑھکے بر زبان سنائے جائیں بغیر جانچ یا تعلیم کے محض ترغیب کے لیئے لیکن بہترین ان میں سے اس کے سوا کچھ نہیں ہیں کہ وہ علم کی یادداشتیں ہیں جو کوئی اس کو یقین کرتا ہے اور اس کے ماورا یہ یقین کرتا ہے کہ مضامین میں اور صرف مضامین میں تعلیم دی جاتی ہے اور تعلیم کے لیئے بولے جاتے ہیں اور در حقیقت نفس

میں سامع کے لکھے جاتے ہیں ان چیزوں کے بارے میں جو عادلانہ اور جمیل اور نیک ہیں ان میں پایا جاتا ہے جو کہ صاف اور کامل ہے اور لائق توجہ کے ہے اور یہ کہ ایسے ایسے مضامین کو اس کی حقیقی اولاد سمجھنا چاہئیے اولاً وہ جو اس کے ذہن میں ہوں اگر ذہن میں اس کی خاص دریافت سے ہوں پھر وہ ہیں جو بچے اور بھائی ہیں سابق کے مابعد یا اسی وقت پیدا ہو گئے لیاقت کے ساتھ پیدا ہو گئے دوسروں کے ذہنوں میں۔ میں کہتا ہوں جو کوئی یہ خیال کرتا ہے ان مضامین کے بارے میں اور زیادہ تر خبرداری کرے گا فیدرس کے قریب جائے گا ایسا انسان ہونے کے لئے کہ ہم اور تم دونوں دعا کرتے ہیں کہ ویسے ہم دونوں ہو جائیں۔ 111

ف۔ ہاں سقراط میں تہ دل سے آرزو کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ ایسے ہو جائیں۔

سق۔ ہم اس پر قناعت کرتے ہیں کہ اس حد تک تقریر کرنے کے مضمون دل خوش کریں اور فیدرس اب تم جاؤ اور لائیسیاس سے کہو کہ میں اور تم دونوں ملکے چشمہ پر پریوں کی پسندیدہ سیرگاہ میں گئے وہاں ہم نے یہ الفاظ سننے جن میں یہ حکم ہم کو دیا گیا کہ لائیسیاس اور جملہ تقریروں کے لکھنے والوں سے کہو ہومر اور تمام شعرا جو موسیقی کے ساتھ اشعار کو ادا کرتے ہوں خواہ بغیر موسیقی کے سولن اور جملہ مولف تمدنی تحریرات کے جو ان کو قانون سے نامزد کرتے ہیں کہ اگر وہ اپنی تصنیفات کو حقیقت کے علم سے تالیف کرتے ہیں اور ان سے معارضہ کیا جائے تو مدافعت کر سکیں اور اس قوت کے ساتھ کہ اپنے منہ کی لفظوں سے جو ان کے قلم کی تحریر میں شامل ہیں رکاکت ظاہر ہونا چاہئیے کہ یوم التعطیل کے شغل بیکاری سے نامزد ہوں بلکہ اُن تصانیف سے مشہور ہوں جو اُن کا پختہ کام ہے۔

ف۔ پھر وہ نام کیا ہیں جو تم ان کے لئے مقرر کرتے ہو؟

سق۔ ان کو عاقلانہ کہنا فیدرس مجھ کو ایک امر عظیم معلوم ہوتا ہے اور یہ

محض خدائے تعالٰے کے لیئے سزاوار ہے ۔عاشقان دانش (فیلسوف) یا کوئی نام اسی قسم کا ان کے لیئے مناسب بھی ہے اور مذاق صحیح کے مطابق بھی ہوگا ۔

ف ۔ اور کسی صورت سے خلاف قاعدہ نہیں ہے

112 سق ۔ مگر دوسری طرف جو کوئی چیز زیادہ قیمتی نہیں دکھا سکتا سوا اس چیز کے جس کے لیئے اس نے دماغ کو تکلیف دی کہ لکھے یا تالیف سے پیوند کاری یا ہوشیاری سے کتر بیونت کرے ایسے آدمی کو میں یہ خیال کرتا ہوں کہ تم انصافاً شاعر کہو گے یا تقریر کا لکھنے والا یا قانون کا تحریر کرنے والا ۔

ف ۔ انصافاً بے شک ۔

سق ۔ پس جاؤ اور اپنے دوست سے یہ کہو ۔

ف ۔ مگر سقراط تم کیا کروگے ؟ ہم کو تمھارے دوست کو بھی چھوڑ دینا نہیں چاہیئے ۔

سق تم کس سے مراد لیتے ہو ؟

ف ۔ ائیسوکریٹس (Isoerates) خوبصورت ۔ سقراط تم اس سے کیا پیغام دو گے ؟ ہم کیا کہیں کہ وہ کیا ہے ؟

سق ۔ ائیسوکریٹس ابھی بچہ ہے فیدرس اور میں نے اس کے بارے میں جو پیشین گوئی کی ہے وہ میں تم سے کہنے پر راضی ہوں میں اس کی ذکاوت اس سے بہتر جانتا ہوں کہ لائیسیاس کی تقریر نویسی سے مقابلہ کروں ۔ مادر اس کے میں سمجھتا ہوں کہ اس کو شریف تر فطرت عطا ہوئی ہے ۔ لہذا کچھ عجب نہیں ہے اگر وہ سن میں بڑھکے فن تقریر میں ترقی کرے گا جس میں اس نے اپنے آپ کو مصروف کیا ہے سوا ان سب لوگوں کے جنھوں نے اب تک اس کام کو کیا ہے دور مثل بچوں کے اس کے پیچھے ہیں اور کچھ عجب نہیں ہے کہ وہ ایسے کاموں پر قناعت نہ کریں بلکہ وہ ایک خدائی جوش سے زیادہ مقدس اور اعلی

چیزوں میں مشغول ہو کیونکہ فطرت نے اے میرے دوست اس شخص کے ذہن میں دانش کی محبت کو ودیعت رکھا ہے۔ لہذا یہ پیغام ہے جو اس مقام کے دیوتاؤں کی طرف سے آئیسوکریٹیس کو دونگا جو مجھ کو محبوب ہے اور تم وہ پیغام جو میں نے تم کو دیا ہے لائیسیس کو پہنچاؤ گے چونکہ وہ تمھارا محبوب ہے۔

ف۔ یہ کیا جائیگا۔ مگر اب چلنا چاہیئے اس لئے بھی کہ گرمی دن کی باقی نہیں ہے۔

سق۔ کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ ایک دعا یہاں کے دیوتاؤں کی جائے قبل اس کے کہ ہم روانہ ہوں؟

ف۔ اوہ ہاں۔ 118

سق۔ پیارے پین اور دوسرے دیوتا جو یہاں مقیم ہیں مجھ پر کرم کرو کہ میرا باطنی جوہر انسانیت خوبصورت ہو اور مجھ میں جو بیرونی چیزیں ہیں اُن چیزوں سے موافق رہیں جو باطن میں ہیں۔ میری دعا ہے کہ میں صرف دانشمند آدمی کو دولت مند شمار کروں۔ اور میرا خزانہ زر کا ایسا ہو جس کو سوائے نیک آدمی کے کوئی اٹھا نہ سکے۔ فیڈرس کیا ہم کو کسی اور چیز کی ضرورت ہے؟ میں تو کافی دعا کر چکا۔

ف۔ میرے لئے بھی یہی دعا کرو۔ دوستوں کا برابر کا حصہ ہوتا ہے۔

سق۔ اب یہاں سے چلو۔

# لائسیس

میں بخط مستقیم آقدمیہ (Academy) سے لائسیم (Lycium) کو جا رہا تھا اس سڑک پر جو دیواروں کے برابر باہر کی طرف جاتی ہے اور چھوٹے دروازے تک پہنچ گیا تھا جہاں پینوپس (Panops) کا منبع واقع ہے وہاں اتفاقاً ہیپوتھیلیس (Hippothales) خلف ہائیرونیمس (Hieronymus) سے اور ٹیسپس (Ctesippus) پیانین (Peanian) والے اور کچھ نوجوانوں سے ملاقات ہوئی جو ایک ساتھ مجمع کئے کھڑے تھے ہیپوتھیلیس نے مجھ کو آتے دیکھ کے پکارا ہاں سقراط کہاں چلے اور کدھر سے آتے ہو؟

میں نے جواب دیا آقدمیہ سے آتا ہوں اور میں سیدھا لائسیم جاتا ہوں۔

اس نے پکار کے کہا میں امید کرتا ہوں کہ سیدھے ہمارے پاس آتے ہو کیا مڑو گے نہیں؟ اس سے تم کو فائدہ پہونچے گا۔

کدھر مڑوں؟ میں نے کہا اور تم ہم سے کس کو مراد لیتے ہو۔

اس بات پر اس نے جواب دیا مجھ کو ایک احاطہ دکھا کے جس کا رخ دیوار میں ہماری جانب تھا اور اس میں کھلا ہوا دروازہ نظر آتا تھا وہاں۔ اس نے جواب دیا ہم اپنا وقت گزارتے

ہیں اور ہم وہ ہیں جنکو تم دیکھ رہے ہو اور بہت سے بھلے آدمی اور بھی ہیں۔
اور یہ سب کیا ہے مہربانی کرکے کہو تو؟ اور تم اپنا وقت کس طرح گزارتے ہو؟
یہ اکھاڑا ہے جو اسی زمانہ میں قایم کیا گیا ہے اور یہاں ہم اپنا وقت گزارتے ہیں خصوصاً بات چیت میں ہم خوش ہوں اگر تم شریک ہو جاؤگے میں نے جواب دیا تم بہت مہربان ہو اور یہاں تمھارا معلم کون ہے؟۔ ایک دوست اور قدرشناس تمھارا امکیوس (Miccus) 122
اور میں نے جواب دیا وہ کوئی عام آدمی بھی نہیں ہے بہت قابل سوفسطائی ہے۔ پس کیا تم ہمارے ساتھ نہ آؤگے تاکہ اس کو اور اپنے تمام فریقوں کو بھی وہاں دیکھو؟ میرا جواب یہ تھا کہ جہاں میں جاتا ہوں کہ مجھ کو اولاً اطلاع دیجائے کہ میں کس لئے داخل ہوں اور تمھارا پہلا حسین کون ہے؟
کچھ لوگ سقراط مجھ کو سمجھتے ہیں اور کچھ کسی اور کو۔
مگر ہپوتھلیس تم کس کو خیال کرتے ہو؟ مجھ سے یہ کہدو۔ اس نے جواب دیا مگر ذرا جھیپ کے۔ لہذا میں نے کہا ہپوتھلیس اس پر ہائیرونیمس بس اب ضرور نہیں ہے کہ تم مجھ سے کہو کہ تم محبت میں گرفتار ہو یا نہیں کیونکہ مجھ کو یقین ہے تم صرف عاشق ہی نہیں ہو بلکہ اب تک عشق میں خوب دور آئے ہو۔ کیونکہ اگرچہ اکثر معاملات میں محض ہیچ کارہ جانور ہوں مگر کسی نہ کسی طرح مجھ کو خدا سے یہ نعمت عطا ہوئی ہے کہ میں بیک نگاہ عاشق اور معشوق دونوں کو شناخت کرسکتا ہوں۔
یہ سن کے وہ شرما گیا بہ نسبت سے زیادہ۔ اس موقع پر سیٹی پس داخل ہوا۔
یہ تمھاری خوب بات ہے کہ تم ہپوتھلیس اس طرح شرم آلود ہو کے سرخ چہرہ کر لیتے ہو اور سقراط سے نام لیتے ہوئے ہنگامہ برپا کرتے ہو جبکہ ہم کو بالکل یقین ہے کہ اگر وہ تھوڑی دیر بھی تمھاری صحبت میں رہا تو اس قصہ کو بار بار دہرا کے تم اس کو مار ڈالوگے۔ بہرطور سقراط اس نے

ہمارے کان بہرے کردئے ہیں اور لائیسس کے ذکر سے کانوں کو بھر دیا ہے۔ نہیں اگر وہ کچھ نشہ میں ہو جب اس کا تذکرہ وہ کرے وہ آسانی کے ساتھ گمان کریگا کہ جب ہم دوسرے دن صبح کو خواب سے
123 بیدار ہوں گے تو ہم اب تک لائیسس کا نام سنتے ہوں گے۔ گر اس کا ہمیشہ اسی کا ذکر کرتے رہنا ایسا برا نہیں ہے جیسے وہ اپنے اشعار اور تقریروں کا طوفان ہم پر نازل کرتا ہے اور اس سے بدترین بدتر جب وہ گیت گاتا ہے اپنے معشوق کی دلخراش آواز سے جس کو صبر کے ساتھ ہم کو مجبوراً سننا پڑتا ہے پھر بھی جب تم اس سے پوچھتے ہو اس کو شرم آتی ہے۔

تمہارا لائیسس بالکل ہی کم سن ہوگا۔ میں نے پھر جواب دیا۔ میں اس لئے یہ گمان کرتا ہوں اس لئے کہ مجھ کو نام سے آگاہی نہ تھی تا اینکہ تم نے مطلع کیا سقراط لوگ اس کے خاص نام سے کیوں نہیں بلاتے وہ اپنے باپ کے نام سے مشہور ہے کیونکہ اس کی بہت ہی شہرت ہے۔ اب بھی مجھ کو یقین ہے تم اس لڑکے کی صورت سے اجنبی نہ ہوگے اس کے پہچاننے کے لئے وہی کافی ہے۔ پس اب کہو وہ کس کا لڑکا ہے۔

ڈیمقراطیس (Democrates) باشندہ ادیکزون (OExone) اس کا سب سے بڑا بزرگ تھا۔

میں نے کہا کیا کہنا! ہپوتھلیس۔ ایک شریفانہ اور ہر طور ایک درخشاں انتخاب یہ ہے جو تم نے کیا ہے۔ لیکن آؤ ان کا تذکرہ میرے ساتھ کرو جیسے تم اپنے دوستوں کے ساتھ بیان کرتے ہو تاکہ میں امتحان کرسکوں آیا تم جانتے ہو کونسی زبان ایک عاشق کو اپنے معشوق کے ساتھ بولنا چاہئے اس کے روبرو یا دوسروں کے آگے۔

اور کیا درحقیقت سقراط اس تقریر کی کوئی قیمت قرار دیتے ہو

جو یہ شخص ادا کرتا ہے؟

میں نے پوچھا کیا تمھاری یہ مراد ہے کہ تم مطلقاً انکار کرتے ہو کہ وہ شخص جس کا ذکر کرتا ہے اس پر عاشق نہیں ہے؟

نہیں یہ نہیں ہے۔ اس نے جواب دیا۔ مگر میں اشعار یا تقریریں اس پر تالیف کرتا ہوں۔

سٹی سیپس نے پکار کے کہا وہ اپنے حواس میں نہیں ہے وہ
124 اس پر دیوانہ ہے مگر میں نے جواب دیا ہپوتھیلیس میں تمھارے اشعار سے کچھ بھی سننا نہیں چاہتا نہ کوئی گیت سننا چاہتا ہوں خواہ وہ جو تم نے اپنے معشوق پر کہا ہو مگر میں اس کا مفہوم سننا چاہتا ہوں تاکہ مجھ کو معلوم ہو کہ تم معشوق سے کیا سلوک کرتے ہو۔

سٹی سیپس تم سے اس کے بارے میں سب بیان کریگا سقراط مجھے کچھ شک نہیں ہے اس کو خوب یاد رہے گا اگر یہ سچ ہو گا چونکہ وہ کہتا ہے کہ میں نے اس کے کانوں میں زور سے بھر دیا یہاں تک کہ وہ بہرا ہو گیا۔

اور میں اس کو جانتا ہوں سٹی سیپس نے چلا کے کہا بالکل ٹھیک یہ ایسا مذاق ہے سقراط ایک عاشق کا ہمہ تن اپنے معشوق سے مشغول ہونا اور پھر بھی کسی ذاتی غرض کا اس میں شامل نہ ہونا اس کا یہ کہنا ایسا ہے جو کوئی بچہ بھی نہ کہے گا کیا یہ محال نہیں ہے؟ لیکن وہ کہانیاں جس سے تمام شہر گونج رہا ہے دیمقراطیس اور لائسیس کے باب میں جو اس لڑکے کا دادا تھا اور اس کے سب بزرگ۔ ان کی دولت ان کی گھوڑوں کی نسلیں ان کے فتوحات پتھیان (Pythian) استمیان (Isthimian) نمیان (Nemean) چار گھوڑوں سے اور تنہا۔ ان سب امور کو وہ نظم اور تقریریں جمع کر دیتا ہے۔ بلکہ اور کہانیاں تاریخ کے ماورا اس سے بھی زیادہ قدیم۔ کیونکہ ایک قسم کی نظم میں گذشتہ کسی دن اس نے ہرقلس کا پورا واقعہ بیان کر دیا بطور افسانے کے

اور ہم سے کہا کہ کس طرح اس کے بزرگ نے اس شجاع کو اپنے گھر میں داخل کیا اپنی قرابت کی قوت پر کہ وہ خود زیوس کا بیٹا ہے بانی ایکزون (OExone) کے بانی کی لڑکی کے بطن سے۔ ہاں سقراط یہ بھی منجملہ اگلی بیبیوں کے قصوں کے ہے جن کو یہ عاشق یہاں اکثر گا کے بیان کرتا رہتا ہے اور مزید براں گویا ان کے سننے پر ہم کو مجبور کرتا ہے۔

یہ معلوم کرکے میں نے عاشق سے کہا تم ہپوتھیلیس مسخرے ہو ایک
125 مناجات تعریفی تم تالیف کرکے گاتے ہو قبل اس کے کہ تم کو استحقاق حاصل ہو؟ سقراط یہ میری تعریف میں نہیں ہے کہ میں اس کو تالیف کرتا ہوں خواہ گاتا ہوں۔

میں نے کہا تم گمان کرتے ہو کہ نہیں ہے۔

اس نے کہا یہ کیونکر ہے اس طرح؟

میں نے جواب دیا ہر طریقہ سے یہ گیت تمہاری طرف منسوب ہیں اگر تم ایسے نوجوان جیت لینے پر کامیاب ہو جاؤ جس کا تم بیان کرتے ہو۔ یہ سب جو تم نے کہا ہے اور گایا ہے تمہاری عزت کی طرف رجوع کرے گا فی الواقع تمہاری فتحمندی کی مناجات ہو گی جس طرح تم کو ایسے محبوب کے حاصل کرنے میں کامیابی ہوئی۔ لیکن اگر وہ تمہارے قابو سے نکلجائے تو جس قدر بلند اس کی ستائش ہوگی جو تم نے اس پر جاری کی ہے اس سے زیادہ تر وہ بظاہر ہونگی جو تم نے گم کردیں لہذا اسیقدر زیادہ وہ تمسخر ہو گا جو تم پر عاید ہو گا۔ پس کل دقیقہ شناس عشق کے معاملات میں معشوقوں کی ستائش کرتے ہیں ہوشیاری سے کام لیتے ہیں جب تک وہ ان کے قبضہ میں نہ آجائیں اس لیے کہ وہ انجام کار میں مشکوک رہتے ہیں۔ مادرا اس کے جب حسینوں کی تعریف ہوتی ہے اور ان کو بڑھاتے ہیں تو وہ غرور اور تکبر سے پھول جاتے ہیں۔ کیا تم ایسا خیال نہیں کرتے؟

اس نے جواب دیا میں ایسا خیال کرتا ہوں۔

اور جس قدر وہ زیادہ مغرور ہو جاتے ویسا ہی ان کا قابو میں لانا سخت مشکل ہو جاتا ہے!!

بہر طور اسی کی توقع ہونا چاہیئے۔

اچھا تو یہ تم کو ایک شکاری سے کہنا ہوگا کہ جس کے شکار کے وہ درپے تھا اس کو ڈرا کے اس کا قابو میں لانا مشکل کر لیا ہے۔

یقیناً واقعی قابل افسوس ہو گیا۔

اور اگر تقریر یا نغمہ سے وہ اس کو وحشت ناک بنا دے بالعوض پھسلانے کے تو وہ میوززز (Muses) کا محبوب نہیں ہو سکتا۔ کیا ہو سکتا ہے؟ 126

میں سمجھتا ہوں نہیں۔

پس ہوشیار رہو ہپوتھیلیس کہ تم اپنے آپ کو اور اپنے اشعار کو ملامت کا نشانہ نہ بناؤ۔ تاہم مجھ کو یقین ہے کہ جو انسان اپنے اشعار سے اپنے کو نقصان پہونچاتا ہے تم رضامند نہ ہوگے کہ اس کو اچھے شاعر کے خطاب سے منسوب کیا جائے جب تک کہ وہ اپنے کو نقصان پہونچاتا ہے۔

نہیں اس نے جواب دیا کہ یہ بالکل غیر معقول ہوگا۔ مگر یہ بات ہے کہ میں اسی حساب سے سقراط کہ میں اپنے کو تمہارے ہاتھوں میں دئے ہوئے ہوں اور تم سے التجا کرتا ہوں کہ تم مجھ کو کوئی نصیحت کرو جو تم دینا چاہتے ہو چال چلن کے باب میں یا تقریر کے متعلق جو ایک عاشق کو اختیار کرنا چاہیئے تاکہ وہ انکو اپنے معشوق کے لئے خوشگوار بنائے۔

میں نے جواب دیا یہ ایسا سہل معاملہ نہیں ہے لیکن اگر تم مجھ کو لائسیس کی گفتگو کے قابل بناؤ تو شاید میں تم کو ایک نمونہ دکھا سکتا ہوں کہ تم اس سے کیا کہو بجائے تقریروں اور نغموں کے جن کی اس کو عادت ہے کہ اس پر صرف ہوں موافق اپنے دوستوں کے جو یہاں ہیں۔

اس نے جواب دیا اس میں کچھ مشکل نہیں ہے اگر تم صرف اکھاڑے میں جاؤ ستی سپیس کے ساتھ اور بیٹھ کے باتیں کرنے لگو تو مجھ کو اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ وہ اپنی خوشی سے تمھارے پاس آئے گا کیونکہ اس کو سننے کا کمال شوق ہے اور اسکے چونکہ وہ لوگ ہرمیہ (Hermaea) کی تقریب میں آتے ہیں لڑکے اور نوجوان آج سب ایک ہو جاتے ہیں لہذا یقینی وہ تم سے ملے گا مگر جو وہ نہ ملے ستی سپیس اس کو جانتا ہے

127 بذریعہ اپنے ابن عم منکزینس کے جو لائیسیس کا خاص دوست ہے تم ستی سپیس کے ذریعہ سے تم اس کو طلب کر سکتے ہو اگر وہ آپ سے نہ آئے۔

میں نے چلا کے کہا کہ یہ ہمارا منصوبہ ہے اور ستی سپیس کو ساتھ لیکر میں اکھاڑے کی طرف روانہ ہوا اور سب ہمارے پیچھے تھے۔

وہاں داخل ہو کے ہم نے دیکھا کہ لڑکے اپنی قربانیاں ختم کر چکے تھے اور وہ رسم اب قریب ختم کے پہنچ چکا تھا اب وہ سب ملکے انگلیوں کی پوروں سے کھیل رہے تھے اور سب عید کے دن کا لباس پہنے ہوئے تھے۔ کثیر تعداد ان کی اپنا کھیل باہر صحن میں اٹھا لے گئے تھے لیکن بعض ان میں سے کپڑے اتارنے کے کمرے کے ایک گوشہ میں اور طاق جفت ایک قلیل تعداد ہڈیوں سے جو انھوں نے چھوٹی ٹوکریوں میں اٹھائی تھیں ان کے گرد وہ لوگ بٹھائے گئے تھے وہ تماشائی تھے ان میں لائیسیس تھا اور وہ لڑکوں اور نوجوانوں میں کھڑا تھا اور اس کے ایک مالا اس کے سر پر پڑا تھا شکل صورت میں کوئی اس کے مثل نہ تھا تم کہو گے کہ وہ محض خوبصورت ہی نہ تھا بلکہ ایک شریفانہ وضع اس سے پیدا تھی۔ ہم لوگ کمرے کے مقابل کے حصہ میں اٹھ گئے تھے اور وہاں اس طرح بیٹھے تھے جیسے کوئی غیر معمولی بات نہ تھی ہم نے باتیں کرنا شروع کر دیں۔ جب ہم اس طرح مشغول تھے لائیسیس نے گھومنا شروع کیا اور نظر ہماری طرف

تھی ظاہرا وہ ہم میں ملنا چاہتا تھا اگرچہ تھوڑی دیر تک وہ شبہ میں رہا اس کو پسند نہ کرتا تھا کہ اکیلا رہے مگر جب منکزینس نے اپنے کھیل سے صحن میں دیکھا اور ستی سینیس اور مجھ کو دیکھا کہ ہمارے پاس بیٹھنے کو آتے ہیں لائیسس بھی اپنے دوست کو دیکھ کے عقب میں آیا اور اس کے پاس بیٹھ گیا پھر اور لوگ بھی آئے اور ان میں ہپوتھیلیس بھی تھا جس نے 128
یہ دیکھ کے کہ ان کے ساتھ اچھا خاصہ مجمع ہے ان کے پیچھے اپنے آپ کو چھپا یا ایسے موقع سے جہاں سے وہ سمجھتا تھا اس کو لائیسس نہ دیکھ سکیگا۔ وہ ایسا ڈرتا تھا کہ اسکو رنجش نہ پہونچے۔ اور اس طرح اس کے قریب جگہ لیکے اس نے ہماری گفتگو سنی۔

میں نے تقریر شروع کی منکزینس کی طرف نگاہ پھیر کے اور کہہ کے کہ اے دیمافون (Demophon) کے فرزند تم دونوں میں سے کون بڑا ہے

اس نے جواب دیا یہ متنازع فیہ امر ہے۔

اور تم بھی تنازع کرتے ہو کون بہتر شخص ہے؟

اس کا جواب تھا یقیناً۔

اور اس طرح بھی میں گمان کرتا ہوں کون زیادہ خوبصورت ہے؟

اس بات پر وہ دونوں ہنسے۔ میں نے کہا میں تم سے نہ پوچھوں گا کہ کون زیادہ دولت مند ہے کیونکہ تم دوست ہو کیا نہیں ہو؟

دونوں نے چلا کے کہا یہ تو ہم ہیں!

اور لوگ ہم کو دوست کہتے ہیں برابر کے حصہ دار ہیں اسی اعتبار سے بہر طور تم دونوں میں کوئی فرق نہ ہوگا۔ اگر تم مجھ کو اپنی دوستی کا صحیح بیان دو۔

اس کو دونوں نے منظور کیا۔

میں اب یہ پوچھنا چاہتا تھا کہ تم دونوں سے باعتبار عدالت کے کون افضل ہے اور کون عقلمند ہیں اتنے میں کوئی آ گیا اور منکزینس کو یہ کہہ کے اٹھا لے گیا کہ اکھاڑے کا مالک تم کو بلاتا ہے۔ میں گمان کرتا ہوں کام کے لیئے جو کہ متعلق تھا قربانی کے۔ لہذا اس نے ہم کو چھوڑ دیا اور لائیسس سوال کرتا رہا۔ میں نے کہا لائیسس میں خیال کرتا ہوں تمہارے باپ اور ماں تم کو بہت ہی چاہتے ہیں۔

129 اس نے جواب دیا بہت ہی پیار ہے۔

پس وہ چاہیں گے اس قدر خوش ہو جس قدر ممکن ہے۔

بیشک۔

کیا تم ایسے شخص کو خوش خیال کر سکتے ہو کہ وہ غلام ہو۔ اور جو وہ چاہے نکر سکتا ہو؟

نہیں اس میں ضرور مجھ کو شک ہے۔

اچھا تمھارے والدین تم سے محبت کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تم خوش ہو تو یہ صاف ہے کہ وہ ہر طرح سے تم کو خوش کرنے کی کوشش کریں گے؟

یقیناً وہ کرتے ہیں۔

پس میں سمجھتا ہوں کہ وہ تم کو جو چاہتے ہو اس کے کرنے کی اجازت دیں گے اور نہ کبھی تم کو جھڑکیں گے نہ منع کریں گے اس بات کے کرنے سے جو تم کرنا چاہتے ہو۔

ہاں مگر وہ کرتے تو ہیں سقراط اور اکثر ایسا کرتے ہیں۔

کیونکر؟ میں نے کہا وہ چاہتے ہیں کہ تم خوش رہو اور پھر بھی جو تم چاہتے ہو اس کے کرنے سے منع کرتے ہیں مگر مجھ سے یہ کہو۔ اگر تم نے چاہا کہ اپنے باپ کی گاڑیوں سے ایک پر سوار ہو اور باگ کو اپنے میں لو ایک دوڑ میں تو کیا وہ تم کو اجازت نہ دیں گے؟

نہیں یقیناً وہ اجازت نہ دیں گے۔

میں نے پوچھا تو پھر کس کو اجازت دیں گے؟
میرے باپ کا ایک کوچبان نوکر ہے۔
میں نے چلا کے کہا نوکر ہے!
ایک ملازم جس کو تنخواہ دیجاتی ہے تم پر ترجیح دیجیے کہ وہ گھوڑوں سے جو چاہے کرے اور اس سے بڑھکے یہ ہے کہ اس کو اس کام کے لئے روپیہ دیا جاتا ہے؟
اس نے جواب دیا اس میں کچھ شک نہیں ہے سقراط۔
مگر تمھارے خچر کو جوڑی اس میں شک نہیں کہ وہ ہنکانے کے لئے اجازت دیں گے اور یہ بھی اگر تم چاہو گے کہ کوڑا لیکے ان کو کوڑے مارو تو وہ تم کو اجازت دیں گے۔
اس نے کہا وہ مجھ کو اجازت نہ دیں گے؟
کیا اجازت نہ دیں گے میں نے کہا۔ کسی کو اجازت نہیں کہ ان کو کوڑے مارے؟ 130
ہاں ہے خچربان کو۔
وہ غلام ہے یا آزاد ہے؟
اس نے جواب دیا غلام ہے۔
پس معلوم ہوتا ہے کہ غلام کو وہ زیادہ سمجھتے ہیں بہ نسبت تمھارے کہ ان کے فرزند ہو اپنی جائداد اس کو سپرد کرتے ہیں نہ تم کو اور اس کو اجازت دیتے ہیں جو چاہے کرے درحالیکہ تم کو منع کرتے ہیں لیکن اس کا بھی جواب دو۔ کیا وہ تم کو اجازت دیتے ہیں کہ اپنی ذات پر حکمرانی کرو یا نہیں تم کو اس کی اجازت دیتے ہیں؟
اس نے کہا۔ اپنے اوپر حکمرانی! میں سمجھتا ہوں کہ نہیں۔
پس تم ایک شخص اپنے اوپر حکمراں رکھتے ہو؟
ہاں میرا اتالیق۔
وہ غلام نہیں ہے؟

ہاں مگر وہ ہے تو ہمارا حکمران۔
ہیں کانپ گیا اور چلا کے کہا۔ ایک آزاد آدمی پر غلام حکمران ہو۔ مگر مہربانی کر کے کہو یہ آتالیق اپنے اختیار کو کس طرح کام میں لاتا ہے؟
بیشک وہ مجھ کو مکتب میں لیجاتا ہے۔
اور کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ یہ لوگ وہاں بھی کہ تم پر حکومت کرتے ہیں۔ اسکول کے مدرس؟
یقیناً وہ ایسا کرتے ہیں۔
ظاہراً بہت سے مدرس اور حاکم ہیں جن کو تمھارے باپ نے تم پر مقرر کیا ہے بغرض۔ مگر اب آؤ تم گھر کب جاتے ہو اپنی ماں کے پاس وہ تم کو جو تم چاہتے ہو کرنے دیتی ہے مجھے یقین ہے۔ تاکہ تم ایسے ہی خوش رہو جتنا وہ تم کو خوش رکھ سکتی ہے خواہ اپنی اذن کے ساتھ چھوئے کہ ساتھ جب وہ چرخا کات رہی ہو یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ تم کو چرخ یا کنگھی یا اور کاتنے کے اوزار چھونے سے مانع ہو۔
131 اس نے زور سے قہقہہ مارا۔ میں تم کو یقین دلاتا ہوں سقراط روکنا کیا وہ مجھ کو خوب ہی مارے اگر میں یہ اوزار چھوؤں۔
میں نے چلا کے کہا مارے! تم نے اپنے باپ یا ماں کا کوئی تصور کیا ہے کیا کیا ہے؟
اس نے جواب دیا نہیں۔
جو کچھ سبب ہو لیکن چونکہ وہ تم کو ایسے طریقہ سے جس سے آدمی کانپنے لگے روکتے ہیں خوش ہونے سے اور جو تمھارا جی چاہتا ہے اس کے کرنے سے اور دن بھر تم کو قید میں رکھتے ہیں خواہ اس کی قید ہو خواہ دوسرے کی۔ مختصر یہ کہ تم کو کچھ کرنے نہیں دیتے۔ جو تم کرنا چاہتے ہو؟ پس ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم اپنی دولت سے ہرگز متمتع نہیں ہو سکے اگرچہ دولت کثیر ہے سب اس پر قدرت رکھتے ہیں

نہ تم نہ اپنے خوبصورت شخص سے کیونکہ یہ بھی دوسروں کی حفاظت اور خبرداری میں ہے درحالیکہ تم مکین لائیسس کی چیز پر قدرت نہیں رکھتے نہ کسی چیز کی تم خواہش کر سکتے ہو۔

اس لئے کہ میں سن بلوغ کو نہیں پہنچا سقراط۔

یہ تو کوئی ممانعت کا سبب نہ ہونا چاہیئے اے دیمقراطیس کے فرزند کیونکہ ایسی چیزیں ہیں جن کی تمہارے والدین اجازت دیتے ہیں بغیر اس کے سن بلوغ کو پہنچنے کا انتظار کیا جائے۔ مثلاً جب وہ چاہیں کہ تم سے کچھ لکھوائیں یا پڑھوائیں وہ تم کو اس کام پر متعین کرتے ہیں قبل اور کسی شخص کے جو مکان میں ہو۔ کیا ایسا نہیں ہے؟

اس نے جواب دیا۔ لاکلام ایسا ہی ہے۔

ان امور میں تم کو اجازت دیجاتی ہے کہ جو چاہو کرو جس کو تم چاہو پہلا حرف 132
پہلے لکھو جس کو چاہو دوسرا لکھو۔ اور پڑھنے میں بھی تم کو وہی آزادی حاصل ہے اور جب تم اپنا بربط اٹھاتے ہو تو باپ ہو خواہ ماں تم کو کسی تار کے کھینچنے یا ڈھیلا کرنے سے مانع ہوتے ہیں ایسے وتروں کو جن کو تم چاہو انگلیوں سے بجاؤ خواہ لکڑی سے جیسا تم مناسب سمجھو۔ کیا وہ تم کو ان امور میں روکتے ہیں؟

اس نے باواز بلند کہا اے عزیز نہیں؟

پس جہاں بھر میں اس کا کیا سبب ہو سکتا ہے۔ لائیسس کے ان معاملات میں وہ نہیں روکتے اور وہ جن کا ذکر ہوا ان میں وہ ایسا کرتے ہیں؟

میں سمجھتا ہوں سقراط اس لئے کہ ایک کو میں سمجھتا ہوں مگر دوسرے کو نہیں سمجھتا۔

اوہ! یہ بات ہے میرے نفیس دوست؟ تمہارے بس میں نہیں ہے کہ تم خاصے بڑے ہو جاؤ کہ تمہارے والد اس انتظار میں ہیں ہر چیز تمہارے سپرد کر دیں بلکہ اسی دن جب ان کو معلوم ہو کہ تم ان سے زیادہ سمجھ رکھتے ہو وہ اپنی ذات اور اپنے کل مقبوضات

تمہارے سپرد کر دیں گے۔
اس نے کہا مجھے تعجب نہ ہوگا۔
میں نے کہا نہ مجھ کو تعجب ہوگا۔ مگر پھر کیا تمہارا ہمسایہ اسی ضابطہ پر چلتا ہے جو تمہارے والد نے تمہارے لیے اختیار کیا ہے؟ کیا تم کو توقع ہے کہ وہ اپنا گھر تمہارے سپرد کر دیگا کہ انتظام کرو جب اس کو خیال ہو کہ تم کو گھر کے بند و بست کا عمدہ سلیقہ ہے بہ نسبت اپنے یا اس کو اپنے ہی ہاتھ میں رکھے گا؟
میں خیال کرتا ہوں کہ میرے سپرد کر دیگا۔
اور اثینیہ کے رہنے والے؟ وہ تم کو اپنے معاملات سپرد کر دیں فوراً جب ان کو معلوم ہوگا جب ان کو دریافت ہوگا کہ تم ایسے دانشمند ہو کہ اُن کا انتظام کر سکتے ہو؟
ہاں میں ایسی ہی توقع کرتا ہوں۔
133 لیکن اب آؤ میں نے پوچھا ایک شاہنشاہ کیا کرے گا؟ جب اس کا کھانا پکایا جاتا ہو کیا وہ اپنے بڑے لڑکے کو جو تخت ایشیا کا وارث ہوگا اس کی اجازت دے گا کہ اس کی یخنی میں جو چاہے جھونک دے بلکہ ہم کو ایسی اجازت دے گا اگر ہم اس کے سامنے پیش ہوں اور یہ ثابت کریں کہ ہم کو بہ نسبت اس کے بیٹے کے کھانا پکانے میں اچھا دخل ہے؟
اس نے کہا ہم کو یقیناً۔
اور شاہزادے کو وہ اجازت نہ دے گا کہ وہ ذرا سی کوئی چیز کھانے میں ڈال سکے اور ہمارے باب میں اس کو کوئی دشواری نہ ہوگی اگرچہ ہم مٹھی بھر بھر کے نمک ڈال دیں؟
ٹھیک ایسا ہی ہوگا۔
اور سنو اگر اس کے لڑکے کی آنکھوں میں کچھ فتور ہوگا کیا وہ اس کو چھونے دے گا اگر وہ صحت بخش ہنر سے اس کو ناواقف سمجھے بلکہ اس کو

منع کرے گا؟

اس کو منع کرے گا۔

مگر بجانب دیگر ہمارے خلاف اگر وہ جانتا ہو کہ ہم اس فن میں دست گاہ رکھتے ہیں میرے نزدیک وہ بالکل متعرض نہ ہوگا اگر ہم یہ چاہتے ہوں کہ بزور آنکھوں کو کھلا رکھیں اور اس میں راکھ جھونک دیں کیونکہ وہ جانتا ہے کہ ہم کو آنکھ کے بارے میں نیک نصیحت دی گئی ہے۔

سچ ہے وہ ایسا نکریگا۔

اور ایسا ہی ہر چیز کے بارے میں خواہ وہ کچھ ہی ہو۔ وہ ہمارے سپرد کرے گا نہ کہ اپنی ذات کو یا اپنے لڑکے کو اگر وہ یقین جانتا ہو کہ ہم کو اس کی زیادہ معلومات ہے بہ نسبت اس کے اور اس کے لڑکے کے۔

ضرور وہ ایسا ہی کرے گا سقراط۔

ہاں تو دیکھو میں نے کہا کہ معاملہ کس طرح واقع ہے میرے عزیز لائیسس۔ جن چیزوں کا ہم کو علم ہے سب لوگ ہم پر اعتماد کرینگے
خواہ یونانی ہوں خواہ بربری مرد ہوں خواہ عورتیں ان کے باب میں 134
جو ہماری خوشی ہو وہ کریں کوئی شخص عمداً ہمارا سدراہ نہ ہوگا اور اس میں صرف ہمیں آزاد نہ ہوں گے بلکہ ہم دوسروں پر حاکم ہوں گے اور وہ ہمارے مملوک ہوں گے اور ان سے کام لیں گے چونکہ ہم ان سے متمتع ہو سکتے ہیں وہ معاملات جن کے باب میں ہم نے ایسی بصیرت کامل حاصل کی ہے کوئی ہم کو اجازت نہ دے گا کہ جو چاہیں ہم عمل میں لائیں بلکہ جملہ اشخاص حتی المقدور اپنے آپ میں دخل دینے سے مانع ہونگے نہ صرف اجنبی بلکہ خود ہمارے والدین یا جو کوئی عزیز قریب ہو اگرچہ کوئی ہو اور ہم خود ان معاملات میں دوسروں کے محکوم ہونگے اور وہ فی الواقع دوسروں کی ملک ہوں گے ہم ان سے کوئی فائدہ نہ اٹھائنگے کیا تم

مانتے ہو کہ یہ صورت ہے ؟

میں مانتا ہوں ۔

پس کیا کوئی ہم کو اپنا دوست سمجھیں گے اور کوئی ہم سے محبت کریگا ان معاملات میں جس میں ہم کسی کے کام کے نہیں ہیں ؟

بیشک نہیں ۔

پس اس جہت سے ۔ کیا خود تمھارا باپ تم سے محبت کرے گا نہ کوئی اور کسی اور سے دنیا بھر میں جس حد تک کہ وہ نکما ہے ؟

اس نے کہا ایسا ہی معلوم ہوگا ۔

پس اگر تم علم حاصل کرو میرے بیٹے تمام انسان تمھارے دوست ہونگے تمام انسان تمھارے وابستہ ہوں گے کیونکہ تم مفید اور نیک ہوگے ورنہ کوئی تمھارا دوست نہ ہوگا تمھارا باپ یا ماں بھی یا کوئی تمھارے 135 خاندان سے ۔ اب کیا یہ ممکن ہے لائیسس ایک انسان کے لیئے کہ اپنے آپ کو بزرگ تصور کرے ایسے معاملات میں جن میں ابھی تک اس کو کوئی خیال نہیں ہے ؟

اس نے جواب دیا کیونکر ممکن ہو سکتا ہے ؟

اور اگر تم کو اب تک کسی معلم کی ضرورت جیسی تم کو ہے تو اب تک خیالات سے عاری ہو ۔

اس نے جواب دیا صحیح ہے ۔

پس یہ نہیں ہو سکتا کہ تم کو اپنی بزرگی کا خیال ہو اگر اب تک تم کو کوئی خیال نہیں ہے نہیں حقیقتاً سقراط میں نہیں دیکھتا کہ میں کیونکر ایسا کر سکتا ہوں ۔

لائیسس سے یہ جواب پا کے میں نے اپنی نظریں ہپوتھیلس کی طرف پھیریں اور قریب تھا کہ میں ایک بڑی غلطی کروں ۔ کیونکہ میرے دماغ میں تھا کہ یہ کہوں ۔ یہ وہی طریقہ ہے ہپوتھیلس کہ تم اپنے محبوب سے کلام کرو کہ اس کو منکسر المزاج بناؤ اور لڑکو نہ کہ اور اس کو مغرور بناؤ

اور اس میں مبالغہ کر رہا تم کر رہے ہو۔ اس کو ہیجان ہو کے تڑپتے دیکھ کے اس موقعہ پر جب کہ گفتگو نے یہ راستہ لیا تھا مجھے یاد آیا اگرچہ میں اس قدر قریب تھا وہ نہیں چاہتا تھا کہ لائیسس اس کو دیکھے۔ پس میں بروقت چونکا اور اس سے خطاب کرنا موقوف رکھا۔

اس وقت منکزینس پلٹ آیا اور لائیسس کے پاس بیٹھ گیا جہاں سے وہ پہلے اٹھ گیا تھا۔ اس بات پر لائیسس نے طفلانہ ناز کے طریقہ سے مجھ سے نرم آواز سے کہا اس طرح سے کہ منکزینس نہ سن سکا۔

میں کہتا ہوں سقراط تم منکزینس سے وہ بات منکزینس سے بھی کہو جو مجھ سے کہہ رہے تھے۔

میں نے جواب دیا نہیں لائیسس تم اس سے یہ کہو تم ضرور متوجہ تھے۔

اس نے جواب دیا مجھے خیال ہے کہ میں بھی متوجہ تھا۔

پس کوشش کر کے یاد کرو جہاں تک تم کر سکتے ہو تاکہ تم صاف صاف بیان سب کا دے سکو اگر کوئی بات ایسی ہو جسے تم بھول جاؤ تم مجھ سے کسی دن اس کے بارے میں دریافت کر لو۔ جب تم اول بار مجھ سے ملو۔ 136

میں نے جواب دیا اچھا میں جیسا تم کہتے ہو وہی کرونگا سقراط بدل و جان کیونکہ تم مجھ کو حکم دیتے ہو مگر یاد رکھو تم میری مدد کو آنا اگر منکزینس مجھ کو بہکائے۔ تم جانتے ہو کیا تم نہیں جانتے کہ وہ تنازع کا شایق ہے۔

اوہ میں خوب جانتا ہوں۔ اور یہی سبب ہے کہ میں چاہتا ہوں تم اس سے گفتگو کرو۔

تاکہ میں اپنے آپ کو مسخرہ بناؤں کیوں نہ؟

واہ صاحب نہیں سقراط بلکہ اس لیئے کہ تم اس کو مغلوب کر دو۔

میں نے کہا اس کو مغلوب کر دوں بیشک۔ یہ ایسا سہل معاملہ نہیں ہے وہ زبردست آدمی ہے یہ شخص سٹی سیپس کا شاگرد رشید ہے اور اس کا استاد بھی یہاں موجود ہے اس کی مدد کے واسطے۔ تم نہیں دیکھتے؟ سیٹی سیپس۔

اس نے کہا سقراط تم کسی کے بارے میں تکلیف نہ کرو بلکہ اس پر حملہ شروع کر دو۔

میں نے کہا جو تمہاری مرضی ہو۔

اس نقطہ پر ہمارے مشغلے کے سٹی سیپس نے آواز سے کہا۔ یہ تم دونوں کس ضیافت کو اڑا رہے ہو آپ ہی آپ اور ہمارا حصہ ندارد؟

میں نے کہا۔ کچھ خوف نہیں ہے تم بھی حصہ پاؤ گے۔ اس موقع پر میں نے کچھ کہا ہے کہ لائسیس نہیں سمجھ سکتا۔ اگرچہ وہ کہتا ہے۔ 137
میرا خیال ہے کہ منکزنیس جانتا ہے اور مجھ سے کہتا ہے کہ اس سے پوچھو۔

اس نے جواب دیا پھر تم کیوں اس سے نہیں پوچھتے؟

میں نے جواب دیا۔ یہی تو میں کرنا چاہتا ہوں۔ جواب دیے منکزنیس جو سوال میں پوچھتا ہوں۔ اپنے بچپن سے مجھے ایک خاص خیال ہے ہر شخص کو ہوتا ہے۔ کسی کو گھوڑوں کا شوق ہے کسی کو کتوں کا شوق ہے تیسرے کو روپیہ کا۔ کسی کو عہدہ کا۔ میں بجائے ان کے خود ان چیزوں کو استقلال سے دیکھتا ہوں۔ مگر دوستوں کے حاصل کرنے کے لئے بالکل ایک عاشق کے شوق سے اور مجھے ایک اچھا دوست پیدا کرنیکا شوق بہترین بٹیر یا مرغ بلکہ دنیا بھر سے بڑھا ہوا ہے۔ میں ان میں سے ایک گھوڑے اور کتے دونوں پر ترجیح دیتا ہوں نہیں میں کامل یقین رکھتا ہوں کہ میں جلد تر ایک دوست یا رفیق کو بہ نسبت کل دولت داریوس کے بلکہ خود داریوس سے بہتر جانوں گا۔ میں اسقدر

شائق دوستی کا ہوں۔ لہذا مجھے تم کو اور لائسیس کو دیکھ کے حیرت ہے کہ خود رفتہ ہو جاتا ہوں اور میں تم کو بہت خوش و خرّم سمجھتا ہوں کہ اس سن میں تم کو ایسا خزانہ دستیاب ہوا اس عجلت اور سہولت کے ساتھ۔ یہ تم ہو منکر نہیں کہ تم کو اس قدر جلد ایک سچا دوست لائسیس کی ذات میں بہم پہونچا اور اس نے ایسا ہی خزانہ تم میں پایا۔ درحالیکہ میں بخلاف تمھارے اس دولت کی دستیابی سے اس قدر دور ہوں میں یہ بھی تو نہیں جانتا کہ کیونکر ایک شخص دوسرے کا دوست ہو جاتا ہے مگر میں تم سے بہ حیثیت ایک ماہرِ فن کے مرافعہ کرتا ہوں۔ مجھے اس کا جواب دو۔ جب ایک شخص دوسرے سے محبت کرتا ہے ان دونوں سے کون دوست ہوتا ہے۔ عاشق معشوق کا دوست ہوتا ہے یا معشوق عاشق کا؟ یا اس میں کوئی فرق نہیں ہے؟ اس نے جواب دیا جہاں تک میرا تجربہ ہے میں دنیا میں کسی کو دوست نہیں پاتا۔

میں نے کہا یہ کیونکر کیا دونوں دوست نہیں اگر صرف ایک 138
محبت کرتا ہے؟

اس نے جواب دیا میں یہی خیال کرتا ہوں۔

بیشک! کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ ایک شخص جو محبت کرتا ہے وہ اس کے عوض میں محبت نہ کیا جائے اس کے محبوب کی طرف سے؟

یہ ہے۔

نہیں بلکہ یہ ممکن نہیں ہے اس کے لیے کہ اس سے نفرت کیجائے؟ اگر میں غلطی پر نہ ہوں تو وہ سلوک جس کو عاشق اکثر گمان کرتے ہیں کہ ان کے معشوق ان کے ساتھ روا رکھتے ہیں اگرچہ وہ اپنے محبوب کے ساتھ ایسی محبت کرتے ہیں جس قدر ممکن ہے ان کو گمان ہوتا ہے کہ ان کے ساتھ اس کے عوض میں ایسی محبت نہیں کیجاتی بلکہ یہ گمان کرتے ہیں کہ ان سے نفرت کی جاتی ہے۔ کیا تم نہیں گمان کرتے کہ یہ سچ ہے؟

اس نے جواب دیا بالکل سچ ہے۔

اچھا ایسے مقدمہ میں جیسا کہ یہ ہے ایک محبت کرتا ہے اور دوسرے سے محبت کی جاتی ہے۔

ٹھیک یہی ہے۔

ان میں سے کون کس کا دوست ہے؟ عاشق معشوق کا۔ خواہ اس سے اس کے عوض محبت کی جائے خواہ نہ کی جائے۔ اور اگر اس سے نفرت بھی کی جائے یا معشوق ہو عاشق کا؟

یا نہ دوست ہے دوسرے کا اور نہ دونوں ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں؟

یہ پچھلا بیان یقیناً یہی صورت معلوم ہوتی ہے سقراط۔

اگر ایسا ہے۔ میں نے بیان کیا۔ تو ہمارا خیال اب بدل گیا ہے۔ بہ نسبت سابق کے پس یہ معلوم ہوا کہ اگر ایک محبت کرتا ہے دونوں دوست ہیں۔ اور اب یہ ہے کہ اگر دونوں نہ محبت کریں دونوں دوست نہیں ہیں۔

ہاں مجھے خوف ہے ہم نے خود ہی اپنا نقض کر دیا۔

139 جب یہ صورت ہے پس عاشق کا کوئی دوست نہیں ہے کسی میں کہ اس سے کوئی عوض میں محبت نہیں کرتا۔

ظاہرا تو نہیں کرتا۔

لوگوں کا کوئی دوست گھوڑوں میں نہیں ہے جبتک کہ ان کے گھوڑے بالعوض ان سے محبت نہ کریں نہ بٹیروں میں نہ کتوں میں۔ نہ شراب میں یا جمناسٹک میں جبتک ان کی محبت کی مکافات نہ کی جائے۔ نہ دانش میں جبتک کہ دانش ان سے بالعوض محبت نہ کرے۔ لیکن ان میں سے جملہ صورتوں میں شخص شے کو دوست رکھتا ہے مگر شے اُس کو دوست نہیں رکھتی۔ اور شاعر غلط کہتا ہے جو یہ کہتا ہے۔

شاد ہے وہ شخص دوست رکھتا ہے اپنے بچوں میں۔

دوست رکھتا اپنے شکاری کتوں میں دوست رکھتا ہے دور و دراز

ملکوں میں۔

میں نہیں کہتا سقراط کہ شاعر غلط کہتا ہے۔

لیکن تم خیال کرتے ہو کہ وہ صحیح کہتا ہے؟

ہاں میں یہی خیال کرتا ہوں۔

یہ معلوم ہوتا ہے منکزینس کہ عاشق کا دوست معشوق کی ذات میں موجود ہے خواہ معشوق اس سے محبت کرے خواہ نفرت ہی کیوں نہ کرے۔ جیسے بہت چھوٹے بچے جواب تک اس سن کو نہیں پہنچے کہ محبت کریں نہ اتنے بڑے ہیں کہ نفرت کا احساس کریں جب باپ یا ماں ان کو سزا دیتے ہیں ٹھیک اسوقت جبکہ وہ دوستوں سے نفرت کرتے ہیں بمقابلہ والدین کے بہت ہی اعلیٰ درجہ کی نفرت۔

ہاں یہی صورت ظاہر ہوتی ہے۔

پس اس استدلال سے عاشق دوست نہیں ہوتا بلکہ وہ جس سے محبت کی جائے۔

ظاہر ہے۔

اور اسی طرح جس سے نفرت کی جائے وہ دشمن ہے نہ کہ نفرت کرنے والا۔

صاف ظاہر ہے۔ 140

پس اکثر ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ لوگوں سے دشمن محبت کرتے ہیں اور نفرت کرتے ہیں دوست ـ یعنی دوست ہیں اپنے دشمنوں کے اور دشمن ہیں اپنے دوستوں کے۔ اگر یہ سچ ہو کہ جس سے محبت کی جائے وہ دوست ہے نہ کہ عاشق لیکن یقیناً میرے پیارے منکزینس یہ بالکل غیر معقول ہے نہیں بلکہ میں خیال کرتا ہوں بالکل غیر ممکن ہے انسان کے لئے کہ وہ دشمن ہو دوست کا اور دوست ہو اپنے دشمن کا۔

ہاں سقراط یہ بالکل غیر ممکن معلوم ہوتا ہے۔

اچھا پس اگر یہ غیر ممکن ہو ضرور ہے کہ عاشق دوست ہے معشوق کا

صاف ظاہر ہے۔

اور اسی طرح نفرت کنندہ ضرور ہے کہ دشمن ہو اس چیز کا جس سے نفرت کی جائے۔

ضرورتاً۔

پس اگر یہ سچ ہو ضرور ہے کہ ہم اس نتیجہ پر پہنچیں جیسے ہم نے پہلی صورت میں یعنے یہ اکثر واقع ہوتا ہے کہ انسان دوست ہو ایک شخص کا جو دوست نہیں ہے نہیں بلکہ دشمن ہے جیسے اکثر وہ جس سے محبت نہیں کی جاتی بلکہ نفرت کی جاتی ہے نفرت کنندہ ایسا شخص ہے جس سے وہ محبت کرتا ہے اور اکثر یہ کہ وہ دشمن ہے اس شخص کا جو دشمن نہیں ہے بلکہ دوست ہے اور اکثر یہ کہ وہ دشمن ہے ایسے شخص کا جو دشمن نہیں ہے بلکہ دوست ہے جیسا کہ اکثر اس سے نفرت نہیں کی جاتی بلکہ محبت اس شخص کی ذات سے جس سے وہ نفرت کرتا ہے۔

نہیں مجھکو خوف ہے کہ ہم ایسا نہیں کر سکتے۔

میں نے کہا پس ہم کو کیا کرنا چاہئے کہ نہ تو وہ جو محبت کرتے ہیں دوست ہیں نہ وہ جن سے محبت کی جاتی ہے۔ پھر نہ وہ جو محبت بھی کرتے ہیں اور جن سے محبت بھی کی جاتی ہے؟

کیا اور لوگ ہیں سوا ان کے جن کو ہم کہیں کہ ایک دوسرے کے دوست ہو جاتے ہیں؟

اس نے کہا سقراط میں تم سے سچ کہتا ہوں مجھے اپنا راستہ بالکل نہیں 141
دکھائی دیتا۔

میں نے کہا کیا یہ ممکن ہے منکزینس کہ اول سے آخر تک ہم انہی تحقیقات میں نامناسب راستے پر چل رہے تھے؟

لائیسیس نے ذرا چلا کے کہا سقراط مجھے یقین ہے کہ یہی حال ہے۔ اور جب اس نے یہ کہا تو شرما گیا۔ کیونکہ یہ الفاظ اس کے منہ سے بیساختہ نکل گئے اس کی مرضی کے خلاف اس دلچسپی کی شدت میں جو وہ اس گفتگو میں

لے رہا تھا۔ یہ حال اس کے بشرہ سے پیدا تھا ہمارے اثنائے کلام میں۔

میں نے چاہا کہ منکسینس کو اس حیرت سے مہلت دوں اور میں دوسرے کی ذہانت پر فریفتہ تھا میں لائسیس کی طرف متوجہ ہوا اور روئے سخن اس کی طرف کرکے یہ کہا ہاں لائسیس تم بالکل حق پر ہو اس بیان میں کہ اگر ہم اپنی تحقیقات مناسب طور سے جاری کرتے تو ہم اس طرح گمراہ نہ ہوتے اب ہم تحقیق کو اس راہ پر جاری نہ رکھیں گے کیونکہ میں راستہ کو بہت دشوار گزار پاتا ہوں۔ اب ہم کو پھر اس نقطہ پر پلٹ کے جانا چاہیئے جہاں سے ہم ایک طرف ہو گئے تھے اور ہم کو شعرا کے قدم بقدم چلنا چاہیئے۔ کیونکہ میں جانتا ہوں شعرا ہمارے لئے ایسے ہی نیک ہیں جیسے باپ اور مرشد عقل کے معاملات میں۔ اچھا تو شعرا اگر میں غلطی نہ کرتا ہوں کچھ ایسا خفیف دعویٰ نہیں کرتے ان لوگوں کے لئے جو دوست واقع ہوئے ہیں بلکہ ہم سے کہتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ خود ان کو دوست بناتا ہے کہ ان کو ایک دوسرے کے پاس پہنچا دیتا ہے اگر مجھے درست یاد ہو وہ اپنی رائے اس طرح ظاہر کرتے ہیں۔

میں یقین کرتا ہوں خدائے تعالیٰ مثل انسانوں کے مثل کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

اوران کو پہنچوا دیتا ہے ‘المثل یمیل الی المثل’ 142

تم نے یہ مصرعہ دیکھا ہے۔ کیا نہیں دیکھا ؟ ‘الجنس یمیل الی الجنس’

او ہاں۔

اور فاضل بزرگوں کی تحریرات میں بھی دیکھا ہے جو ہم کو یہی افسانہ سناتے ہیں یعنی کہ مثل ہمیشہ مثل کا دوست ہوتا ہے۔ اور یہ وہی لوگ ہیں۔ اگر میں غلطی نہ کرتا ہوں جو فطرت اور عالم کے باب میں تقریر اور تحریر کیا کرتے ہیں۔

سچ ہے وہ ایسا کرتے ہیں۔

میں نے پوچھا کیا تم خیال کرتے ہو کہ وہ جو کچھ کہتے ہیں صحیح ہے ؟

اس نے کہا شاید۔

میں نے جواب دیا نصف میں شاید اور شاید کل میں صرف ہم سمجھتے نہیں
کیونکہ جیسا ہم پر ظاہر ہوتا ہے جسقدر شریر آدمی ایک دوسرے کے پاس آتے
ہیں اور جسقدر زیادہ وہ ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں وہ زیادہ تر دشمن ہوجاتے
ہیں کیونکہ وہ ایک دوسرے کو ضرر پہنچاتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں یہ غیر ممکن
ہے کہ انسان دوست ہوں کہ وہ ضرر پہنچائیں اور ان کو ضرر پہنچایا جائے
تا ان کی باری سے

اس نے جواب دیا ایسا ہی ہے۔

پس اس سے یہ ظاہر ہوگا کہ ان کا نصف اظہار صحیح نہیں ہو سکتا۔
اگر ہم سمجھیں کہ ان کی مراد یہ ہے کہ شریر آدمی ایک دوسرے کے مثل ہوتے
ہیں۔

ایسا ہی ہوگا۔

مگر میں خیال کرتا ہوں کہ ان کی یہ مراد ہے کہ نیک مثل نیک کے اور
ان کے دوست ہوتے ہیں مگر بد جیسا ان کے بارے میں ایک اور مقام
پر کہا گیا ہے اپنے مثل بھی نہیں ہوتے بلکہ مختلف ہیں اور ان کا کوئی شمار نہیں
ہے۔ اور جب کوئی شئے مثل نہ رکھتی ہو اور بذات خود اختلاف رکھتی ہو میں
خیال کرتا ہوں کہ وہ مدت میں مثل کسی اور شئے کے اور اس کی دوست ہوگی
143 کیا تم بھی ایسا خیال نہیں کرتے؟

اس نے جواب دیا میں ایسا ہی خیال کرتا ہوں۔

لہذا جب اے میرے دوست مصنف بیان کرتے ہیں کہ مثل مثل کا
دوست ہوتا ہے ان کی مراد یہی ہے۔ میرا خیال ہے۔ وہ یہ کہنا چاہتے
ہیں کہ نیک آدمی صرف نیک کا دوست ہوتا ہے۔ لیکن یہ کہ بد آدمی سچی
دوستی کا معاہدہ نہیں کرتا نہ نیک آدمی کے ساتھ نہ بد کے ساتھ۔ کیا تم اتفاق
کرتے ہو؟ اس نے رضامندی کا اشارہ کیا۔ میں نے کہا پس اب ہم یہ جانتے
ہیں کہ وہ کون ہیں جو دوست ہوتے ہیں۔ کیونکہ ہماری بحث ہم پر ثابت
کرتی ہے کہ یہ وہی لوگ ہیں جو نیک ہوں۔

اس نے کہا یہ امر بخوبی واضح ہے۔

میں نے جواب دیا اور ایسا ہی میں بھی سمجھتا ہوں۔ مگر اس طریق میں کوئی بات ہے جو مجھ کو کھٹکتی ہے لہذا ہم کو بمدد خدا یہ دیکھنا چاہیئے کہ وہ کیا چیز جس کا مجھ کو شبہ ہے۔ مماثل آدمی دوست ہوتے ہیں مماثل آدمیوں کے جس حد تک کہ وہ مماثل ہیں اور ایسا آدمی ایسے آدمی کے لئے مفید ہے۔ بلکہ ہم اس قول کو اس طرح ادا کریں گے کوئی خوبی یا ضرر ہے جو ایک مماثل شئے مماثل کو پہنچا سکتی ہے جو وہ اپنی ذات کے ساتھ نہیں کر سکتی؟ کوئی ایسی شئے ہے جو اس کے ساتھ ہو سکتی ہے جو یہ خود اپنی ذات کے ساتھ نہیں کر سکتی۔ اور اگر نہ ہو تو کیونکر ایسی چیزیں ایک دوسرے کی رعایت کر سکتی ہیں جبکہ ان کے پاس کوئی ذریعہ ایک دوسرے کی اعانت کا نہیں ہے؟ کیا ایسا امکاناً ہو سکتا ہے؟

نہیں ممکن نہیں ہے۔

اور اگر کسی چیز کا پاس نہ کیا جائے تو کیا وہ دوست ہو سکتی ہے؟

یقیناً نہیں

لیکن تم کہو گے مماثل آدمی نہیں ہوتا دوست مماثل آدمی کا۔ مگر نیک دوست ہوگا نیک کا جس حد تک وہ نیک ہے نہ اس حد تک کہ وہ مماثل ہے۔ 144

شاید میں کہوں۔

اور میں جواب دوں گا کیا نیک آدمی جس حد تک کہ وہ نیک ہے پایا جائے گا کافی اپنے لئے؟

ہاں

اور اگر کافی ہوگا تو اس کو کسی چیز کی حاجت نہ ہوگی جہاں تک کہ اس کے کافی ہونے کی حد ہے۔

بیشک نہیں۔

اور اگر اس کو کسی چیز کی حاجت نہیں ہے اس کو کسی چیز کا پاس بھی

محسوس نہ ہوگا۔

یقیناً نہیں۔

اور جس کا پاس اس کو محسوس نہیں ہوتا وہ محبت نہیں کرسکتا۔

وہ نہ کرے گا۔

اور اگر وہ محبت نہیں کرتا وہ دوست نہ ہوگا۔

ظاہراً نہیں۔

پس مجھ کو تعجب ہے کہ نیک کیونکر دوست ہوسکتے ہیں نیکوں کے جبکہ عدم موجودگی میں وہ ایک دوسرے کے لئے افسوس نہیں کرتے۔ کیونکہ وہ بذات خود کافی ہیں جبکہ جدا ہوں اور جب حاضر ہوں تو کسی کے لئے ان کو ایک دوسرے کی حاجت نہیں ہے؟

کیا کوئی طریقہ ممکن ہے جس سے ایسے لوگ ایک دوسرے کی خبرداری کے لئے لائے جاسکتے ہیں۔

کوئی نہیں۔

اور اگر وہ ایک دوسرے کی خبر نہیں لیتے وہ امکاناً دوست نہیں ہوسکتے۔

سچ ہے نہیں ہوسکتے۔

پس ہوشیار ہو اور دیکھو لائیسس ہم کیونکر غلطی میں پڑے۔ اگر میں غلطی نہ کرتا ہوں تو ہم اس سب میں دھوکا کھاگئے نہ صرف نصف میں۔

145 اس نے پوچھا یہ کیونکر؟

میں نے جواب دیا ایک مرتبہ میں نے یہ مقولہ سنا جو ابھی اس لمحہ میں میری ذہن کے سامنے چمک کر آگیا وہ یہ تھا کہ کوئی چیز ایسی دشمن مماثل کی نہیں ہے جیسے مماثل کوئی ایسا دشمن نیک کا نہیں ہے جیسے نیک۔ اور منجملہ اور دلائل کے میرے خبر دہندہ ہزیود کی سند پیش کی اور اس کا قول مجھ سے بیان کیا کمھار ہمیشہ کمھار سے جھگڑا کرتا ہے اور بھاٹ بھاٹ سے اور غریب غریب سے۔

اور اس نے اس میں یہ اضافہ کیا ایک کلّی اور خطا نکرنے والے قانون

سے کہ دو چیزیں جسقدر قریب ہوں گی مشابہت میں ویسا ہی کامل ان میں حسد اور تنازع اور تنافر ہوگا اور جس قدر زیادہ عدم مشابہت ہوگی اسی قدر زیادہ دوستی ہوگی۔ کیونکہ غریب اپنے آپ کو امیر کی دوستی پر مجبور کرتے ہیں اور کمزور زورآور ان سے استمداد کرنے کے لئے۔ بیمار آدمی طبیب کا دوست ہوگا اور مختصر یہ ہے جو بے علم ہے ضرور ہے کہ لحاظ اور محبت کا احساس کرے صاحب علم سے۔ اس نے بیان کیا نہیں بلکہ اس نے نہایت شان و شوکت کے ساتھ اس مطلب کو بیان کیا کہ مثل اسقدر مثل سے دور ہے کہ بالکل تقابل کا معاملہ ہے جسقدر زیادہ دو چیزیں ضد ہیں اتنے ہی زیادہ وہ ایک دوسرے کی دوست ہیں کیونکہ ہر چیز اپنی ضد کے لئے ملتجی ہے نہ مثل کے لئے خشک ملتجی ہے تر کے لئے سرد گرم کے لئے تلخ شیریں کا تیز کند کے لئے خالی بھرے کے لئے بھرا ہوا خالی ہونے کے لئے۔ اور ہر شئے دیگر اسی قاعدہ کی پابندی کرتی ہے۔ کیونکہ ضد غذا ضد کی ہے مثل مثل سے کوئی فائدہ نہیں پا سکتا۔ اور میں تم کو یقین دلاتا ہوں میں نے اس کو بہت ہی ہوشیار خیال کیا جب اس نے یہ سب کہا اس نے اپنا مقدمہ ایسی اچھی طرح بیان کیا۔ لیکن تم اے میرے دوست اس کو کیا خیال کرتے ہو؟ 146

منکزینس نے کہا اوہ اول اس کو سنا بہت ہی خوب معلوم ہوا۔

پس کیا ہم اس کو تسلیم کرتے ہیں کہ کوئی چیز ایسی درست نہیں ہے کسی چیز کی جیسی ضد؟

ہر طور۔

لیکن اگر ہم ایسا کریں منکزینس تو کیا فوراً اور اسی طرح اور خوش خوش ہم پر وہ کل علوم کے جاننے والے نہ خروج کریں گے جو مناظرہ کے استاد تھے اور ہم سے سوال کریں گے کیا کوئی چیز دنیا میں ایسی ضد ہے جیسے دشمنی کی ضد دوستی ہے؟ اور اگر وہ یہ کریں تو ہمارا جواب کیا ہوگا؟ کیا ہم کو اقرار نہ کرنا پڑے گا کہ وہ حق پر ہیں؟

نہیں ہم نہیں کر سکتے۔

تو پھر وہ کہیں گے کیا دوستی دوست سے دشمنی کی یا دشمنی دوستی کی ؟

اس نے جواب دیا نہ یہ نہ وہ ۔

مگر میں خیال کرتا ہوں کہ انصاف دوست ہے ناانصافی کا اعتدال دوست ہے عدم اعتدال کا نیکی بدی کی ۔

نہیں میں نہیں خیال کرتا کہ یہ صورت ہو سکتی ہے ۔

میں نے جواب دیا اگر ایک چیز دوست ہو دوسری چیز کی بسبب ضد ہونے کے تو یہ چیزیں ضرور دوست ہونگی ۔

اس طرح ان کو اس کی اجازت دینا چاہئے ۔

میں خیال کرتا ہوں اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ نہ تو مثل دوست ہے مثل کا نہ ضد دوست ہے ضد کا ۔

147 ظاہراً ایسا ہی نتیجہ نکلتا ہے ۔

میں نے کہا پس ہم کو پھر نظر کرنا چاہئے اور دیکھنا چاہئے کہ ہم اب بھی ویسے ہی ہیں جیسے دور تھے دوستی کے دریافت کرنے سے کیونکہ یہ ان چیزوں سے کوئی نہیں ہے جن کا میں نے ذکر کیا ہے لیکن آیا وہ چیز جو نہ اچھی ہے نہ بری ہے ممکن ہے کہیں وہ نہ نکلے خواہ وہ کتنی ہی دیر کرے نیک کی دوستی میں ۔

اس نے پوچھا ۔ تمھاری کیا مراد ہے ؟

کیوں میں نے کہا سچ تو یہ ہے کہ میں خود نہیں جانتا اس مضمون کی پیچیدگی نے ایسا ہی حیران کیا ہے ۔ میرا میلان اگرچہ اس خیال کی طرف لئے جاتا ہے کہ اس قدیم مثل کے الفاظ پہ توجہ کروں کہ خوبصورت دوست ہے ۔ یقیناً دوستی کی صورت ظاہری نرم اور صاف اور چکنی ہوتی ہے اور گمان غالب ہے کہ چونکہ وہ اس صفت سے موصوف ہے کہ وہ ہماری انگلیوں میں رواں ہوکے آسانی سے کھسک جاتی ہے ۔ پس میری یہ رائے ہے اسلئے میں کہتا ہوں کہ نیک خوبصورت ہے ۔ کیا تم ایسا خیال نہیں کرتے ؟

اس نے کہا میں ایسا خیال کرتا ہوں ۔

اس کے علاوہ میں کہتا کہ ایک پیش بینی کی بصیرت سے کہ خوبصورت اور نیک ہیں وہ چیز جو نہ نیک ہے نہ بد وہ دوستی کی صفت سے موصوف ہے اور میری عقل سے اس پیش بینی میں جو ظاہر ہوتا ہے وہ میں تم سے بیان کرتا ہوں ۔ مجھے ادراک ہوتا ہے تین مختلف طبقوں کا نیک بد اور تیسرے وہ جو نیک ہے نہ بد ہے۔ کیا تم اس امتیاز کی اجازت دیتے ہو؟

میں دیتا ہوں۔

نیک دوست ہے نیک کا یا بد بد کا یا نیک بد کا ہماری سابق کی حجت اس کے یقین کرنے سے مانع ہوتی ہے۔ پس یہ باقی رہتا ہے کہ اگر کوئی
چیز دوست ہے 148
کسی کی تو وہ نہ نیک ہے نہ بد ہے ضرور ہے کہ دوست ہو یا نیک کی یا اس کی مماثل ہے۔ کیونکہ مجھ کو یقین ہے کوئی چیز بد کی دوست نہیں ہوتی۔

سچ ہے۔

نہ مثل دوست ہے مثل کی یہ بھی ہم کہہ چکے ہیں۔ کیا ہم نے نہیں کہا؟

میں نے کہا ہے۔

پس وہ جو نہ نیک ہے نہ بد ہے وہ بھی دوست نہ ہوگی اس چیز کی جو اپنے مثل ہے۔

صاف ظاہر ہے کہ نہیں۔

پس یہ نتیجہ نکلتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ دوستی ہو سکتی ہے درمیان نیک کے اور اس کے جو نہ نیک ہے نہ بد ہے۔

ضرورتاً جیسا کہ ظاہر ہوتا ہے۔

میں بیان کرنے لگا پس تم کیا خیال کرتے ہوئے میرے بچو کیا اس بحث کی موجودہ حالت ہم کو راہ مستقیم پر لئے جاتی ہے؟ اگر ہم غور سے دیکھیں تو ہم کو معلوم ہو کہ ایک بدن جس کی صحت درست ہے اس کو کوئی احتیاج فن طب کی نہیں ہے یا کسی قسم کی مدد کی کیونکہ وہ کافی ہے اپنے لئے اور اسی لئے کوئی شخص جس کی صحت درست ہے وہ دوستدار نہیں ہے

طبیب کا بہ سبب اپنی صحت کے۔

اس نے جواب دیا یہی درست ہے۔

مگر بیمار آدمی میں خیال کرتا ہوں دوست دار ہے بسبب اپنی بیماری کے۔

بلاشک۔

بیماری تم مانو گے کہ ایک عیب ہے اور فن طبابت مفید بھی ہے اور اچھا بھی ہے۔

ہاں۔

لیکن اگر میں غلطی نہ کروں تو بدن جس حد تک کہ وہ بدن ہے نہ اچھا ہے نہ برا۔

149 ٹھیک۔

ہر ایک بدن اگرچہ مجبور رہے بسبب بیماری کے کہ قبول کرے اور محبت کرے فن طب سے۔

میں یہی خیال کرتا ہوں۔

پس وہ جو چیز جو نہ بری ہے نہ اچھی ہے دوستدار ہو جاتی ہے نیک کی بسبب موجودہ ہونے بدی کے۔

ظاہر ہے۔

لیکن بداہتہً یہ ایسی ہو جاتی ہے قبل اس کے کہ بذات خود بُری بنائی جائے بسبب بدی کے جو اس میں موجود ہے کیونکہ جب وہ ایک بار بری ہو جاتی ہے یہ پھر تم اس کو مانو گے نہ آرزومند ہو گی نہ دوست دار ہو گی نیکی کی کیونکہ ہم نے کہا ہے ممکن نہیں ہے کہ دوستدار ہو نیکی کی۔

نہیں یہ امکاناً نہیں ہو سکتی۔

اب توجہ کرو کہ میں کیا کہتا ہوں کہ بعض چیزیں بسبب اس چیز کے جو آپس میں موجود ہے اس کے سبب سے ویسی ہو جاتی ہیں اور بعض چیزیں ایسی نہیں ہیں مثلاً اگر تم کسی چیز کو کسی رنگ سے رنگو وہ رنگ جو رنگتا ہے موجود ہے

اس چیز کے ساتھ جس کو اس نے رنگا ہے۔

بیشک ہے۔

پس اس عمل کے بعد رنگی ہوئی چیز (جوہر) باعتبار رنگ کے ویسی ہے جو اس کے رنگنے میں مستعمل ہوئی ہے؟

اس نے کہا میں نہیں سمجھتا۔

میں نے کہا۔ مگر تم اس طرح سمجھو گے اگر کوئی شخص تمھارے سنہری زلفوں کو سفیدے سے رنگے کیا وہ بعد رنگنے کے فی الواقع سفید ہوں گے یا ظاہراً سفید؟

ظاہراً ہوں گے۔

تاہم سفیدی بہر طور موجود ہوگی ان کے ساتھ۔

سچ ہے۔ 150

تاہم وہ اب بھی زیادہ سفید نہ ہوں گے اس حساب سے لیکن گو کہ سفیدی موجود ہے ان کے ساتھ وہ نہ سفید ہیں نہ سیاہ

ٹھیک ویسا ہی ہے۔

مگر جب میرے پیارے لائسیس بڑھاپا ان پر اس رنگ کو لاتا ہے پس وہ درحقیقت وہی ہوجاتے ہیں جیسا (رنگ) ان کے ساتھ موجود ہے۔

یعنی سفید بسبب موجود ہونے سفید کے۔

ہاں بیشک ایسے ہی ہوجاتے ہیں۔

پس یہ سوال ہے جو میں پوچھنا چاہتا ہوں۔ اگر ایک چیز کسی شئے (جوہر) کے ساتھ موجود ہو تو کیا وہ جوہر بھی ویسا ہی ہوجاتا ہے جو اس کے ساتھ موجود ہے یا وہ ایسا ہوگا کہ وہ شئے موجود ہے چند شرائط کے تحت میں اور بعض شرائط کے تحت میں نہیں؟

اس نے کہا بلکہ امر دیگر۔

پس وہ جو نہ بد ہے نہ نیک ہے بعض صورتوں میں جب بدی موجود ہو اس کے ساتھ اب تک وہ بد نہیں ہے دوسری صورتوں میں وہ ایسا ہی

ہو گیا ہے۔

ٹھیک۔

میں نے کہا تو اچھا جبکہ وہ بد نہیں ہے اب تک اگرچہ بدی اس کے ساتھ موجود ہے یہی موجودگی بدی کی اس کو آرزومند کرتی ہے نیکی کا مگر موجودگی جو اس کو بد کر دیتی ہے اس کو محروم کر دیتی ہے اسی وقت میں اس کی آرزو سے اور دوستی سے نیک کی۔ کیونکہ اب وہ ایک چیز ہے نہ بد، نہ نیک بلکہ وہ اب بد ہے اور بد کو ہم نے کہا نیک سے دوستانہ نہیں رکھتی۔

سچ ہے نہیں ہو سکتی۔

پس اسی بنیاد پر ہم یہ بھی کہیں گے کہ وہ لوگ جو بالفعل دانشمند ہیں
اب وہ دانش کے دوست نہیں ہیں خواہ وہ دیوتا ہوں خواہ انسان ہوں نہ 151
وہ دوست ہیں دانش کے جو اس طرح سے حماقت رکھتے ہیں کہ وہ بد ہوں کیونکہ کوئی بد اور جاہل آدمی دوست نہیں ہے دانش کا۔ اب وہ لوگ باقی رہتے ہیں جو بیشک یہ بدی رکھتے ہیں بدی حماقت کی لیکن وہ اب تک اس کے نتیجے میں احمق یا جاہل ہیں۔ مگر اب تک سمجھتے ہیں کہ وہ نہیں جانتے ان چیزوں کو جن کو نہیں جانتے۔ اور اس طرح تم دیکھتے ہو یہ وہ لوگ ہیں جو نہ نیک ہیں نہ بد ہیں اب تک جو دوست ہیں دانش کے (فلاسفہ) مگر جو بد ہیں دوست نہیں ہیں اور نہ پھر نیک کیونکہ ضد دوستدار نہیں ہے ضد کا نہ مثل مثل کا ہماری تقریر کے پہلے حصہ میں یہ واضح کر دیا گیا تھا۔ تم کو یاد ہے؟

ان دونوں نے باآواز بلند کہا اوہ! بہت کامل طور سے۔

میں نے کہا پس اب لائیسس اور مینکزینس معلوم ہوتا ہے ہم نے بلا کسی نزاع کے دریافت کر لیا تھا جیسا کہ ظاہر ہوتا ہے دوستانہ کیا ہے اور غیر دوستانہ کیا ہے۔ خواہ نفس کے باب میں خواہ جسم کے باب میں یا کسی اور چیز کے باب میں جو کچھ ہو جو نہ کو رہے جو نہ بد ہے نہ نیک ہے دوستدار ہے نیک کا بسبب موجودگی بد کے۔ اس نتیجہ کو دونوں نے تسلیم کیا دل و جان سے کامل رضامندی کے ساتھ۔

میں خود خوش تھا شکاری کی خوشی کے ساتھ جو قریب شکار پکڑنے کے ہو
مدت سے جس کے تعاقب میں ہوں میرے دل میں آیا نہیں معلوم کس طرف
سے ایک عجیب ہی قسم کا شک ۔ وہ یہ تھا کہ نتیجہ جس پر ہم پہنچے تھے صحیح نہ تھا 152
میں چلایا حیف ہے اس دن پر لائیسس افسوس منکزینس مجھ کو خوف ہے ہم نے
اپنے خزانے کا صرف خواب دیکھا ۔
منکزینس نے کہا یہ کیوں ؟
میں نے جواب دیا مجھے خوف ہے ٹھیک اسی طرح جیسے افتادہ انسانوں
کے ساتھ ہم گر پڑے ایسی کاذب استدلال کے ساتھ دوستی کی تلاش میں ۔
میں نے پوچھا تم کیا مراد لیتے ہو ؟
میں نے کہا ادھر دیکھو اگر کوئی آدمی دوست ہے تو وہ کسی کا دوست
ہے یا نہیں ؟
بیشک کسی کا دوست ہوگا ۔
لاشے کے لئے اور بحساب لاشے کے یا کسی کے واسطے اور بحساب
کسی شئے کے ؟
واسطے اور بحساب کسی شئے کے ۔
وہ چیز دوست ہے یا معشوق ہے جس کی خاطر سے وہ دوست ہے اسکے
دوست کا یا وہ نہ دوست ہے نہ دشمن ؟
میں سمجھتا ہوں نہیں پورے طور سے اس نے کہا ۔
میں نے کہا کوئی تعجب نہیں مگر شاید تم سمجھو اگر ہم یہ راستہ اختیار کریں
اور میں بھی یہ خیال کرتا ہوں بہتر سمجھیں گے جو کچھ میں کہتا ہوں ۔ بیمار دوست
ہے طبیب کا جیسا ہم نے ابھی کہا تھا ۔ کیا وہ نہیں ہے ؟
وہ ہے ۔
بیماری کے سبب سے صحت کے لئے ؟
ہاں ۔
بیماری ایک برائی ہے ؟

کوئی شبہ نہیں ہے۔

مگر صحت کیا ہے؟ میں نے پوچھا۔ بھلائی برائی یا نہ یہ نہ وہ؟

اس نے جواب دیا بھلائی ہے۔

153 ہم نے یہ اور بیان کیا میں خیال کرتا ہوں کہ بدن ایک چیز ہے نہ اچھی نہ بری بیماری کے حساب سے ــ یعنی بحساب ایک برائی کے ــ دوست ہے طبی فن کی۔ اور طبی فن ایک بھلائی ہے یہ ہے صحت کی خاطر سے اور طبی فن نے حاصل کیا ہے اس دوستی کو اور صحت ایک بھلائی ہے کیا نہیں ہے؟

ہے۔

صحت دوست ہے یا دوست نہیں ہے؟ محبوب ہے یہ مراد لیتا ہوں یا محبوب نہیں ہے؟

دوست ہے۔

اور بیماری دشمن ہے۔

قطعاً و جزاً۔

پس یہ ظاہر ہوتا ہے جو چیز نہ اچھی ہے نہ بُری ہے دوست ہے نیک کی بسبب ایک بدی کے جو دشمن ہے واسطے ایک بھلائی کے جو کہ دوست ہے؟

ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔

پس دوست دوست ہے اس کی خاطر سے جو دوست ہے بحساب اس کے جو کہ دشمن ہے؟

ظاہر ہے۔

میں نے کہا بہت خوب۔ میں نے کہا مگر چونکہ ہم پہنچ گئے ہیں اس نقطہ پر ہم کو متوجہ رہنا چاہئے۔ اے میرے بچو کہ ہم گمراہ نہ ہو جائیں۔ یہ کہ دوست ہو جاتا ہے دوست دوست کا یعنی یہ کہ مثل ہو جاتا ہے دوست مثل کا جس کو ہم نے ظاہر کیا ہے غیر ممکن یہ ایک معاملہ جس کو ہم گزرنے دیتے ہیں لیکن ایک نقطہ ہے جس پر ہم بڑی توجہ سے غور کریں گے ایسا نہ ہو کہ ہم اس موقعہ سے دھوکا کھا جائیں طبی فن ہم نے کہا تھا دوست ہے یا محبوب شئے ہے صحت کی خاطر

ہے۔

ہم نے کہا تھا۔

کیا صحت دوست بھی ہے۔

یقیناً ہے۔

کسی چیز کی خاطر سے؟ 154

ہاں۔

کسی چیز کی خاطر سے پس جو کہ دوست ہے۔ اگر یہ بھی ہمارے پہلے اقرار کی تابع ہو؟

یقیناً۔ لیکن یہ کوئی چیز ہے بھی جو دوست ہو خاطر سے کسی اور چیز کی جو دوست ہو؟

ہاں۔

کیا ہم امکاناً اس طریقہ پر چلنے سے بچ سکتے ہیں۔ اور یہ ضروری نہیں ہے کہ ہم فوراً ابتدا سے چلیں جو پھر ہم کو دوست سے دوست پر حوالہ نہ کرے بلکہ پہنچیں اس چیز کے پاس جو کہ صورت اولیٰ میں دوست ہے یا محبوب ہے اور جس کے لئے ہم کہتے ہیں کہ باقی سب محبوب ہیں؟

اس نے جواب دیا یہ ضروری ہے۔

پس یہ وہ چیز ہے جس پر میں کہتا ہوں کہ ہم کو غور کرنا چاہئیے تاکہ وہ سب دوسری چیزیں جن کو ہم نے کہا تھا کہ محبوب ہیں بہ پاس اُس ایک چیز کے ایسا نہ ہو کہ مثل اسقدر اس کے سایوں کے ہم کو غلطی میں ڈالدے بلکہ اس چیز کو ہم اول قرار دیں جو کہ حقیقتاً اور سچائی سے محبوب ہے۔ کیونکہ اس معاملہ پر ہم اس طرح نظر کریں: اگر ایک شخص کسی چیز کی بہت قیمت لگاتا ہے مثلاً اگر کوئی باپ اپنے لڑکے کی سب سے بڑھ کے قدر کرتا ہے۔ جیسا کہ اکثر واقع ہوا کرتا ہے۔ جو چیزیں اس کے پاس ہیں دنیا میں ایسا باپ بہ سبب انتہائے توجہ کے جو اس کو اپنے بیٹے پر ہے وہ اور چیزوں کی بھی بہت قدر کرے گا۔ فرض کرو مثلاً وہ سنے کہ اس کے لڑکے نے تھوڑا بچھناک پی لیا ہے وہ ایک شراب

کی بڑی قیمت لگائے اگر اس کو یقین ہو کہ وہ شراب اس کے لڑکے کو اچھا کردیگی؟
ضرور وہ ایسا کرے گا
اور اس ظرف کی بھی جس میں وہ شراب رکھی ہے ؟
یقیناً۔
کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ وہ دونوں چیزوں کی برابر قیمت قرار دیگا ایک سفال کے پیالے کی اور اپنے حقیقی فرزند کی اور ایک بوتل شراب کی ؟ یا بلکہ حقیقت یوں ہے کہ ایسی قیمت ان چیزوں کی نہیں قرار دیجاتی جو کسی اور چیز کے لئے مہیا کی جاتی ہے بلکہ اس چیز کی جس کے لئے یہ چیزیں مہیا کی گئی ہیں۔ مجھ کو انکار نہیں ہے کہ ہم اکثر سونے چاندی کی بڑی قیمت لگاتے ہیں لیکن حقیقت اس معاملہ میں بالجملہ یہ ہے ؟ نہیں جس چیز کی ہم درحقیقت قدر کرتے ہیں وہ یہ ہے خواہ وہ کچھ ہی پائی جائے جس کی خاطر سے سونا اور جملہ معین اشیا مہیا کی جاتی ہیں۔ کیا ہم ایسا نہ کہیں ؟
لاکلام۔
اور کیا یہی استدلال دوستی پر صادق نہیں آتا ؟ جب ہم کہتے ہیں ہم دوست ہیں چیزوں کے ایک چیز کی خاطر سے جو ہماری دوست ہے ہم صاف طور سے نہیں استعمال کرتے ایک حد ان کے لحاظ سے جو کہ تعلق رکھتی ہے ایک اور چیز سے ؟ اور کیا وہی فقط درحقیقت دوست معلوم ہوتی ہے جس میں وہ دوستیاں گویا تمام ہوتی ہیں ؟
اس نے کہا ہاں یہ حقیقت معلوم ہوگی۔
لہذا جو چیز دراصل دوست ہے یا محبوب ہے وہ محبوب نہیں ہوتی کسی دوسری شئے محبوب کی خاطر سے۔
یقیناً نہیں۔
اب اس نقطہ کو ہم چھوڑتے ہیں چونکہ کافی طور سے ثابت ہو چکا ہے۔ لیکن آگے چلنے کے لئے دوست خوب ہے ؟
میں بھی یہ خیال کرتا ہوں۔

اور نیک سے محبت کی جاتی ہے بحساب بدی کے۔ اور صورت حال اس طرح ہے۔ اگر تین طبقوں سے جن کو ہم نے ممیز کیا ہے نیک بد اور وہ جو نہ نیک ہے نہ بد ہے صرف دو ہم پر چھوڑ دئیے گئے تھے مگر بد ہمارے راستہ سے ہٹا لیا گیا ہے اور کبھی اس کا اتصال نہ جسم سے ہوگا نہ نفس سے یا ان میں سے کسی کے ساتھ جو بذاتِ خود ہم کہتے ہیں نہ نیک ہیں نہ بد ہیں کیا یہ واقع نہ ہوگا کہ نیک کبھی ہم کو مفید نہ ہوگا بلکہ غیر مفید ہوگا؟ کیونکہ اگر کوئی چیز خواہ وہ کچھ ہی ہو ہمارے لئے ضرر رساں نہ ہوتی تو ہم کو کسی قسم کی مدد کی ضرورت نہ ہوتی۔ اور اس طرح تم دیکھتے یہ تم پر آشکارا کیا جاتا کہ صرف بدی کی جہت سے ہم کو نیک کی جانبِ التفات اور وابستگی محسوس ہوتی جیسے ہم نے غور کیا کہ نیکی ایک دوا ہے بدی کے لئے اور بدی ایک مرض ہے ہم واقف ہیں مگر جہاں مرض نہیں ہے ہم جانتے ہیں کہ وہاں دوا کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ پس یہ ظاہر ہے کہ یہ طبیعت ہے نیکی کی اس سے محبت کی جاتی ہے۔ بسبب بدی کے ہماری ذات سے جو کہ برزخ ہے درمیان بدی اور نیکی کے مگر بذاتِ خود اور اپنے لئے یہ کسی کام کی نہیں ہے۔

اس نے کہا ہاں یہی صورت حال اس کی معلوم ہوگی۔

میں خیال کرتا ہوں اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ آخیری دوست ہے جس میں اور دوسری چیزیں ختم ہوتی ہیں جن کو ہم نے کہا کہ وہ دوست ہیں بخاطر ایک اور دوست کے جو ان چیزوں سے مطلق کوئی مشابہت نہیں رکھتی۔ کیونکہ وہ چیزیں دوست کہلاتی ہیں؟ ایک اور دوست کی خاطر سے کیونکہ ہمارا سچا دوست معلوم ہوتا ہے اس طبیعت کا ہے جو ٹھیک اس کا عکس ہے کیونکہ یہ پایا گیا تھا کہ ہمارا دوست ہے دشمن کی خاطر سے لیکن دشمن ہٹا دیا جائے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پھر ہمارا کوئی دوست نہیں ہے۔

اس نے کہا ظاہراً نہیں کم از کم ہمارے موجودہ مقام کے موافق۔

میں نے کہا مگر مجھ سے یہ کہو اگر بدی کو فنا کر دیں تو پھر ممکن نہ ہوگا کہ بھوک یا پیاس محسوس ہو یا ایسی اور کوئی خواہش؟ یا بھوک موجود ہوگی

جب تک انسان اور کل حیوانی مخلوقات موجود رہیں گے۔ لیکن موجود رہیں گے بغیر اس کے کہ ضرر رساں ہوں؟ اور پیاس بھی اور دوسری خواہشیں موجود ہوں گی لیکن بد نہ ہوں گی چونکہ بدی فنا ہو چکی ہے۔ اگرچہ اس کا دریافت کرنا تمسخر ہے کہ کیا موجود رہیگا اور کیا نہ رہیگا اس صورت میں کیونکہ کون جان سکتا ہے؟ لیکن یہ بہرطور ہم نہیں جانتے کہ اب بھی انسان کے لئے ممکن ہے کہ اس کو ضرر پہنچے احساس سے بھوک کے اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس کو فائدہ پہنچے۔ کیا یہ نہیں ہے؟

یقیناً یہ ہے۔

اور اسی طرح ایک انسان جس کو پیاس معلوم ہوتی ہے یا اور کوئی ایسی ہی خواہش کا احساس کرے بعض صورتوں میں نفع کے ساتھ اپنی ذات کے لئے دوسری صورتوں میں تکلیف کے ساتھ اور دوسری صورتوں میں نہ یہ نہ وہ۔

یقیناً وہ ایسا کر سکتا ہے۔

اچھا اگر بدی فنا کی جاتی ہو تو کیا کوئی سبب ہے اس کا دنیا بھر میں ایسے چیزوں کے لئے جو بد نہیں ہیں کہ اس کے ساتھ ہی فنا کر دی جائیں!

نہیں کوئی نہیں۔

وہ خواہشیں باقی رہیں گی جو نہ بد ہیں نہ نیک ہیں اگرچہ بدی فنا ہو جائے۔

صاف ظاہر ہے۔

کیا ایک انسان کے لئے یہ ممکن ہے جو آرزومند ہے اور فریفتہ ہے کہ اس چیز سے محبت نہ کرے جس کا وہ آرزومند اور فریفتہ ہے؟

میں خیال کرتا ہوں نہیں۔

پس ایسا ظاہر ہوتا ہے ایسی چیزیں موجود ہونگی اگرچہ بدی فنا ہو جائے بعض چیزیں جو دوست ہیں اور محبوب ہیں۔

ہاں موجود ہوں گی۔

لیکن اگر بدی سبب ہو ایسی چیز کی جس سے محبت کی جاتی ہے تو یہ ممکن نہ ہوگا جبکہ بدی معدوم ہو جائے کسی چیز کے لئے کہ وہ محبوب ہو کسی چیز کی

کیونکہ اگر سبب معدوم ہو تو پھر وہ چیز کسی طرح ممکن نہ ہوگی جس کا یہ سبب ہے۔

سچ ہے یہ نہ ہوگی۔

لیکن اس کے پہلے ہم نے اتفاق کیا ہے کہ دوست نے کسی چیز سے محبت کی اور کسی چیز کے لئے۔ اور اسی وقت ہماری یہ رائے تھی کہ وہ چیز بدی کے لئے ہے اور اس چیز کے لئے جو نہ نیک ہے نہ بد ہے وہ محبوب ہے نیکی کے لیئے اسی طرح ہم نے اتفاق کیا تھا۔

مگر اب یہ معلوم ہوتا ہے ہم نے کوئی اور سبب محبت کا دریافت کر لیا اور محبت کئے جانے کا۔

ایسا ہی یہ ظاہر کرتا ہے۔

پس یہ سچ ہے جیسے ہم ابھی کہ رہے تھے کہ خواہش سبب ہے دوستی کا اور یہ کہ جو یہ خواہش کرتا ہے وہ دوستدار ہے اس چیز کا جس کی خواہش کرتا ہے اور دوستدار ہے خواہش کا احساس کرتے وقت اور وہ سب تھا جو ہم نے سابقاً کہا ہے دوستدار ہونے کے بارے میں محض یا وہ گوئی ہے جو ترتیب دیا ہے رفیع الشان شعر کے رنگ پر؟

اس نے جواب دیا مجھے خوف ہے کہ یہی تھا۔

لیکن اس کو اگر میں نے جاری رکھا جو خواہش کا احساس کرتا ہے وہ اس خواہش کا احساس کرتا ہے جس کی اس کو احتیاج ہے۔ کیا ایسا نہیں کرتا؟

ہاں۔

اور جس کو احتیاج ہے تو وہ دوست ہے اس چیز کا جس کی احتیاج ہے۔

میں یہ گمان کرتا ہوں۔

اور اس کا خواہشمند ہو جاتا ہے جو اس سے لیا جاتا ہے؟

بیشک ایسا ہے۔

پس وہ جو ایک انسان سے متعلق ہے ایسا معلوم ہوتا ہے لائیسس

اور منکزینس وہی معروض اس کی محبت اور دوستی اور خواہش کا ہے۔ دونوں نے قبول کیا۔

پس اگر تم دونوں دوست ہو ایک دوسرے کے کسی پیوند فطرت سے تم ایک دوسرے سے متعلق ہو؟

دونوں نے ملکے باآواز بلند جواب دیا بیشک ہم ہیں۔

میں نے کہا اور علیٰ ہذا القیاس عموماً اگر ایک آدمی میرے بچو خواہشمند اور وابستہ ہے دوسرے کا اس نے کبھی نہیں اور ایک اپنی خواہش یا محبت یا دوستی کا کیا خواہ کسی طور سے تعلق ہو یا متشابہ ہو معروض سے اپنی محبت کی خواہ اپنے نفس میں یا کسی صفت میں اپنے نفس کے یا مزاج میں یا صورت میں۔

میں بالکل تمھاری بات کا یقین کرتا ہوں منکزینس نے کہا لیکن لائیسیس نے ایک لفظ نہیں کہا۔

اچھا تو پھر جو فطرتاً ہم سے تعلق رکھتی ہے ہمارے لئے ضرور ہے کہ اس سے محبت کریں۔

منکزینس نے کہا ایسا ہی ظاہر ہوتا ہے۔

پس یہ ممکن نہیں ہوسکتا ہے۔ الا یہ کہ ایک سچے اور حقیقی عاشق سے معشوق بھی محبت کرتا ہے۔ اس نتیجہ سے لائیسیس اور منکزینس نے ایک طور کا پس و پیش کر کے رضامندی ظاہر کی جبکہ ہپوتھیلس کا بجائے خود ایک رنگ آتا تھا اور ایک جاتا تھا۔

میں نے بہرطور قبل اس کے کہ اس مضمون پر دوبارہ غور کروں یہ کہنا شروع کیا۔ اچھا اگر فرق ہے درمیان اس چیز کے جو ہم سے متعلق ہے اور اس چیز کے جو مثل ہے پس ہم اس مقام پر ہیں کہ یہ کہیں کہ دوست سے کیا مراد ہے اگر وہ یکساں ہوں تو یہ معاملہ سہل نہیں ہے کہ ہم اپنے پہلے بیان سے باز آئیں کہ مثل بیکار تھا مثل کے لئے جس حد تک کہ وہ مثل ہے کیونکہ اس بات کو تسلیم کرنا کہ ہم دوستدار ہیں اس چیز کے جو بیکار ہے ظالمانہ ہے۔

میں نے کہا پس تم کیا کہتے ہو کیونکہ ہم تو گویا اپنی گفتگو کے نشہ میں ہیں ہم نے اس بات کو جائز رکھا ہے کہ ان دونوں میں فرق ہے جو ہم سے تعلق رکھے اور وہ جو مثل ہو؟

اس نے جواب دیا بہرطور ہم کو ایسا کرنے دو۔

اس کے ماورا ہم یہ کہیں گے کہ نیک تو ہر ایک سے تعلق رکھتا ہے اور بد ہر ایک سے اجنبی ہے۔ یا بلکہ یہ کہ نیک تعلق رکھتا ہے نیک سے بد بد سے اور وہ جو کہ نہ بد ہے نہ نیک اس چیز سے تعلق رکھتا ہے جس کی ویسی ہی فطرت ہے؟

ان دونوں نے اتفاق کیا کہ گزشتہ ہماری رائے تھی ہر جزئی میں۔

میں نے کہا پس ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ پھر ہم اسی بحث پر آگے دوستی کے باب میں جس کو پیشتر ہم نے رد کر دیا تھا کیونکہ ہمارے موجودہ اقرار سے غیر عادل کچھ کم دوستدار غیر عادل کا نہ ہوگا اور بد کچھ کم دوست بد کا نہ ہوگا بہ نسبت نیک کے جو نیک کا دوست ہے۔

اس نے کہا ایسا ہی ظاہر ہوگا۔

میں نے کہا اور پھر اگر ہم کہیں کہ جو نیک ہے اور جو ہم سے تعلق رکھتا ہے ایک اور یکساں ہیں کیا یہ نتیجہ نہ ہوگا کہ کوئی دوستدار نہیں ہے نیک کا مگر نیک؟ اور یہ بھی میں خیال کرتا ہوں ایک مقام (بحث) ہے جس میں ہم نے فرض کیا کہ ہم نے اپنے کو غلط ثابت کیا۔ کیا تم کو یاد نہیں ہے؟

دونوں نے چلا کے کہا اوہ! ہاں!

پس کونسا طریقہ ہمارے لئے باقی رہ گیا ہے اس مضمون پر بحث کرنے کا؟

صاف صاف یہ ہے کہ کوئی نہیں۔ لہذا میں پسند کرتا ہوں کہ ہمارے ہوشیار وکیل عدالت تم سے درخواست کریں کہ اس سب کو شمار میں لائیں جو میں نے کہا ہے۔ اگر نہ وہ لوگ جو محبت کرتے ہیں نہ وہ جن سے محبت کی جاتی ہے نہ مثل اور نہ بے مثل نہ نیک نہ وہ جو ہم سے تعلق رکھتے ہیں نہ کوئی

اور مفروضات سے جو نظر سے گزرے ہیں ۔ وہ اسقدر بیشمار ہیں کہ میں یاد نہیں کر سکتا ۔ اگر میں کہوں کوئی ایک ان میں سے دوستی کے قابل نہیں ہے تو میں اس سے زیادہ نہیں جانتا کہ میں کیا کہوں ۔ اس اعتراف کے ساتھ میں ایک بزرگ کو اپنے فرقہ کے اپنی مدد کے لئے اٹھانے والا تھا جبکہ اکبارگی مثل ایسی ہستیوں کے جو دوسرے عالم سے آئے ہوں منکزینس اور لائیسیس کے ملازم ہم پر نازل ہوئے اپنے بھائیوں کا ہاتھ پکڑے ہوئے اور نوجوان شرفا کو بلایا کہ گھر پر آؤ چونکہ دیر ہو گئی ہے ۔ اولاً دونوں ہم اور جو لوگ وہاں کھڑے چاہتے تھے کہ ان کو ہنکا دیں لیکن اس بات کو دیکھ کے کہ وہ ہماری کچھ بالکل پروا نہیں کی بلکہ عامیانہ یونانی زبان میں ہماری شکایت کی اور لڑکوں کے بلانے پر اصرار کیا اور یہ خیال کرکے چونکہ انھوں نے بکثرت شراب پی ہے یہ بے تمیزی کرینگے اور ان سے سلوک مشکل ہوگا ہم نے شکست مان لی اور صحبت کو برخاست کر دیا ۔

بہر طور جب وہ جانے کو تھے میں نے ان کو پکارا ۔ اچھا لائیسیس اور منکزینس میں بڈھا آدمی اور تم بچے ہم سب نے اپنے تئیں آج مضحکہ خیز بنایا جو لوگ یہاں ہمارے سامعین تھے وہ یہ خبر لیجائیں گے کہ اگرچہ ہم اپنے آپ کو ایک دوسرے کا دوست خیال کرتے ہیں (تم دیکھو میں اپنے آپ کو تمھارے طبقہ میں رکھتا ہوں) ہم اب تک یہ دریافت نہ کرسکے کہ ہم دوستی سے کیا مراد لیتے ہیں ۔

# بروطاغورس

## سقراط اور دوست

دوست اہا، سقراط تم کہاں رونق افروز ہوئے؟ اگرچہ مجھے اس میں شک نہیں ہے کہ تم خوبصورت السی بیاڈس (Alcibiddes) کی تلاش میں تھے اگرچہ میں نے ابھی چند روز ہوئے اس کو دیکھا تھا مگر میں تم کو یقین دلا سکتا ہوں کہ میرے خیال سے وہ اب بھی خوبصورت نظر آتا ہے: گو کہ سقراط ایسا ہے جس کے رخسار پر داڑھی نمایاں ہے اور چہرے کو بہت کچھ داڑھی نے چھپا دیا ہے۔

سق۔ لیکن اس میں کیا ہے؟ یقیناً تم ہومر کے بیان کو نا پسند نہیں کرتے کوئی عمر ایسی دلآویز نہیں ہوتی آغاز سبزہ کا زمانہ اور بھی ٹھیک عمر السی بیاڈس کی ہے۔

دو۔ یہ جو کچھ ہو سقراط اب میں معاملات کے بارے میں جاننا چاہتا ہوں۔ اسی کے پاس سے تم آرہے ہو اور تمھارے ساتھ اس نوجوان کا کیسا سلوک ہے۔

سق۔ میں خیال کرتا ہوں بہت خوب ہے اور آج سے بہتر کبھی نہ تھا۔

کیونکہ وہ میرا جانب وار تھا اور میری موافقت میں اس نے بہت کچھ کہا اور
واقعی میں نے اس کو ابھی چھوڑا ہے میں تم سے ایک عجیب بات کہنا چاہتا ہوں
اگرچہ وہ اس تمام وقت کمرے میں رہا مگر وہ میری توجہ کے جاذب کرنے سے
بہت دور تھا اس حد تک کہ میں اس کی ہستی کو اکثر بھول گیا۔
دو۔ تمھارے اور ان کے درمیان کیا ہو سکتا تھا جس سے ایسا اثر ہوا؟
تم یقیناً یہ تو نہیں کہنا چاہتے ہو کہ تم یہاں اتھنیا میں اس سے زیادہ خوبصورت
کسی شخص سے ملے ہو؟
سق۔ ہاں میری یہی مراد ہے وہ بہت ہی خوبصورت ہے۔
دو۔ زیادہ خوبصورت! باشندۂ شہر یا کوئی بیرونی؟
سق۔ بیرونی۔
دو۔ کس ملک سے؟
سق۔ ابدرا (Abdara)
دو۔ اور یہ بیرونی درحقیقت تم کو ایسا ہی خوبصورت نظر آیا کہ تم نے اس کو
کلی نیس (Clinias) کے بیٹے سے زیادہ خوبصورت شمار کیا؟
سق۔ بیشک وہ ایسا ہی نظر آیا۔ کیونکہ میرے نیک دوست کیونکر ممکن
ہے کہ جو اعلیٰ درجہ کا دانشمند ہو زیادہ خوبصورت نہ شمار کیا جائے؟
دو۔ اوہو سقراط تم نے ہمارے دانشمندوں سے ایک کو چھوڑ دیا۔ کیا
تم نے ایسا کیا؟
سق۔ بلکہ یہ کہو کہ اس زمانہ کا سب سے بڑا دانشمند ہاں یہ خطاب تم
بروطاغورس کو نہ دو تو یہ اور بات ہے۔
دو۔ بروطاغورس کو کہتے ہو کیا وہ اتھنیا میں ہے؟
سق۔ وہ موجود ہے اور اب دو دن سے یہیں ہے۔
دو۔ میں سمجھتا ہوں تم ابھی آئے ہو اس کے ساتھ سے؟
سق۔ ہاں۔ اور اس سے بڑی طولانی تقریر ہوتی رہی۔
دو۔ تو مہربانی کرکے ہم سے وہ تقریر دوہراؤ۔ اگر کوئی امر مانع نہ ہو۔

اس لڑکے کو ابھی اوٹھا دو اور اس کی جگہ بیٹھ جاؤ۔
سق - دل وجان سے - اور تمھارے سماعت کرنے کا ممنون ہوں گا۔
دو - اور مجھ کو یقین ہے کہ ہم تمھارے تقریر کرنے کے شکر گزار ہوں گے۔
سق - پس احسان جانبین سے ہوگا لہذا میں شروع کرتا ہوں شب گزشتہ کو یا بلکہ آج صبح سویرے سے ہپوکریٹس (Hippocrates) ابن اپالوڈورس (Apallodorus) اور فیسن (Phason) کا بھائی آیا اور بڑے زور سے دق الباب کیا اپنی لکڑی سے اور جون ہی میرے آدمیوں نے دروازہ کھولا وہ فوراً گھر میں گھس آیا نہایت جلدی سے اور بلند آواز سے پکارا۔ سقراط تم جاگتے ہو یا سوتے ہو؟ اس کی آواز پہچان کے میں نے دل میں کہا آہا ہپوکریٹس یہاں موجود ہے اور اس کی طرف مخاطب ہو کے کہا کوئی خبر لائے ہو؟
دو - اس نے جواب دیا خیریت ہے۔
سق - میں نے کہا ہی چاہئے۔ مگر کیا ہے تم اسقدر سویرے کیوں آئے ہو؟
دو - میرے برابر کھڑے ہو کے اس نے کہا پروٹاغورس آگیا ہے۔
سق - میں نے جواب دیا ہاں پرسوں آیا تھا - تم نے ابھی سنا؟
صرف ابھی میں تم کو یقین دلاتا ہوں کل شب کو۔ جب یہ کہہ رہا تھا میرے بستر کو ٹٹولا جس پر میں سو رہا تھا میرے پیروں کے پاس بیٹھ کے فقط کل رات کو میری واپسی پر انوئی (Œnoe) سے بہت رات گئے۔ کیونکہ میرا غلام سیٹی رس بھاگ گیا اور میں تم سے کہنے والا تھا کہ میں اس کا تعاقب کروں گا کہ ایک بات اور میرے دل میں آئی اور میں اس کو بھول گیا۔ اور جب میں واپس آیا یہ وہ وقت تھا کہ ہم نے رات کا کھانا کھایا تھا اور بستر پر جانے کو تھے کہ میرے بھائی نے مجھ کو پروٹاغورس کی آمد کی خبر دی اس بات پر دیر تو ہو ہی گئی تھی میں اس ارادے سے اٹھ کھڑا ہوا کہ فوراً تمھارے پاس آوں مگر دوبارہ غور کرنے سے معلوم ہوا کہ رات بہت آگئی ہے مگر جونہی نیند سے تھکن جاتی رہی میں اٹھ بیٹھا اور فوراً یہاں آگیا۔ اس بات کو سن کے چونکہ میں اپنے دوست کی سرگرم اور جوشیلی طبیعت سے خوب واقف تھا

میں نے اس سے کہا۔ تمھیں اس سے کیا غرض ہے؟
کیا بروطاغورس تمھارا کوئی نقصان کرتا ہے؟
اس نے ہنس کے کہا۔ ہاں ایسا تو کرتا ہے وہ اپنی دانشمندی اپنے ہی پاس رکھتا ہے وہ مجھ کو دانشمند نہیں بنا دیتا۔
میں نے کہا مجھے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اگر تم اس کو صرف کافی روپیہ دو تو وہ تم کو بھی دانشمند بنا دے۔
اس نے چلا کے کہا میں ایسا ہی کروں گا۔ دیوتا گواہ ہیں! اگر یہ اس پر موقوف ہے۔ اگر ایسا کیا تو اپنی دولت کا ایک حبہ بھی نہ بچاؤں گا نہ اپنے دوستوں کے مال کا۔ مگر فی الواقع سقراط میرا مقصود یہاں آنے میں یہ ہے کہ تم اس (بروطاغورس) سے میرے بارے میں گفتگو کرو۔ میری کم سنی کا لحاظ نکرنا میں نے اپنی زندگی میں بروطاغورس کو کبھی نہیں دیکھا نہ اس کو گفتگو کرتے سنا کیونکہ جب وہ بیشتر یہاں آیا تھا تو میں بالکل بچہ تھا بہر طور تمام دنیا اس کی تعریف کرتی ہے اور کہتے ہیں کہ وہ گفتگو میں ایسا ہوشیار ہے کہ تعجب ہوتا ہے۔ پس مہربانی کر کے اس کے پاس فوراً چلو تاکہ وہ ہم کو گھر پر مل جائے۔ میں نے سنا ہے وہ کیلیاس (Calias) پسر ہپونیکس (Hippinucus) کے پاس مقیم ہے۔
لے اب چلو
میں نے کہا ابھی نہیں بہت سویرا ہے بلکہ چلو اس صحن میں چل کے ٹہلیں جب تک خوب روشنی ہو جائے اور پھر ہم جا سکتے ہیں۔ کیونکہ بروطاغورس بہت کم باہر نکلتا ہے۔ تم اندیشہ نہ کرو غالباً ہم اس کو گھر پر پائیں گے۔ اس کے بعد ہم بستر سے اٹھے اور باہر صحن میں گئے۔ اور جبکہ ہم زیر و بالا گشت کر رہے تھے اس نظر سے کہ ہپوکریٹس کی استعداد کو آزمائیں میں نے مذکورہ ذیل سوالوں سے اس کا امتحان لیا۔ میں نے کہا ہپوکریٹس اب تم تجویز کر رہے ہو کہ بروطاغورس سے ملاقات کریں اور اس کو ایک رقم بطور تمھاری فیس حاضری کے ادا کریں اب مجھ سے کہو کہ اس کے کس منصب کے اعتبار سے تم اس سے ملاقات کرنا چاہتے ہو اور تم کو کیا توقع ہے اس سے مل کے تم کیا ہو جاؤ گے؟ اس کے مثل

ایک مقدمہ فرض کرو - اگر تم نے یہ تصور کیا ہے کہ اپنے ہم نام ہپوکریطس ساکن کوس (Cos) کے پاس جاؤ جو اسکلیپیاوس (Aclipiads) کے خاندان سے ہے اور اس کو ایک رقم اپنی تعلیم کی فیس کے طور پر ادا کرو - اور اگر تم سے دریافت کیا جائے کہ ہپوکریطس (Hippocrates) کون ہے کہ تم اس کو یہ رقم دینے کا ارادہ کرتے ہو تو تم کیا جواب دو گے؟

اس نے جواب دیا مجھے کہنا چاہئے کہ طبیب ہے -

اور تم کیا ہو جانے کی توقع رکھتے ہو؟

اس نے جواب دیا طبیب -

پھر اگر تمھارے دل میں آئے کہ پولی کلیطس (Policlitus) کے پاس جاؤ جو آرگس (Argos) کا باشندہ ہے یا ہمارے اتھنیا (Athenian) کے رہنے والے فیڈیاس (Phidias) کے پاس جاؤ اور ان کو ایک فیس اپنی تعلیم کے لئے ادا کرو اور تم سے پوچھا جائے کہ پولی کلیطس اور فیڈیاس کون ہیں کہ تم ان کو یہ رقم دینا چاہتے ہو تو تم کیا جواب دو گے؟

بیشک بت تراش -

اور تم خود کیا ہو جانے کی توقع رکھتے ہو؟

یقیناً بت تراش -

اچھا میں نے کہا اب تم اور میں بروطاغورس (Protagorus) کے پاس جایا چاہتے ہیں اور جب وہاں پہنچیں گے تو ہم اس کو ایک رقم دینے کے لئے آمادہ ہوں گے بطور فیس تمھاری تعلیم کے اگر ہمارے پاس جو روپیہ ہے اس کے مطالبہ کے لئے کچھ کافی ہو تو بہتر ہے اگر وہ رقم کم ہو تو ہم دوستوں کی جیبوں سے بھی اس کے لینے میں پس و پیش نہ کریں گے - اب فرض کرو ہم کو کوئی شخص دیکھے کہ ہم اس معاملہ کی طرف ہمہ تن رجوع ہیں اور ہم سے دریافت کرے میرے اچھے دوستو سقراط اور ہپوکریطس تم بروطاغورس کو یہ رقم کس لئے دینا چاہتے ہو - مجھ سے کہو کہ اس سوال کا ہمارے پاس کیا جواب ہو گا؟

کونسا امتیازی نام بروطاغورس کو بالفعل دیا جاتا ہے اسی طرح جیسے

بت تراش فیدیاس کو دیا جاتا ہے اور شاعر ہومر کو کہا جاتا ہے کونسا مماثل لقب ہم سنتے ہیں کہ بروطاغورس کے لئے کہا جاتا ہے؟

اس نے جواب دیا اس سے کوئی انکار نہیں ہے کہ لوگ ہمارے دوست کو سوفسطائی کہتے ہیں۔

پس میں خیال کرتا ہوں ہم سوفسطائی کی حیثیت سے اس کو اپنی رقمیں دینا چاہتے ہیں۔

ہاں۔

اب فرض کرو کہ تم سے پوچھا جائے۔ اور تم خود کیا ہو جانے کی توقع رکھتے ہو کہ بروطاغورس کے پاس جاتے ہو؟ اس بات پر وہ منفعل ہو گیا۔ اس وقت دن کی روشنی کچھ نمایاں ہو گئی تھی اسقدر کہ میں اس کا چہرہ دیکھ سکتا تھا۔ اس نے کہا کیوں اگر یہ معاملہ کسی طرح مثل ان دونوں پہلے معاملوں کے ہو تو یہ صاف ظاہر ہے کہ مجھ کو توقع ہو گی کہ میں سوفسطائی ہو جاؤں۔

میں نے سنجیدگی سے پوچھا اور کیا تم سوفسطائی کی حیثیت سے خوباں کے سامنے ظاہر ہو کے شرمندہ نہ ہوگے؟

ہاں سقراط اگر مجھ کو وہی کہنا چاہئے جو میں حقیقتاً خیال کرتا ہوں تو مجھ کو یقیناً ایسا کرنا چاہئے۔

لیکن امکاناً ہپوکریطس تمھاری یہ رائے ہے کہ وہ تعلیم جو بروطاغورس دیگا اس قسم کے اصول پر نہ دی جائے گی بلکہ اس کے مشابہ ہوگی جو تم نے اپنے استادوں سے حاصل کی ہے تحریر اور موسیقی اور جمناسٹک میں۔ کیونکہ تم کو ان جملہ مذکورۂ بالا پیشوں سے ہر ایک میں تعلیم دی گئی نہ اس نظر سے کہ تم خود پیشہ ور بنجاؤ بلکہ اس طرح تعلیم ہوئی جو ایک غیر پیشہ ور شریف کے سزاوار سمجھی جاتی ہے۔

اس نے کہا ہاں سقراط میری ٹھیک یہ رائے ہے کہ یہ بروطاغورس کی تعلیمات کی صفت ہے۔

میں نے دریافت کیا پس تم واقف ہو کہ اب تم کیا کیا چاہتے ہو یا تم

اندھے ہو؟

کس چیز سے۔

اندھے ہو اس واقعہ سے کہ تم اپنے نفس کو ایک شخص کی حفاظت میں دیا چاہتے ہو جس کو تم کہتے ہو کہ سوفطائی ہے جبکہ تم نہیں جانتے کہ دنیا میں ایسا سوفسطائی کیا ہے میں سخت متعجب ہوں۔ تاہم اگر تم یہ نہیں جانتے نہ تم یہ جانتے ہو کس پر تم اپنے نفس کو چھوڑتے ہو آیا یہ چیز نیک ہے یا بد۔

اس نے جواب دیا میں خیال کرتا ہوں کہ میں جانتا ہوں۔

اچھا تم کیا خیال کرتے ہو سوفسطائی سے کیا مراد ہے؟

اس نے کہا جیسا کہ نام سے مفہوم ہوتا ہے سوفسطائی ایسا شخص ہے جو حکمت خوب سیکھے ہوئے ہو۔

ہاں میں نے کہا لیکن اسقدر کہا جا سکتا ہے مصوروں اور معماروں کے لئے بھی۔ یہ لوگ کہے جا سکتے ہیں کہ وہ ایسے لوگ ہیں جو حکمت سے ماہر ہیں۔ لیکن اگر ہم سے دریافت کیا جائے کہ وہ حکمت کیا ہے جس سے مصور ماہر ہیں تو ہم کو یقیناً کہنا چاہئے کہ اس شعبہ میں جس کو تصویروں کے پیدا کرنے سے تعلق ہے اور اسی طرح باقی فنون کے متعلق۔ لیکن اس کے ماورا اگر ہم سے پوچھا جائے وہ حکمت کیا ہے جس سے سوفسطائی ماہر ہے؟ وہ پیداوار کیا ہے جو اس کے زیر اہتمام ہے؟ تو ہمارا جواب کیا ہوگا؟

کیوں سقراط اور کیا ہوگا مگر یہ کہ اس کے زیر اہتمام ہے لائق مقرر کا پیدا کرنا۔

میں نے کہا اگر ایسا ہے ہمارا جواب ممکن ہے کہ سچ ہو مگر یقیناً کافی نہ ہوگا۔ کیونکہ ہم پر اور تحقیقات عائد ہوگی۔ وہ کیا موضوع ہے جس پر سوفسطائی تقریر کرنے کے قابل بنا دیتا ہے؟ موسیقی دان اس مضمون میں اپنے شاگرد کو لائق بنا دیتا ہے جو وہ سکھاتا ہے یعنی موسیقی میں کیا ایسا نہیں کرتا؟

وہ ایسا کرتا ہے

اچھا میں نے کہا وہ کیا مضمون ہے جس میں سوفسطائی ایک انسان کو تقریر کرنے کے لائق بنا دیتا ہے؟ ظاہرا وہی مضمون ہے جس سے وہ ماہر کر دیتا ہے

کیا ایسا نہیں ہے ؟

ہر شخص ایسی ہی توقع رکھے گا بہر طور۔

میں نے بیان کیا تو پھر وہ کیا ہے جس سے سوفسطائی خود بھی ماہر ہے اور اپنے شاگرد کو بھی ماہر کر دیتا ہے ؟

سقراط میں اعتراف کرتا ہوں کہ میں نہیں کہہ سکتا وہ کیا ہے میں تم سے نہیں کہہ سکتا۔

میں نے جواب دیا اے نوجوان تم کیا کرتے ہو ؟ تم اس خطرے سے واقف ہو جس میں تم نے اپنے نفس کو ڈالا چاہتے ہو ؟ اگر تم کو موقع ملتا کہ تم اپنے بدن کو کسی کی حفاظت میں دو تا کہ وہ تندرست کر دے یا بیمار تو اس امر پر غور کرتے کہ یہ تدبیر مناسب ہے یا نہیں تم اپنے دوستوں کو اور اقربا کو بھی مشورہ کیلئے طلب کرتے اور بہت دن تک اس پر غور کرتے لیکن اب جب کہ تمھارے نفس کا تعلق ہے جس کی تم زیادہ تر قدر کرتے ہو بہ نسبت بدن کے اور جس پر تمھاری کل نیکی بدی موقوف ہے اس اعتبار سے کہ صحت نتیجہ ہوتی ہے یا علالت جبکہ میں کہتا ہوں کہ جان کا خطرہ ہے تو تم اس سے نہ اپنے باپ کو مطلع کرتے ہو نہ بھائی کو نہ کسی اپنے دوست کو تم ہم میں سے کسی سے نہیں پوچھتے کہ آیا تم اپنے نفس کو اس اجنبی کے سپرد کرتے ہو جو ایتھنیا میں دارد ہوا ہے تم نے کل شب کو اس کے آنے کی خبر سنی ہے جیسا کہ تمھارا بیان ہے۔ آج ہی سویرے تم یہاں آئے ہو نہ خیالات کے دریافت کرنے کو نہ مشورے کے لئے اس مضمون پر بلکہ آمادہ ہو کہ اپنی دولت اور اپنے دوستوں کی دولت اس پر صرف کرو گویا تم نے مصمم قصد کر لیا ہے کہ خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو پروطاغورس کا شاگرد ہونا چاہئے۔ ایک آدمی جس کو بموجب اپنے اعتراف کے تم نہیں جانتے نہ اس سے عمر بھر کوئی بات کی ہے مگر جس کو تم سوفسطائی کہتے ہو درحالیکہ یہ سوفسطائی کیا ہے جس کو تم اپنے آپ کو تفویض کرنے کو ہو تم صاف صاف ناواقف ہو۔

اس نے کہا ہاں سقراط جو تم کہتے ہو اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ یہی صورت ہے میں نے کہا ہپوکریٹس سوفسطائی نہیں ہے ایک طور کا تاجر ہے

یا خردہ فروش اسباب کا جس پر نفس کا گزارا ہے۔ میں بجائے خود ایک طور سے اسکی قدر کرتا ہوں۔

اور سقراط نفس کس چیز پر گزر کرتا ہے۔

میں نے جواب دیا بیشک تعلیم پر اور ہم کو خبردار رہنا چاہئے میرے عزیز دوست سوفسطائی وہ اپنے اسباب کی تعریف کرکے ہم پر اثر نہیں کرتا جیسے وہ لوگ جو اشیار خوردنی کی تجارت کرتے ہیں خواہ وہ سوداگر ہوں یا پیشہ ور ہوں۔ کیونکہ یہ سوداگر ناواقف ہیں اگر میں غلطی نکرتا ہوں ان اشیاء سے جن کو یہ مہیا کرتے ہیں وہ نہیں کہہ سکتے کونسی جنس اچھی ہے یا بری ہے جسم کے لئے۔ اگر وہ فروخت کے وقت کل کی تعریف کرتے ہیں ایک ہی طور سے خریداروں سے زیادہ یہ اور بات ہے کہ وہ ورزش یا طبی فن سے واقف ہوں۔ اور ٹھیک اسی طرح جو اپنی تعلیمات کو پکار پکار کے شہرہ مچاتے ہیں شہر بشہر ٹھوک فروشی کے طور پر یا منفرداً تمام خریداروں سے جو دام لگاتے ہیں وہ اپنے کل مال کی ایک ہی طور سے ستائش کرنے کے عادی ہیں تاہم بعض ان میں سے بھی غالباً میرے اچھے دوست یہ ہم سے نہیں کہہ سکتے کہ کونسا مال ان کا اچھا ہے اور کونسا برا ہے نفس کے لئے جبکہ ان کے خریدار بھی انھیں کے مثل جاہل ہیں نہیں تو یہاں بھی اتفاقاً ان میں سے بعض طب نفسانی کے ماہر ہوں۔ بس اگر تم ان معاملات میں ادراک رکھتے ہو اور کہہ سکتے ہو کون اچھا کون برا ہے تو بروطاغورس یا اور کسی سے تعلیمات کی خریداری میں کوئی خطرہ نہیں ہے اور اگر نہ ہو تو میرے اچھے دوست ہوکر یٹس خبردار رہو تم اپنے سب سے پیارے خزانے کو جوکھوں میں نہ ڈالو نہ نقصان پہنچاؤ۔ کیونکہ میں تم کو یقین دلاتا ہوں کہ تعلیمات کی خرید میں بہت زیادہ نقصان متصور ہے بہ نسبت خوراک کی خرید کے جب تم ماکول و مشروب کسی پیشہ ور یا سوداگر سے مول لیتے ہو اور ان کو دوسرے برتنوں میں اپنے گھر لیجاتے ہو قبل اس کے کہ تم خورونوش کے ذریعہ سے بدن میں داخل کرو تم اپنے گھر میں ان کو رکھتے ہو اور باخبر مشورہ کار کو بلاکے اس سے صلاح لیتے ہو کونسی چیز کھانے پینے کے لائق ہے اور کیا رد کردینے کی سزاوار

ہے اور کس مقدار سے لینا چاہیئے اور اس کے استعمال کا مناسب وقت کیا ہے۔ بس اس خرید میں زیادہ خطرہ نہیں ہے۔ لیکن تعلیم کو دوسرے ظرف میں لیجانا ممکن نہیں ہے جب تم قیمت دے چکو اور تعلیم کو ضرورتاً تم اپنے نفس میں لیتے ہو اور جب تم نے اس کو یاد کرلیا تو گھر جاتے ہو برے ہوکے یا اچھے انسان ہوکے۔ اس معاملہ میں ہم کو اپنے بزرگوں سے مشورہ لینا چاہیئے کیونکہ ہم ابھی کمسن ہیں ایسے بڑے معاملہ کا فیصلہ نہیں کرسکتے چونکہ ہم نے منصوبہ کو جاری کردیا ہے ہم کو جاکے سوفسطائی کو سننا چاہیئے پھر اس کے بعد دوسروں سے وہ کہنا چاہیئے جو ہم نے سنا ہے۔ کیونکہ علاوہ بروطاغورس کے ہپیاس (Hippias) ساکن ایلس (Elis) کو یہاں موجود پائیں گے اور میرے خیال میں پروڈیکس (Prodicus) سیوسس (Ceos) کے باشندے کو بھی اور بہت سے اساتذہ کامل بھی ہیں۔

یہ عزم کرکے ہم اپنے مہم پر روانہ ہوئے جب رواق میں پہنچے تو ہم ایک مسئلہ پر غور کرنے کو ٹھہر گئے جو ہمارے درمیان شاہراہ میں پیدا ہوا تھا ہم چاہتے تھے کہ اس کا قابل اطمینان نتیجہ نکلے قبل اس کے کہ مکان میں داخل ہوں حسب دستور ہم رواق میں کھڑے ہوکے گفتگو کرنے لگے یہاں تک کہ معاملہ کو ہم نے طے کرلیا۔ پس قلی جو خواجہ سرا ہے میں خیال کرتا ہوں اس نے 184
ہماری گفتگو سن لی ہے اور میں اس خیال پر مائل ہوں چونکہ سوفسطائیوں کے بلانے والوں کا ایک انبوہ ہے وہ ان لوگوں سے متنفر ہے جو اس مکان میں آتے ہیں۔ بہرطور جب ہم نے دق الباب کیا تھا اور اس نے دروازہ کھولا تھا اور ہم کو دیکھ لیا واہ! کہہ کے چلانے لگا کیا اور سوفسطائی ہیں میں اعلان کرتا ہوں کہ میرا آقا مشغول ہے۔ اسی وقت اس نے دونوں ہاتھوں سے دروازہ بند کرلیا ہمارے منہ پر اپنی پوری مرضی کے ساتھ۔ پس ہم نے پھر دق الباب کیا۔ مگر ہمارے مہربان نے بغیر دروازہ کھولے ہوئے چلا کے کہا صاحبو آپ نے نہیں سنا کہ میرا آقا مشغول ہے؟ مگر ہم نے التماس کیا اے نیک دربان ہم نہ کیلیاس سے ملنے آئے ہیں نہ ہم سوفسطائی ہیں لہٰذا خوش ہوجا

ہم تو بروطاغورس سے ملنا چاہتے ہیں تم ہمارا نام اندر جاکے لو۔ آخر دیر کے بعد بڑی مشکل سے ہم نے دربان کو دروازہ کھولنے پر راضی کر لیا۔

داخل ہونے پر ہم نے دیکھا بروطاغورس ایک رواق میں زیرو بالاگشت کر رہا ہے اور اسی سمت میں اس کے ساتھ ہماری طرف کیلیاس (Callias) ہپونیکس (Hipponiches) کا بیٹا ٹہل رہا ہے اور اس کا سوتیلا بھائی پرالوس (Pavalus) پسر پریکلیس (Pericles) خراماں ہے اور کارمیڈیس (Charmides) پسر گلاوکن (Glaucon) ہے دوسری طرف پریکلیس کا دوسرا بیٹا زین طیپس (Xanthippus) اور فلپیدس (Philippides) پسر فیلوملوس (Philomelus) اور اس کے ماورا انطی میرس (Antimœrus) ساکن مینڈی (Mende) ہے جس کو بروطاغورس کے شاگردوں میں کمال شہرت حاصل ہے اور وہ بطور ایک پیشہ ور کے سبق لیتا ہے تاکہ خود سوفسطائی ہو جائے۔ ان ممتاز افراد کے عقب میں ایک ازدحام سامعین کا تھا جو خصوصیت کے ساتھ بیرونی لوگوں میں شامل تھے جن کو بروطاغورس اپنے ساتھ لگا لاتا ہے مختلف شہروں سے جہاں 185
اس کا گزر ہوتا ہے جیسے آرفیوس (Orpheus) اپنی آواز پر لگا لیتا ہے اور وہ اس کی جادو بھری آواز کے ساتھ ہو لیتے ہیں۔ بہرطور ان میں کچھ ہمارے ہموطن بھی تھے۔ اس حاضر باش کو دیکھ کے میں خصوصیت کے ساتھ اس بات پر فریفتہ ہو گیا کہ وہ بخوبی بروطاغورس کے طریقے پر نہیں چلے۔ جب یہ استاد اعظم اور اسکے فرقے کے لوگ دانائی اور لطافت سے نمودار ہوئے تو یہ شرفا دہنے بائیں ترتیب وار جمع ہو گئے اور گھوم کے اپنے مقامات پر بیٹھ گئے ہر موقعہ پر اس کے عقب میں نہایت خوشنما ترتیب سے

پھر اس کے پیچھے میری آنکھوں نے مشاہدہ کیا جس طرح ہومر نے کہا ہے ہپیاس ساکن ایلس نے مقابل کے رواق میں ایک بلند کرسی پر جلوس کیا اور اس کے گرد جو تپائیاں بچھی تھیں ان پر ارکسی ماخس (Eryximachus) ابن اکیومینس فیڈرس (Acumenus Phædrus) مرھائین (Myrrhine) کا باشندہ اور اینڈرن ابن اینڈروشن کو علاوہ ان کے ایک تعداد بیرونی لوگوں

کی تھی اس کے خاص شہر ایلس سے اور دوسرے شہروں کے رہنے والے تھے اور انھوں نے ظاہرا اس کو طبیعیات کے سوالوں میں مشغول رکھا خصوصاً علم ہیئت اور خصوصیت کے ساتھ وہ تخت پر سر کو اونچا کیے تنا ہوا بیٹھا ہوا تھا اور جواب دے رہا تھا (جیسے کوئی انعام تقسیم کرتا ہو) اور مشکلات کو حل کر رہا تھا۔

اس کے علاوہ میں نے دیکھا ایک تنتالس (Tantalus) کو دیکھا بجائے پروڈکس (Prodicus) باشندہ فیوس کے وہ بھی عنقریب اتھنیہ میں آیا تھا اس معلم کامل نے ایک مختصر کمرے میں قیام کیا تھا جس نے اپنی کو دام وہاں قائم کی تھی۔ اس موقعہ پر بہرکیف کیلیاس (Callias) نے بسبب ہجوم مہمانوں کے اس کا اسباب نکال کے اسے خالی کر دیا تھا اور اس کو خوابگاہ بنا دیا تھا۔ بہرحال 152 یہاں پروڈکس موجود تھا ابھی تک بستر پر تھا اور معلوم ہوتا کہ بہت سی [illegible] کی پوستینوں اور کملوں میں لپیٹا ہوا تھا اس کے پاس منڈھی ہوئی کرسیوں پر پاسانیس (Pausanias) سرامس (Ceramis) کا رہنے والا اور پاسانیس کے قریب ہی ایک نوجوان صاحبزادہ شریفانہ مزاج (جہاں تک میں قیاس کر سکا) موجود تھا اور اس میں تو کوئی شک نہیں کہ نہایت خوبصورت تھا مجھے خیال ہے کہ میں نے اس کا نام ایگھتن (Agathon) سنا تھا۔ اور مجھ کو تعجب نہ ہوگا اگر وہ پاسانیس کا محبوب نکلے۔ ان کے علاوہ ایڈیمانتوس (Adimantuses) تھے خیپس (Cepis) اور لیوکولوفیڈس (Leucolophides) کے لڑکے اور کچھ اور لوگ تھے۔ لیکن ان کی گفتگو میں نے نہیں سنی کیونکہ میں باہر تھا اگرچہ مجھ کو پروڈکس (Prodicus) کے سننے کا بڑا شوق تھا۔ جو اعلیٰ درجہ کا چالاک تھا اگرچہ للٰہیت نہ تھی میں اس شخص کو سمجھتا ہوں۔ کیونکہ اس کے قہقہہ کی آواز سے کمرے میں سرگوشی کی صدا تھی جس سے کسی کی آواز نہ سنائی دیتی تھی نہ سمجھ میں آتی تھی۔ ہم کو اس مکان میں دیر نہ ہوئی تھی کہ ہمارے بعد السیبیادس (Alcibiades) خوبرو جیسا کہ تم اس کو کہتے ہو وہاں آیا میری پوری رضامندی سے اور کریتیاس (critias) فرزند کالسخروس (callæschrus)

بعد اس کے کہ ہم نے چند دقیقے یہاں کے خصوصیات کے ملاحظہ میں صرف کیے جن کا میں نے ذکر کیا ہم بروطاغورس کے پاس گئے اور میں نے کہا بروطاغورس فقط تمھاری ملاقات کے لئے میں اور میرا دوست ہپوکریٹس یہاں آئے ہیں۔ اس نے کہا تم مجھ سے تنہا باتیں کروگے یا اور لوگوں کے سامنے؟

میں نے کہا ہم تمام عالم میں اس میں کچھ فرق نہیں کرتے جب تم ہمارا مقصد ہمارے یہاں آنے کا سن لوگے تم خود فیصلہ کر لوگے۔ اس نے دریافت کیا تمھارا مقصد کیا ہے؟ 187

اس کو پیش کر کے میں نے کہا ہپوکریٹس رہنے والا اثنیہ کا ہے اپالودورس (Apollodorus) کا لڑکا ہے عظیم الشان اور دولت مند گھرانے سے ہے۔ وہ بذات خود باعتبار طبیعی قابلیت کے اپنے ہم عمر نوجوان کا عمدہ ہمسر ہے اور میں یقین کرتا ہوں اور وہ آرزومند ہے کہ ریاست میں نام و نمود پیدا کرے اور یہ نتیجہ۔ اس کو توقع ہے کہ تمھارے ساتھ وابستہ ہونے سے اس کو حاصل ہوگا۔ اب جبکہ تم نے ہمارا پیغام سن لیا اب تم اس پر غور کرو کہ اس بحث پر صرف ہم اپنے آپس میں گفتگو کریں یا اس کو عوام الناس میں لائیں۔

اس نے جواب دیا سقراط یہ خوب ہے کہ تم میرے بارے میں یہ احتیاط کرتے ہو۔ جب کوئی اجنبی طاقتور شہروں میں گزرتا ہے اور ان میں سے ہر ایک میں اوطفی کو یا نوجوانوں سے ملاقات کرتا ہے تاکہ وہ اپنے اہل ملک کی صحبت کو ترک کریں خواہ قرابت دار ہوں خواہ نہ ہوں بوڑھے ہوں یا جوان ہوں اور یہ لوگ اپنے آپ کو اس نوجوان سے وابستہ کریں اس امید پر کہ اس صحبت سے وہ بہتر ہو جائیگا جب وہ ایسا کرتا ہے تو میں کہتا ہوں کہ وہ بہت سی احتیاطیں نہیں کر سکتا کیونکہ اس کے طریقہ میں کچھ کم رشک نہیں ہے بدنیتی سے یا فی الواقع منصوبے ہوتے ہوں۔ سوفسطائی کا پیشہ میں مانتا ہوں کہ قدیم ہے مگر اس کے اساتذہ اگلے زمانے میں اس

کراہت سے جو اس کے ساتھ ہمیشہ سے لگی ہوئی ہے کہ انھوں نے ہمیشہ اس کو
مفروضہ پردے میں چھپایا۔ بعض نے اس کو شعر کے پردے میں پوشیدہ کیا
مثلاً ہومر (Homer) ہریود (Heriod) سائمونیڈس (Simonides) کے
کسی نے تصوف کے رسوم اور وحی والہام کے حجاب میں مثل آرفیوس
(Orpheus) میوزیوس (Muaeus) اور ان کے مقلدین کے اور لوگوں کے 188
بارے میں سنا ہے کہ انھوں نے جمناسٹک کے فنون کا پردہ ڈالا مثلاً اکس
(Iccus) تارنٹم (Tarentum) کا باشندہ اور اس زمانے کا سوفسطائی جو اپنے
معاصرین سے کم نہیں ہے ہیروڈیکس (Harodicus) سیلمبریہ (Selymbria)
کا باشندہ اور سابق میں میگارہ (Megara) کا موسیقی وہ حجاب تھا جس کو
تمہارے ہموطن اگیتھولیڈس (Agatholides) نے ڈالا تھا اور پیتھوکلائیڈس
(Paythoclides) سیوس (Ceos) کا رہنے والا اور اکثر اور لوگ بھی چونکہ عموماً
اس کے مکروہ ہوجانے کا اندیشہ لگا تھا اس لئے تمام کامل سوفسطائیوں
نے اپنے پیشہ کو مختلف فنون کے حجاب میں چھپایا۔ لیکن میں بجائے خود ان
سب سے اختلاف رکھتا ہوں جہاں تک اس پوشیدگی کا دخل ہے کیونکہ
میں خیال کرتا ہوں کہ وہ مقصد کے حصول سے بہت دور رہے چونکہ ان کے
راز کو اہل حکومت سمجھ گئے اپنی اپنی ریاستوں میں یعنی وہی لوگ جن کے دھوکا
دینے کو یہ حجاب اختیار کئے گئے تھے چونکہ عام گلہ اپنے بارے میں کچھ امتیاز
نہیں رکھتا بلکہ اگلے لوگوں کی ہم آہنگی جن کو اگلوں نے شائع کیا تھا۔ جب
کوئی شخص چاہتا ہے کہ فرار ہوجائے اور بعوض اس کے عین موقعہ پر ماخوذ
ہوجاتا ہے وہ صرف بڑا احمق ہی نہیں خیال کیا جاتا بہ سبب اپنی سعی بے حاصل
کے بلکہ ضرورتاً اپنے آپ کو زیادہ قابل نفرت بنا لیتا ہے بہ نسبت سابق کے
کیونکہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ فلاں شخص اپنے قصوروں پر دغابازی کا اضافہ
کرتا ہے۔ ان وجوہ سے جو راستہ میں نے اختیار کیا ہے وہ ٹھیک اس کے
مقابل ہے۔ میں نے ہمیشہ سوفسطائی ہونے کا اعتراف کیا ہے اور نوجوانوں
کے معلم ہونے کا اور میں اپنی اس احتیاط کو زیادہ موثر سمجھتا ہوں بہ نسبت

ان کی احتیاط کے یعنی میں اعتراف کو زیادہ محفوظ سمجھتا ہوں بہ نسبت انکار کے۔
اس کے ساتھ اضافہ کر کے میں نے اور احتیاطیں تجویز کی ہیں چنانچہ شکر ہے عالم 189
بالا کا مجھے اپنے پیشہ کے اقرار کرنے سے کوئی ضرر نہیں پہنچا تاہم میں ایسے اس میں
سالہائے دراز سے مشغول ہوں ایسی صورت بخوبی ہو سکتی ہے اس خیال
سے تعداد ان برسوں کی بہت ہے کہ ہم نے ایک ساتھ عمر بسر کی ہے۔ اسقدر
برسوں سے کہ تم میں کوئی ایسا نہیں ہے کہ سن دراز ہونے کے اعتبار سے جس کا
باپ میں نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا میں اس کو زیادہ تر گوارا کرتا ہوں اگر تم اس پر
معترض نہ ہو کہ تمھارے پیغام پر سب کے سامنے بحث کی جائے جو اس گھر کے
ساکن ہیں۔ اس بات کو سن کے مجھ کو فوراً شبہ ہوا کہ اس کے دل میں ہے کہ
ہم کو پرو ڈیکس اور ہپیاس کے آگے پیش کرے اور اس کو ظاہر کرائے کہ ہم
اس کے شائق اور قدر شناس ہو کے آئے ہیں۔ لہٰذا میں نے کہا ہم پروڈیکس
اور ہپیاس کو کیوں طلب کرتے کہ وہ مع اپنے مقلدین کے یہاں حاضر ہو کے
ہماری گفتگو سنیں؟

اس نے جواب دیا ہم کو ضرور ایسا کرنا چاہیے۔

کیلیاس نے مشورتاً کہا تمھاری کیا رائے ہے یہاں ایک باضابطہ
دیوان (وزارت خانہ) منعقد ہونا چاہیے تاکہ تم جلوس کر کے گفتگو کرو؟
اس کی تجویز منظور کر کے ہم سب گفتگو کرنے کو خوش ہو کے بیٹھ گئے اس خیال سے
کہ ایسے ہوشیار آدمیوں کو سنیں گے اور اپنے ہاتھوں سے تپائیوں اور کرسیوں
کو اٹھا لیا اور ترتیب وار ہپیاس کی جانب لگا دیا چونکہ تپائیاں خود اسکے
قریب موجود تھیں۔ قبل اس کے کہ ہم نے اس ترتیب کو تمام کیا کیلیاس
اور السی بیاڈیس جو پروڈیکس کو لینے گئے تھے اس کو اور اس کی گروہ کو لے کے
واپس آ گئے ہم پروفیسر کو بستر سے اٹھانے میں کامیاب ہوئے۔ جوں ہی ہم
اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے بروطاغورس نے تقریر شروع کی اس نے کہا پس اب
سقراط چونکہ یہ شرفا ہمارے فرقے میں شریک ہو گئے ہیں پس جو تم نے مجھ سے
چند دقیقہ پیشتر اس جوان کے باب میں کہا تھا اس کو پھر کہو۔

میں نے کہا میں اپنے پیام کا افتتاح کرتا ہوں اسی طریقے سے جیسے میں نے پیشتر کیا تھا میں اپنے دوست ہپوکریٹس کو پیش کرتا ہوں جو آرزومند ہے کہ تمہارا شاگرد ہو جائے اور وہ کہتا ہے کہ میں خوش ہوں گا اگر معلوم ہو کہ آپ کی تعلیم سے مجھ کو کیا فائدہ حاصل ہوگا اس قدر تو ہم نے معاملہ کی گفتگو کی۔ اسکے جواب میں پروطاغورس نے ہپوکریٹس سے کہا۔ میرے نوجوان دوست اگر تم میرے شاگرد ہو گے تم کو معلوم ہوگا کہ پہلے ہی دن میرے شاگرد ہونے کے تم بہتر انسان ہو کے گھر جاؤ گے بہ نسبت اس کے کہ تم آئے تھے دوسرے دن بھی ایسا ہی نتیجہ ہوگا پھر اسی طرح تم رفتہ رفتہ روزانہ ترقی کرتے رہو گے۔

میں نے جواب دیا پروطاغورس تمہارے اس اقرار میں تو کچھ تعجب کی بات نہیں ہے صرف از روئے طبیعت اس کی توقع ہو سکتی ہے چونکہ مجھکو یقین ہے کہ تم نے بھی عمر اور دانائی میں جو ترقی کی جیسے تم بالفعل ہو بغیر ترقی کے نہیں رہ سکتے تھے جب تم کو کسی ایسے معاملہ میں جس سے تم امکاناً ناواقف تھے تم کو شعور حاصل ہوا۔ نہیں ہم اس قسم کا جواب نہیں چاہتے بلکہ مذکورۂ ذیل قسم کی کوئی بات۔ فرض کرو ہمارا دوست جو یہاں موجود ہے اس کے پیشتر ایک جدید خیال پیدا کرتا اور آرزومند ہوتا کہ اپنے آپ کو نوجوان مصور

191 زیوکسی پس (Zeuxippus) ساکن ہرقلیہ (Heraclia) سے وابستہ کرے جو ابھی تھوڑی مدت سے اثینیہ میں آیا ہے اور یہی استدعا اس سے کرتا جواب تم سے کرتا ہے اور اس سے جواباً ٹھیک وہی سنتا کہ ہر روز اس کی حاضری کا تازہ ترقی سے روشناس ہوگا اور وہ آگے بڑھتا جائے گا۔ اگر ہمارا نوجوان اس جواب پر قانع نہ ہوکے اور کچھ تحقیق کرتا کہ تمہارے نزدیک میں کس چیز میں ترقی کروں گا اور کس چیز میں آگے بڑھتا جاؤں گا؟ زیوکسی پس کہتا مصوری میں۔ اور اسی طرح اگر ارتھاگورس (Orthagoras) ساکن تھیبس (Thebes) سے درخواست کرتا اور اس سے وہی سنتا جو تم سے سنا وہ بڑھتا تھا کہ دریافت کرے وہ کونسا امر ہے (نقطہ) جس میں وہ روزانہ ترقی کرے گا اپنی روزانہ حاضری سے؟ نے نواز جواب دے گا نے بجانے میں۔ پس یہ قسم

جواب کی ہے جو میں چاہتا ہوں کہ تم ہپوکریٹس کو اور مجھ کو دو چونکہ میں اس کی طرف سے تم سے دریافت کرتا ہوں۔

اگر میرا دوست جو یہاں موجود ہے تمھارا شاگرد ہو جائے بروطاغورس تو وہ پہلے دن اپنی حاضری کے بہتر انسان ہوکے گھر جائے گا بہ نسبت اس کے کہ جب وہ آیا تھا اور اس کے بعد ہر روز وہ ویسی ہی ترقی کرتا رہیگا۔ کاہے میں بروطاغورس؟

کس چیز میں وہ ترقی کرے گا؟

اس نے جواب دیا سقراط تمھارا سوال عمدہ ہے اور میں عمدہ سوالات کے جواب دینے سے خوش ہوتا ہوں۔ اگر ہپوکریٹس میرے پاس آئے گا اس کی ایسے خدمت نکی جائے گی جیسی اگر وہ کسی اور سوفسطائی سے وابستہ ہوتا تو کی جاتی۔ سوفسطائی اپنے شاگردوں سے برا سلوک کرتے ہیں۔ ٹھیک جیسے ہی لڑکے مدرسہ کی پڑھائی سے نکلتے ہیں۔ یہ معلم ان کو دوبارہ ان کو اسی قدیم دستورالعمل پر ڈھکیل دیتے ہیں اور ان کو سبق دیتے ہیں 192
(جب وہ کہہ رہا تھا تو اس نے ہپیاس کی طرف دیکھا) علم حساب میں علم ہیئت میں علم ہندسہ میں اور موسیقی میں درحالیکہ جب کوئی نوجوان میرے پاس آتا ہے تو وہ کسی مضمون میں تعلیم نہیں پاتا الا اس مضمون میں سبق لیتا ہے جس کو وہ سیکھنے آیا ہے۔ اور جو وہ سیکھے گا وہ یہ ہے ایسی دانائی خانگی تعلقات میں جس سے وہ خود اپنے گھر کا انتظام کرنے کے قابل ہو جائے ایسی دانائی امور عوام میں جس سے مدبر سلطنت اور خطیب ہو جانے کے قابل ہو سکے۔

میں نے کہا مجھے حیرت ہے کہ میں تمھارے مفہوم کو سمجھ سکتا ہوں میں سمجھتا ہوں کہ تم فن سیاست پر کلام کرتے ہو اور تم لوگوں کو اچھے شہری بنانے کا ذمہ لیتے ہو۔

اس نے جواب دیا سقراط ٹھیک یہی پیشہ ہے جس کو میں عمل میں لاتا ہوں۔

میں نے کہا تو کیا شاندار سچائی ہے یہ فن وہی ہے جس پر تم کو تصرف ہے اگر یہ واقعہ ہو کہ تم اس پر متصرف ہو کیونکہ ایسے انسان کو جیسے تم ہو میں کچھ نہ کہوں گا بجز اس کے کہ جو میرا خیال ہے کیونکہ پروطاغورس بجائے خود میرا ہمیشہ سے یہ خیال ہے کہ یہ ہنر قابل تعلیم کے نہیں ہے مگر جب تم اس کو قابل تعلیم کہتے ہو تو میں نہیں جانتا کہ تمھاری بات کیونکر نہ مانوں۔ میرے وجوہ سے اس امر کے یقین کرنے کے لئے کہ یہ نہیں سکھایا جا سکتا یا ایک انسان سے دوسرے انسان کو اطلاع نہیں کی جا سکتی میرا اعتقاد وہی ہے جو تمام یونان کا ہے کہ اتھنیہ کے باشندے دانشمند لوگ ہیں۔ اب میں مشاہدہ کرتا ہوں کہ ہماری جملہ مجالس میں جو انجمن میں ہوں جب کبھی کوئی موقع ہو جس میں عوام کا کوئی معاملہ طے کیا جائے جو متعلق ہو تعمیر مکان سے تو معمار بلائے جاتے ہیں تاکہ وہ اس معاملہ میں مشورہ دیں جب تعمیر جہاز کا تعلق ہوتا ہے تو جہاز کے بنانے والے بلائے جاتے ہیں اور یہی عمل جملہ فنون میں ہوتا ہے جن فنون کو وہ سمجھتے ہیں جو قابل سیکھنے اور سکھانے کے ہیں۔ لیکن جس شخص کو وہ سمجھتے ہیں کہ فن زیر بحث کا اہل نہیں ہے دخل در معقولات کرتا ہے خواہ وہ شخص کیسا ہی خوبصورت یا دولتمند یا عالی خاندان ہو اس کے قول کو سماعت میں نہیں لاتے وجوہ مذکورہ سے بلکہ اس پر استہزا اور تمسخر کا مینہ برسا دیتے ہیں جبتک کہ وہ شخص جو مقرر ہونے والا ہے اپنے آپ کو اس غلغلہ کا تابع کر دیتا ہے یا قدر انداز اس کو نشانے سے گرا دیتا ہے اور بحکم پری ٹومس (Prytumes) وہ گھسیٹ کر نکال دیا جاتا ہے۔ وہ ایسا طریقہ اختیار کرتے ہیں کہ ہر کاروبار میں جس کو وہ سمجھتے ہیں کہ ایک فن سے تعلق رکھتا ہے لیکن جب کبھی کوئی معاملہ جس کو تعلق سرکاری نظم و نسق سے ہو جس میں مباحثہ کی ضرورت ہوتی ہے تو کوئی کھڑا ہو جاتا ہے جو خوش ہو کے اور اس کو نصیحت کرتا ہے اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ وہ نجار ہو یا لہار یا موچی ہو سوداگر ہو یا سوداگری جہاز کا ناخدا ہو دولتمند ہو یا مفلس ہو بلند مرتبہ ہو یا پست مرتبہ ہو اور اس صورت میں کوئی شخص مثل پہلی

صورت کے یہ نہیں سوچتا کہ مقرر پر اعتراض کرے یہ کہ بغیر کہیں تعلیم پائے ہوئے بغیر اس کے کہ کسی معلم نے اس کو ہدایت کی ہو وہ مشورہ دینے پر آمادہ ہو جاتا ہے صاف ظاہر ہے کہ سب یقین کرتے ہیں کہ یہ فن قابل تعلیم نہیں ہے۔ بلکہ نہ صرف سرکاری کام میں جو اس اصول پر کیا جائے بلکہ خانگی زندگی میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے بہترین اور دانشمند ترین شہر والے اس قابل نہیں ہیں کہ جو فضیلت ان کو حاصل ہے دوسروں کو دے سکیں۔ مثلاً 194
فرض کرو پریکلیس جو ان دونوں نوجوانوں کا باپ ہے۔ ہر چیز جو ایک استاد سکھا سکتا ہے اس نے ان دونوں کو آزاد تعلیم دی ہے اور خوب تعلیم دی ہے لیکن اپنی خاص حکمت میں نہ ان کو خود تعلیم دیتا ہے نہ کہیں اور تعلیم کے لئے روانہ کرتا ہے بلکہ مثل ان بیلوں کے جو دیوتاؤں کو نذر کئے جاتے ہیں یہ مطلق العنان جہاں چاہتے ہیں گھومتے چرتے پھرتے ہیں اپنے خوشی خواہاں اگر حسن اتفاق سے انکا گزر نیکی پر ہو جائے تو وہ خوبی قسمت ہے۔ کیا تم کوئی اور معاملہ دیکھنا چاہتے ہو؟ کلی نیاس چھوٹا بھائی ہمارے دوست السی بیادیس کا یہاں موجود ہے۔ اس کا محافظہ ہی پریکلیس اس خوف سے کہ کہیں السی بیادیس اس کی تخریب کا باعث ہو جس نے اپنے آپ کو اس کی صحبت سے جدا کر لیا اور خود ایریفرن کے گھر میں داخل ہو گیا تاکہ تعلیم پائے لیکن وہاں چھ مہینہ بھی نہ ہوئے تھے کہ ایریفرن (Ariphron) نے اس کو محافظ کے سپرد کر دیا کہ وہ اس کے ساتھ کچھ نہیں کر سکتا۔ اور اس طرح میں مثال پر مثال ایسے انسانوں کی دے سکتا ہوں جو خود نیک ہیں مگر نہ اپنے لڑکوں کو نیک بنا سکے نہ دوسرے لوگوں کے لڑکوں کو اور یہ پروطاغورس ہے ایسی مثالوں کے مشاہدے جس سے مجھ کو یقین ہو گیا کہ نیکی ایسی چیز نہیں ہے جو سکھائی جا سکے اگرچہ میں بہرکیف سنتا ہوں کہ تمھاری رائے اس کے خلاف ہے کہ یقین میں تنزلزل ہو گیا ہے اور میرا میلان خیال کا یہ ہے کہ جو تم کہتے ہو اس میں کوئی بات ہو گی چونکہ میں تمھارے تجربہ کو بہت وسیع جانتا ہوں اور تمھارے اکتسابات کو بہت زیادہ خیال کرتا ہوں۔ اور تمھارے ایجادات عالی ہیں۔

195 پس اگر تم اس کو برہان سے ثابت کر سکتے ہو تو اس کو ہم سے عزیز نہ رکھو کہ نیکی قابل تعلیم کے ہے میں منت کرتا ہوں کہ اپنی برہان سے ہم کو اطلاع دو۔

اُس نے جواب دیا نہیں سقراط میں ایسا نہیں کروں گا۔ مگر یہ کہو تم اسکو ترجیح دو گے کہ میں جیسا کہ ایک بزرگ کے شایان ہے جو خوردوں سے مخاطب ہوتا ہے کہ اپنے ثبوت کو بطور ایک خیالی افسانے کے ادا کروں یا قدم بقدم چلوں سنجیدہ بحث کے طرز سے اکثر نے اس مجمع سے جواب بآواز بلند دیا کہ جس طرح تم کو پسند ہو وہی کرو۔ اس نے کہا اچھا چونکہ تم میری پسند پر اسکو چھوڑتے ہو میں اس کو زیادہ خوشگوار سمجھتا ہوں کہ تم سے ایک افسانہ کہوں ایک زمانہ تھا جبکہ دیوتا تھے اور فانی نسلیں موجود نہ تھیں مگر جبکہ قانون قضا و قدر سے ایک زمانہ آیا کہ یہ دونوں پیدا کئے جائیں دیوتاؤں نے ان کو زمین کے باطن میں وضع کیا مٹی اور آگ کی آمیزش سے اور ان جوہروں سے جو ان دونوں کو ترکیب دیتے ہیں اور جب وہ آمادہ ہوئے کہ انکو روشنی میں لائیں انھوں نے پرامیتھیوس (Prometheus) اور اپی میتھیوس (Epimetheus) کو حکم دیا کہ انھیں سازوسامان سے آراستہ کریں اور دونوں کو مناسب عطیات بخشے اپی میتھیوس نے اپنے بھائی سے یہ التجا کی کہ سازو سامان کی تقسیم کو مجھ پر چھوڑ دو اور جب میں اپنا کام پورا کرلوں تو تم براہ عنایت اس پر نظر ثانی کر لینا۔

جب اس کی درخواست منظور ہو گئی تو اس نے تقسیم شروع کی۔ بعض کو اُس نے قوت بخشی بغیر رفتار کے دوسرے جو ضعیف تھے ان کو اس نے رفتار عنایت کی بعض کو سلاح جنگ سے آراستہ کیا مگر ان کو جو سلاح
196 جنگ سے محروم رہے ان کے لئے کوئی ایسا عطیہ تجویز ہو جس سے وہ اپنی حفاظت کر سکیں۔ جانور جن کو کمزور ہاتھ پاؤں دئے تھے ان کو قوت پرواز سے سرفراز کیا تاکہ پروبال کو کام میں لا کے محفوظ رہیں بعض کو زیر زمین پناہ لینے کی جگہ دی جن کو تن و توش بخشا وہ اپنے تن و توش سے حفاظت میں رہے۔ اور اس طرح تمام تقسیم مساوات کے اصول کو قائم رکھا اس کا

مقصد ان تمام حکمتوں سے یہ تھا کہ کوئی نوع فنا نہ ہو جائے۔ سب کے لیے ایسے وسائل مہیا کئے کہ باہمی کدوکاوش سے محفوظ رہ سکیں۔ موسموں کی سختیوں سے بچانے کے لئے گھنے ہوئے سمور اور مضبوط پوست سے ملبس کیا تاکہ جاڑے پالے اور تابستانی حرارت سے بچا رہے اور آرام کرنے کے لئے ہر ایک کو اس کے مناسب بستر بخشا۔ پیروں کی حفاظت کیلئے بعضوں کو کھر دئے اور دوسروں کو بال اور ایسی کھال دی جس میں خون نہ ہو اس کی دوسری تدبیر یہ تھی کہ ہر ایک کے لئے مختلف اقسام کی خورش مہیا کی جائے ایک جنس کو زمین کی جڑی بوٹی دوسروں کو درختوں کے پھل تیسرے کو درختوں کی جڑیں اور چوتھے کے لئے مقدر کیا کہ دوسرے جانوروں کو شکار کر کے کھائیں ان کے توالد کی رفتار کو سست کر دیا اور جو شکار ہوتے تھے ان کی نسلوں کو ترقی دی تاکہ تلافی ہوتی رہے اس طرح ان کی انواع کی حفاظت کی۔ ازبسکہ اپی میتھیوس بالکلیہ دانشمند نہ تھا اس نے غفلت سے جملہ عطیات کو بموجب اپنے حکم کے جتنی مخلوقات صرف کر دیا۔ اب اس کے پاس بغیر وجہ معاش انسانی خاندان رہ گیا وہ نہیں جانتا تھا کہ کیا کرنا چاہئے۔

جب پرامیتھیوس اس طرح مضطرب ہوا تو اس نے اپنی تقسیم پر نظر ثانی شروع کی اس نے معلوم کیا کہ اور سب جانور ہر طور سے باسامان 197
تھے مگر انسان کے پاس نہ پوشش تھی نہ خورش یا برہنہ بلا بستر اور بغیر سلاح جنگ کے تاہم ابھی تک وہ تقدیری دن قریب تھا جبکہ انسان بھی باطن زمین سے نکل کے روشنی میں آنے والا تھا۔ لہذا پرامیتھیوس گھبرایا ہوا تھا کہ سلامتی کا کیا وسیلہ تجویز کیا جائے اس حد پر آ کے اس نے ایجاد کا فن ہیفیسطوس (Hephaestus) اور اتھینی (Athene) سے اڑایا مع آگ کے کیونکہ بغیر آگ کے نہ اس کا اکتساب ہو سکتا تھا نہ استعمال اور انسان کی نسل کو نذر کر دیا اس طرح انسان نے فنون معاش کو حاصل کیا لیکن دستور مملکت اس کے پاس نہ تھا کیونکہ وہ زیوس (Zeus) کے گھر میں رکھا گیا تھا اور اس قلعہ میں

جو زیوس کا مسکن تھا پرامیتھیوس کو داخلہ کی اجازت نہ تھی طرہ یہ کہ زیوس کے نگہبان بڑے شدید تھے لیکن مشترک مکان میں اتھینی اور ہیفیسطوس جہاں وہ دونوں ملکے کام کرتے تھے اس حرفہ کا کام جو ان کو پسند تھا وہ چوری سے داخل ہوگیا اور آتشی عمل کو ہیفیسطوس کے اور دوسرا جو اتھینی سے مخصوص تھا اور انسان کو بخش دیا اسی سے انسان کو بکثرت اسباب معاش مل گئے۔ مگر پرامیتھیوس کو بھائی کے جرم پر بہت جلد چوری کی سزا مل گئی۔

انسان خدائی حالت کا شریک بنا دیا گیا۔ اولاً تو وہ (انسان) بڑے دیوتا سے قرابت رکھتا تھا صرف یہی ایک جانور تھا جس نے دیوتاؤں کو مانا اور معبد اور بت اور قربان گاہیں دیوتاؤں کے لئے بنائے۔ ثانیاً اپنے ہنر سے آوازوں کو جوڑا اور الفاظ وضع کئے اور اپنے لئے مکانات تعمیر کئے اور لباس درست کیا اور جوتے اور بستر بنایا اور زمین سے خوراک پیدا کی۔

198 یہ سب مہیا ہوگیا مگر انسان اولاً جدا جدا رہتے تھے کوئی یہاں کوئی وہاں ابھی تک شہر آباد نہیں ہوئے تھے وہ فرد فرد وحشیاں صحرا کے شکار ہو جاتے تھے کیونکہ جہاں کہیں مل جاتے تھے وہ وحشیوں سے کمزور تھے اور ان کا میکانی ہنر اگرچہ ان کی وجہ معاش کے لئے کافی تھا لیکن جانوران صحرائی سے جنگ کے لئے ناکافی تھا کیونکہ اب تک سیاست کا ہنر ان میں موجود نہ تھا جس میں فن حرب داخل ہے لہذا وہ باہمدیگر ملکے بیٹھیں اور اپنی جانیں بچائیں شہروں کو آباد کرکے۔ لیکن جب وہ جمع ہوتے تھے تو ایک دوسرے کو ضرر پہنچاتے تھے چونکہ ان میں فن سیاست نہ تھا پس وہ پھر علیحدہ ہو جاتے تھے اور پھر ہلاک ہوتے تھے زیوس کو خوف ہوا کہ نسل انسانی بالکل فنا نہ ہو جائے ہرمس کو بھیجا تاکہ انسانوں کے پاس عدالت اور حیا کو لیجائے تاکہ وہ شہروں کا انتظام کریں اور دوستی کا رشتہ مستحکم کیا ہرمس نے زیوس سے پوچھا کہ کس طریقہ سے وہ انسانوں میں شرم اور عدالت کو گزرانے۔ کیا میں ان کو

تقسیم کروں اسی طرح جس طرح فنون تقسیم کئے گئے؟ جو اس طرح تقسیم کئے گئے ہیں ایک انسان کو فن طبابت دیا گیا تاکہ جماعت کثیر اس سے مستفیض ہو جو طبیب نہیں ہیں اور یہی حال دوسری حرفتوں کا ہوا۔ کیا اسی طرح میں شرم اور عدالت انسانوں میں تقسیم کروں یا سب کو یکساں تقسیم کروں؟ زیوس نے کہا سب کو یکساں سب کو شریک ہونا چاہئے کیونکہ شہر نہیں بنائے جا سکتے اگر چند ہی آدمیوں کو شریک کیا جائے جس طرح دوسرے فنون۔ نہیں بلکہ ایک قانون مجھ سے لیکے وضع کرو کہ جو شخص شرم اور عدالت میں حصہ لینے کے قابل نہو وہ قتل کیا جائے چونکہ وہ شہر کے لئے مثل وبائی مرض کے ہے۔

اس طرح تم کو اس کی وجہ کا علم ہوگا سقراط کیوں اثینیہ والے اور 199
دوسرے جب کوئی عمدگی کا مسئلہ پیش ہو فن نجاری میں یا کسی اور دستکاری میں خیال کرتے ہیں کہ چند ہی لوگ ایسے ہوں گے جو ان کو مشورہ دے سکتے ہیں۔ اور کیوں اگر کوئی شخص چند کے شمار میں نہ ہو مشورہ دینے کی جرات کرتا ہے تو وہ لوگ اس کی سماعت سے انکار کرتے ہیں جیسا تم کہتے ہو اور اسکے جائز رکھنے سے انکار کرتے ہیں جیسے میں مانتا ہوں لیکن جب وہ سیاسی فضیلت پر کبھی بحث و مباحثہ میں شریک ہوتے ہیں جس کو لازم ہے کہ عدالت اور دانشمندی پر مبنی ہو تو وہ ہر مقرر کو معقولیت سے سنتے ہیں خواہ وہ مقرر کوئی ہو اور وہ اس کو ہر شخص کا فرض سمجھتے ہیں کہ اس نیکی میں شریک ہو اگر کسی اور میں شریک نہ ہو اگر ایسا نہ ہو تو کوئی شہر موجود نہیں رہ سکتا۔

سقراط یہ حقیقی سبب اس واقعہ کا ہے تاکہ تم یہ نہ خیال کرو کہ یہ تم ہی پر لازم کیا گیا ہے بلکہ یہ سمجھو کہ درحقیقت یہ کل کی رائے ہے کہ تمام انسان عدالت میں اور سیاسی نیکی میں عموماً شریک ہیں یہ ثبوت سب پر اضافہ ہے۔ جملہ قسموں میں فضیلت کی مثلاً اگر ایک شخص دعوی کرتا ہے کہ وہ نے نوازی میں مہارت رکھتا ہے یا کسی اور فن میں خواہ وہ کوئی فن ہو جبکہ حقیقت میں ایسا نہیں ہے لوگ اس کا پیچھا نہیں چھوڑتے اور اس کا تمسخر اور اس کی تحقیر کرتے ہیں۔ اندازاس کے اعزا تک کے اس کو زجر و توبیخ کرتے ہیں اور

اس کو دیوانہ بناتے ہیں مگر درصورت عدالت کے اور سیاسی نیکی کے باوجودیکہ
کوئی شخص ناقص سمجھا جائے اس فضیلت میں لیکن اگر وہ اپنا حال سچ سچ کہدے
بہت سے سامعین کے روبرو یہ اعتراف سچائی کا جو پہلی صورت تو نیک نیتی
پر محمول ہوا تھا اس صورت میں دیوانگی سمجھی جائے گی اور یہ کہا گیا ہے کہ
ہر شخص کو لازم ہے کہ وہ عادل ہونے کا دعویٰ کرے خواہ وہ ایسے ہوں خواہ
نہ ہوں اور وہ اور اگر وہ دعویٰ نہ کرے تو اس کے حواس میں فتور ہے یہ ضرور 200
ہے کہ ہر فرد انسان کسی درجہ تک عدالت میں شریک ہو اگر اس کو انسانوں
میں رہنا ہے۔

اسقدر اس کے ثبوت کے لئے کافی ہے کہ اس خاص فضیلت میں لوگ ہر شخص کو مجاز کرتے ہیں کہ وہ اپنی مصلحت پیش کرے کیونکہ وہ یقین کرتے ہیں کہ ہر شخص کا اس میں حصہ ہے اور ماورا اس کے یہ ہے کہ لوگ اس کو فطری اور خود بخود نشو و نما پانے والی نہیں سمجھتے بلکہ جہاں کہیں یہ موجود ہو تعلیم اور تعلم کا نتیجہ ہے میں اس کو آیندہ برہان سے ثابت کروں گا۔ اگر تم ان سب برائیوں پر توجہ کرو جن کو انسان یقین کرتے ہیں کہ ہمارے ہمسائے رکھتے ہیں یا فطرت کے قصور سے یا تقدیر کی کوتاہی سے تم ملاحظہ کروگے کہ کوئی شخص ان سے آزردہ نہیں ہوتا جو اس طور سے مبتلا ہیں نہ کوئی ان پر جبر کرتا ہے نہ کوئی ان کی تعلیم یا اصلاح کی کوشش کرتا ہے تاکہ ان میں ایسی تبدیلی ہو وہ بہتر ہو جائیں ان کے اوپر محض رحم آتا ہے۔ کون ایسا بے عقل ہوگا کوئی ایسے شخص کے پاس نہیں جاتا تاکہ کسی طریقہ سے اس کا علاج کرے اگر کوئی بدصورت یا پستہ قد یا ضعیف و نزار ہو؟ کوئی شخص صریحاً ایسا نہیں کرتا کیونکہ کوئی میری دانست میں ایسا جاہل نہیں ہے اس قسم کی برائیاں یا اس کے مقابل خوبیاں انسانوں میں یا اتفاق سے واقع ہوتی ہیں یا فطرتاً یا تقدیر سے۔ اب دوسری طرف ان قابلیتوں پر نظر کرو جن کی نسبت یقین ہے کہ عمل یا مشق یا تعلیم سے اکتساب کی جاتی ہیں اگر کوئی شخص ان قابلیتوں کے عوض اس کے مقابل کی بدیاں رکھتا ہو

ہو اس صورت میں اگر میں غلط نہ کرتا ہوں قوت استحضار کو جوش ہوتا ہے
تعذیر دی جاتی ہے اور ملامت عمل میں آتی ہے۔ اس قسم سے ظلم اور
بیدینی کی منفرد مثالیں موجود ہیں درحالیکہ کامل مقابل سیاسی فضیلت
کا یہ درجہ قرار پایا ہے اور اسی سے ہر شخص اپنے ہمسایہ سے آزردہ ہوتا
ہے اپنے ہمسایہ کو ذمہ دار ٹھہراتا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کیونکہ 201
ہر شخص کو یقین ہے کہ یہ فضیلت تعلیم اور عادت سے حاصل ہوتی ہے۔
نہیں بلکہ سقراط اگر تم مشاہدہ کرو اور مفہوم تعذیر کا سمجھو یہ عمل خود تم کو
سکھا دے گا کہ دنیا کی رائے میں بہرطور فضیلت ایک ایسی شے ہے
جس کا اکتساب ہوسکتا ہے کوئی شخص جب مجرم کو تعذیر دیتا ہے وہ اپنا
خیال اس واقعہ کی جانب متوجہ نہیں کرتا یا اس کو اس واقعہ پر تعذیر نہیں
دیتا کہ اس سے جرم کا ارتکاب ہوا ہے البتہ اگر وہ اپنے مجرم کا تعاقب
وحشیانہ انتقام کے لئے بہائم کی طرح کرتا ہو تو وہ اور بات ہے۔ نہیں جو
معقول حیثیت سے تعذیر دیتا ہو وہ گزشتہ جرائم کی وجہ سے نہیں تعذیر دیتا
کیونکہ جو ہو گیا اس کی تلافی نہیں کرسکتا۔ بلکہ آئندہ کے لئے تاکہ خود مجرم اور
وہ سب جنھوں نے تعذیر کا مشاہدہ کیا ہے من بعد ارتکاب جرم سے باز
رہیں۔ اور جس کو اس مفہوم کا ادراک ہوتا ہے اس کو اس مفہوم کا بھی
ادراک ہوتا ہے کہ فضیلت سکھائی جاسکتی ہے۔ بہرطور وہ تعذیر دیتا
ہے اس وجہ سے تعذیر دیتا ہے کہ بدی متروک ہوجائے۔ لہذا یہ رائے
ان سب لوگوں کی ہے جو بطور خود یا سرکاری حیثیت سے تعذیر دیتے
ہیں۔ پس تعذیر اور اصلاح تمام دنیا دیتی ہے ان لوگوں کو جن کو وہ مجرم
یقین کرتے ہیں اور کوئی ان میں تمھارے شہریوں سے زیادہ نہیں ہے یعنی
اثینیہ والوں سے اور ان کا شمار انھیں لوگوں میں ہے جو فضیلت کو قابل
اکتساب وتعلیم خیال کرتے ہیں تمھارے اہل ملک اس کی وجہ کافی رکھتے
ہیں کہ نصیحت کو لہار اور موچی کے امور سیاسی میں سماعت کریں اور
ان کی رائے میں فضیلت ایک ایسی شے ہے جو تعلیم اور اکتساب کو

قبول کرتی ہے سقراط یہ تم پر ثابت ہو چکا ہے ایسی دلیلوں سے جن کو میں بجائے خود یقین دلانے والی سمجھتا ہوں۔

ابھی ایک مشکل اور باقی ہے جس نے تم کو پریشان کر رکھا ہے۔ تم پوچھتے ہو کہ یہ کیونکر ہوتا ہے کہ نیک باپ اپنے لڑکوں کو جملہ علوم میں تعلیم دیتے ہیں جو ان کے معلموں پر موقوف ہے اور ان کو ان علوم میں دانشمند کر دیتے ہیں لیکن وہ فضیلت جس میں وہ خود اچھے ہیں وہ ان کو دوسروں سے بہتر نہیں بنا سکتے۔ اس سوال کے جواب دینے میں سقراط میں تم کو قصہ کے طور پر نہیں مخاطب کروں گا بلکہ سنجیدہ دلیل پیش کروں گا اور ہم معاملہ پر اس طرح نظر کریں گے۔ کیا ایسی کوئی چیز نہیں جس میں جملہ ارکان کسی ریاست کے شریک ہوں اگر کوئی ریاست موجود ہو؟ کیونکہ اگر کہیں ہو تو اس مقام میں تمھاری مشکل کا حل پائیں گے۔ کیونکہ اگر ایسی چیز ہو اور یہ چیز نہ فن ہو نجار کا نہ کسیرے کا نہ کمھار کا بلکہ وہ عدالت اور تمیز اور تقدس ہو اور مختصر یہ کہ وہ جس کو مختصر طور سے میں ایک انسان کی فضیلت کہتا ہوں اگر یہ چیز ہو جس میں ضرور سب شریک ہوں اور جس کے ساتھ ہر ایک سبق سیکھا جائے اور ہر کام کیا جائے بغیر اس کے نہ کوئی سبق سیکھا جائے اور نہ کوئی کام کیا جائے اور وہ سب جو اس میں شریک نہ ہوں سکھائے جائیں اور ان کی اصلاح کی جائے خواہ وہ مرد ہوں خواہ عورتیں خواہ بچے جب وہ اس سلوک سے ترقی کریں۔ درحالیکہ وہ جو اصلاح اور تعلیم کی آواز پر کان نہ دھریں ملک سے خارج کئے جائیں یا قتل کئے جائیں کہ وہ ناقابل علاج ہیں۔ اگر یہ سب سچ ہو اور باوجود اس کے سچ ہونے کے صاحب فضیلت انسان اپنے بچوں کو سب دوسرے علوم میں تعلیم دیں اور اس میں تعلیم دئے جانے میں ناکامیاب رہیں خیال کرو کہ کیسے عجیب لوگ تم اپنے صاحب فضیلت لوگوں کو بناتے ہو۔ کیونکہ ہم نے ثابت کر دیا ہے کہ جیسے افراد اور مدبران ملک فضیلت کو یقین کرتے ہیں جو کہ ثمرہ ہے تعلیم اور تعلم کا اور اس یقین کے ساتھ وہ خود یہ ممکن ہے کہ فرض کریں کہ وہ اپنے بچوں کو علوم کی تعلیم دیتے ہیں جہاں موت

جہالت کی تعذیر نہیں ہے بلکہ علم میں اس چیز کے جس میں اگر وہ اپنے بچوں کو تعلیم دینے میں ناکام رہیں وہ اپنے اوپر سزائے موت اور جلاوطنی کو لازم کرتے ہیں اور علاوہ موت کے ضبطی ان کے مال کی مختصر یہ کہ بالکل بربادی ان کے گھر کی۔ کیا یہ ممکن ہے۔ میں کہتا ہوں یعنی اس بات کا خیال کرنا کہ اس کے علم میں یعنی فضیلت کے علم میں وہ اپنے لڑکوں بالوں کو تعلیم نہیں کرتے اور سب طرح سے ان کی خبرداری کرتے رہیں؟ یقیناً ہم کو یقین کرنا چاہئیے کہ وہ ایسا کرتے ہیں۔ ہاں سقراط ہنگام طفولیت سے زیادہ سن تک وہ ان کو تعلیم کرتے ہیں نصیحت کرتے ہیں جب تک جیتے رہتے ہیں۔ جب سے کوئی بچہ سمجھنے لگتا ہے کہ اس سے کیا کہا گیا جب کسی امر میں نزاع ہوتی ہے درمیان دایہ اور ماں اور اتالیق کے اور خود باپ میں یہ ترقی ہے ان کے سر وہ بچے کی نیکی ہر چیز سے جو کہی یا کی جائے وہ اس سے موقع نکال لیتے ہیں اس بات کے کہنے کا اور اس کی توضیح کا کہ فلاں چیز عادلانہ ہے اور یہ دوسری چیز ظالمانہ ہے یہ رویہ قابل عزت ہے اور یہ دوسرا رویّہ شرمناک ہے یہ کام مقدس ہے اور دوسرا بیدینی ہے یہ کام تم کو ضرور کرنا چاہئیے اور یہ کام نہ کرنا چاہئیے اگر بچے نے خوشی سے اطاعت کی تو سب خیریت ہے ورنہ اس سے وہی سلوک کیا جاتا ہے جو ایک پودھے سے کیا جاتا ہے یعنی اس کو مڑوڑتے اور جھکاتے ہیں اور سیدھا کرنے کی کوشش کرتے ہیں دھمکیوں سے اور گھونسوں سے۔ اس کے بعد وہ اس کو مکتب میں بھیجتے ہیں اور معلم کو قطعی حکم دیتے ہیں کہ لڑکوں کے چال چلن کی درستی میں بہت کوشش کی جائے بہ نسبت پڑھنے اور گانے کے۔ اور استاد اس کی خاص خبرداری کرتا ہے۔ اور جونہی لڑکے حرف شناس ہو جاتے ہیں اور لکھا پڑھنے لگتے ہیں جس طرح پہلے بولنا سمجھنے لگے تھے وہ ان کے سامنے تپائیوں پر اچھے شعرا کا کلام رکھ دیتے ہیں اور پڑھنے کے لئے مجبور کرتے ہیں کہ شعرا کے کلام کو حفظ یاد کریں اور ایسے اشعار کا انتخاب کرتے ہیں جس میں نصیحت ہو اور اکثر حکایات جو مدح وثنا پر مشتمل ہوں اور اگلے لائق لوگوں کی صفت وثنا ہو تاکہ لڑکا انکی

عظمت کرے اور ان کے مثل ہونے کی کوشش کرے کہ خود ایسا ہوجائے۔ اور
ٹھیک ایسی ہی اصول پر تعلیم موسیقی کے استاد کی ہے تاکہ خصائل میں سنجیدگی
پیدا کرے اور نوجوان کو بدی کرنے سے باز رکھے۔ اور مزید برآں جب استاد
نے ان کو باجے بجانا سکھایا پھر وہ اور عمدہ شاعروں کے تصانیف کی تعلیم
دیں اور ان کے استعمال کے لئے تغزل کا انتخاب کریں جس کو وہ ابھی موسیقی
میں ترتیب دیتا ہے اور اپنے شاگردوں کے ذہنوں کو اوزان اور تال میل
سے مانوس ہونے پر مجبور کرے اس انجام تک کہ ان کی طبیعت نرم ہو اور
حس زیادہ ہو تاکہ تال اور سُر کا شعور ہو اور مزید صفت تقریر اور کام
کرنے کی پیدا ہو کیونکہ انسان کی حیات اپنے جملہ مراحل میں نغمہ اور تال میل
کی مقتضی ہے۔ نہیں بلکہ وہ ان کو جمناسٹک کے اسکولوں میں بھیجتے ہیں تا کہ
بدن کی توانائی کے بڑھنے سے وہ زیادہ تر اپنے نیک دل لوگوں کی خدمت
کے قابل ہوجائیں اور طبیعی ضعف سے لڑائی کے میدان میں اپنی اور دوسرے مہمات
میں اپنی جگہ سے گریز نہ کریں۔ یہ نصاب تعلیم ہے اس کو ان بزرگوں نے مقرر
کیا ہے جو خود اس کی پیروی کرنے کے قابل ہیں یعنی سب سے دولتمند شہریوں
نے اور ان کے لڑکے سب سے پہلے مکتب میں گئے اور سب کے بعد انھوں
نے مکتب کو ترک کیا۔ اور جوں ہیں انھوں نے مکتب سے رخصت پائی ریاست
نے ان کو بطور خود مجبور کیا کہ قوانین کو سیکھیں اور ان کو بطور نمونہ کے سمجھ کے ان کے
پاس رہیں تاکہ وہ بے قاعدگی سے اپنے رجحانات کی پیروی نہ کریں۔ اور ٹھیک
اسی طرح جیسے استاد خوشنویس لڑکوں کے لئے اپنے قلم سے کٹ کھنے بنا دیتے ہیں تاکہ
جو لڑکے لکھنے میں بیڈھنگے ہیں لکھنے میں انھیں خطوں کے رخ پر چلیں اسی طرح ریاست بھی
ایک قانونی خط کشی کر دیتی ہے وہ قوانین جو قدیم نیک مقننین نے دریافت کئے
تھے۔ ریاست مجبور کرتی ہے اپنے ارکان ان سے ہدایت پائیں ان قوانین
پر عمل کرنے اور حکام کی اطاعت میں بھی۔ اور جو لوگ اس خط پر نہیں چلتے قانون
کی خلاف ورزی کرتے ہیں ریاست ان کو سزا دیتی ہے اور اس سزا کا نام
اصلاح رکھا گیا ہے یہاں بھی اور دوسرے مقامات میں بھی اس معنی سے کہ عدالت

ہدایت کرتی ہے۔ اس قدر زیادہ توجہ فضیلت پر مبذول کی ہے ریاستوں نے بھی اور افراد نے بھی کیا سقراط تم کو تعجب ہے اور اس میں شک ہے کہ فضیلت سکھائی جا سکتی ہے؟ تم کو اس میں حیرت نہ کرنا چاہئے بلکہ اس پر تعجب کرنا چاہیے اگر یہ قابل تعلیم نہ ہوتی۔

پس یہ کس طرح ہوتا ہے کہ نیک باپ کے اکثر نالائق لڑکے ہوتے ہیں؟ 206

اس کا سبب سنو اس میں کوئی بات تعجب کی نہیں ہے اگر یہ سچ ہو جیسا میں نے قبل اس کے کہا تھا کہ فضیلت ایک ایسا ہی شغل ہے جس میں کوئی رکن ریاست کا اگر وہ ریاست ہو بالکلیہ داخل نہ ہو۔ کیونکہ جو میں کہتا ہوں اگر سچ ہو جیسا کہ بلا کسی نزاع کے بجا ہے ابھی اس صورت پر غور کرو بطور ایک مثال کے کسی اور شغل اور مضمون میں جس کی تعلیم دی جاتی ہے۔ فرض کرو مثلاً یہ ناممکن ہوتا کہ کوئی ریاست موجود ہو سکے بغیر اس کے کہ تمام ارکان اس کے نے نواز ہوں اعلیٰ درجہ کے یا کم درجے کے موافق اپنی اپنی استعداد کے فرض کرو کہ سب سرکاری طور سے اور خانگی طور سے نے نوازی کی تعلیم پائیں اور اگر وہ برا بجائیں تو ملامت کی جائے اور کسی کو کسی پر اس اکتساب میں رشک نہ ہو جیسے کہ موجودہ حالات میں نہ کوئی انسان رشک کرتا ہے کسی کی عدالت پر یا اس کی قانونی اطاعت پر زیادہ موثر ہے چھپانے میں اپنے نقص کے جیسے اپنے کمالات کے پوشیدہ کرنے میں کیونکہ ہم میں سے ہر ایک میں گمان کرتا ہوں ہر شخص اپنا نفع دیکھتا ہے اپنے ہمسایہ کی عدالت یا نیکی میں اور اس لئے سب کو شوق ہے سب سے کہنے اور سکھانے کا عدالت اور قانون کے احکام۔ میں پھر کہتا ہوں کہ نے نوازی کے فن میں سب آمادہ ہوں ایک دوسرے کی تعلیم کے لئے اسی جوش سے بغیر رشک و حسد کے کیا تم یہ گمان کرتے ہو سقراط کہ لڑکے اعلیٰ درجہ کے نے نوازوں کے اعلیٰ درجہ کے نے نواز پیدا ہونگے بہ نسبت ادنیٰ درجہ کے نے نوازوں کے لڑکوں کے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ ایسا
نہ ہوگا مگر کسی شخص کا لڑکا ایسا پیدا ہو کہ ذکاوت کے ساتھ نے نوازی میں انتہا کو 207
کی رفعت پر عروج کرے اور اگر ذکاوت معدوم ہوگی تو امتیاز بھی معدوم ہوگا اور اکثر ایسا ہوگا کہ ہنرمند نے نواز کا قائم مقام بے ہنر لڑکا ہوگا اور بے ہنر باپ کا

ہنر مند لڑکا ہوگا۔ مگر اب بھی مجھ کو یقین ہے کہ سب لائق نے نواز ہوں گے ان لوگوں کی
طرف جنھوں نے نے نوازی کو اپنا مشغلہ اور اپنی تحصیل نہیں قرار دیا۔ یہ روشنی ہے
جس میں میں چاہتا ہوں کہ تم ہماری حالت پر نظر کرو۔ ایسی فرد کو انتخاب کرو جسکو
تم عدالت میں بہت ناقص سمجھتے ہو ان سب لوگوں سے جن کی قانون اور معاشرت
میں تربیت ہوئی ہو اور تم اس کو نہ صرف عادل پاؤگے بلکہ استاد کامل عدالت
مجھ سے ان کا مقابلہ کیا جائے ایسے لوگوں سے جنھوں نے نہ تربیت پائی نہ محکمۂ عدالت
کا تجربہ ہے نہ قوانین کو جانتے ہیں نہ کسی ضرورت نے ان کو مجبور کیا کہ فضیلت حاصل
کریں بلکہ وہ لوگ درحقیقت وحشی ہیں مثل ان جنگلی آدمیوں کے جو سال گزشتہ
گاہ (اسٹیج) پر دکھائے گئے تھے لی نین (Lenaean) کی عید میں بذریعہ فریکریٹس
(Pherectsates) شاعر کے۔ مجھ کو اطمینان ہے کہ اگر ایسے لوگوں میں جا پڑو جن کا
مذکور ہوا مثل آدم بیزار طائفہ کے تماشے میں، تم بہت ہی خوش ہوگے اگر تم سے
یوربیٹیس (Eurybates) یا ایک فرینانڈس (Phrynondos) سے ملاقات ہو جائے
تو اپنے بدترین شہریوں کی بدمعاشی پر جو یہاں موجود ہیں رنج کروگے اور غم
کے آنسو بہاؤگے۔ مگر سقراط اب تم بہت نازک دماغ ہوگئے ہو اور چونکہ کل
انسان معلم ہیں فضیلت کے موافق اپنی بہترین استعداد کے تم کو خیال ہے کہ
فضیلت کو کوئی نہیں سکھا سکتا۔ پھر اگر تم اثینا میں ایک یونانی کا معلم تلاش کرو
تو تم ایک بھی نہ پاؤگے اور ایسے ہی ناکامیاب تم ہوگے اگر ایک استاد لائق ہمارے 208
کاریگروں کے لڑکوں کی تعلیم کے لیئے تلاش کرو اسی حرفہ میں جس کو ہر ایک نے
اپنے باپ سے سیکھا ہے اسی طرح اس کے باپ اور دوسرے اہل حرفہ سکھا سکتے
تھے۔ نہیں سقراط اگر تم کو ایک معلم چاہتے ہو ایسے اہل حرفہ کے لئے جیسے یہ لوگ
ہیں تو یہ کوئی سہل امر نہ ہوگا کہ ان کو دریافت کرلو لیکن لڑکوں کے لیئے جو بالکل
ناواقف ہیں حرفے سے۔ تو تم پا جاؤگے اور کوئی مشکل نہ ہوگی۔ اور ویسی ہی
مشکل ہے فضیلت کے لئے اور ان جملہ صفات کے لئے۔ لیکن اگر کوئی ہم میں
ہو ہمیشہ کسی قدر زیادہ قابل ترقی کرنے والے انسانوں میں فضیلت کی شاہراہ
پر تو تم بخوبی قانع ہوگے۔ اب اس تعداد میں میں خیال کرتا ہوں کہ میں ان میں

سے ایک ہوں اور میں فخر کرتا ہوں اور سب لوگوں سے بالاتر میں سمجھتا ہوں ایک شریف صاحب فضیلت کے بنانے میں مجھے قدرت حاصل ہے اور یہ کہ میرے سبق اس قیمت کے شایان ہیں جو میں طلب کرتا ہوں بلکہ اس سے بھی زیادہ اس قدر کہ خود شاگرد اس کو جائز رکھتا ہے۔ لہٰذا جو طریقہ میں نے مقرر کیا ہے شرائط تعلیم کے لئے وہ یہ ہے۔ جوں ہیں کوئی شاگرد اپنا نصاب تعلیم تمام کرتا ہے وہ مجھ کو بشرطیکہ رضامند ہو پوری مقدار میرے مطالبہ کی ادا کر دیتا ہے وگرنہ وہ ایک قربان گاہ میں جاتا ہے اور وہاں وہ تقسیم اپنا تخمینہ میری تعلیمات کے معاوضہ کا کر کے مجھ کو ادا کرتا ہے۔

یہ ہیں میرے ثبوت سقراط قصہ کے طور پر اور سنجیدہ حجت ہیں ان قضایا کے موافق کہ فضیلت قابل سکھائے جانے کے ہے اور اسی طرح اثینیا والوں کی رائے میں اس میں کوئی تعجب نہیں ہے کہ نیک باپ اور بُرے لڑکے رکھتے ہوں یا یہ کہ بد باپ نیک لڑکے رکھتے ہوں چونکہ ایک صورت یہ ہے اکثر صورتوں سے کہ نیک حرفتوں سے کہ پولی کلیطس (Polycilitus) جو مصاحب ہیں ہمارے 209
دوستوں کے جو یہاں موجود ہیں پرالوس (Paralus) اور زین طیبس (Xonthippus) بمقابلہ اپنے باپ کے ہیچ ہیں۔ مگر پرالوس اور زین طیبس پر اس کا محمول کرنا کیونکہ ان کا نوجوان امید کی اجازت دیتا ہے۔

بعد طولانی اور مختلف نمائش کے پروطاغورس نے تقریر کرنا ترک کیا اور بڑی دیر تک میں ایسے شخص کی طرح بیٹھا رہا جو مسحور ہو میری آنکھیں اسی پر لگی ہوئی تھیں مجھے یہ توقع تھی کہ وہ کچھ اور کہے گا اور مجھے اس کے سننے کا کمال شوق تھا بالآخر جب میں نے دیکھا کہ اس نے اپنی تقریر کو ختم ہی کر دیا میں نے کسی قدر مشکل کے ساتھ اپنے آپ کو سنبھالا اور ہپوکریطس (Hippocrotes) کی طرف مخاطب ہو کے یہ کہا میں کسقدر تمہارا شکر گزار ہوں اے فرزند اپالودورس کیونکہ تم نے مجھ کو یہاں آنے کی رغبت دلائی میں اس کو بڑی عنایت خیال کرتا ہوں کہ میں نے پروطاغورس کو سنا جو کچھ سنا۔ کیونکہ اس سے پہلے میری یہ رائے تھی کہ کوئی طریقہ انسانی تعلیم کا نہیں ہے جس سے صاحبان فضیلت نے

فضیلت حاصل کی اب مجھے یقین آیا کہ ہے۔ ایک خفیف سی مشکل میرے ذہن میں رہ گئی ہے جس کو یقین ہے کہ پروطاغورس صاف کردے گا چونکہ اس نے بہت کچھ واضح کر دیا ہے۔ کیونکہ اگر تم کسی ایک سے سرکاری لوگوں سے درخواست کرو کہ انھیں معاملات کو واضح کر دے مثلاً پریکلس سے یا کسی اور لائق مقرر سے تو تم اس سے ایسی دقیق تقریر امکاناً سنو گے جیسے ادا کیگئی ہے اگر تم ان سے اپنے سوالات جاری کروگے تو تم ان کو مثل کتابوں کے پاؤگے یا تو وہ جواب دینے کے قابل نہ ہوں گے یا وہ خود ویسے ہی سوال کریں گے۔ لیکن اگر تم کبھی ایسی خفیف تحقیق کسی بیان کے متعلق جو انھوں نے کیا ہو ٹھیک اس طریقہ سے کہ ایک برنجی ظرف بجایا جائے تو زور سے آواز دیتا ہے اور بجتا رہتا ہے جبتک تم اس کو انگلی رکھ کے روکو نہیں اسی طرح یہ خطیب چھوٹے سے چھوٹے سوال کا اعتدال سے بڑھا ہوا طولانی جواب دیتے ہیں مگر ہمارا پروطاغورس ایسا نہیں ہے وہ صرف مساوی ہی نہیں جیسا کہ واقعہ ثابت کرتا ہے ادا کرنے میں طولانی خوشگوار تقریریں کرتا ہے بلکہ وہ چھوٹے سوال کا چھوٹا جواب دینے کے قابل ہے اور جب اپنی باری سے سائل ہوتا ہے تو وہ انتظار کرتا ہے جب تک اس کو جواب نہ ملے یہ نادر لیاقت کے عطیے ہیں۔ لہذا اب پروطاغورس میں ایک خفیف توضیح کا طالب ہوں تا کہ تشفی ہو جائے اس جواب کے لئے میں تم پر اعتماد کرتا ہوں تم دعوی کرتے ہو کہ فضیلت سکھائے جانے کے قابل ہے اور دنیا میں اگر ایک آدمی ایسا ہو جس کی بات پر مجھ کو اعتماد ہو مجھے یقین ہے کہ وہ تمھاری ذات ہے۔ مگر ایک چیز تھی جس سے مجھ کو حیرت ہے جیسے تم کہ رہے تھے اور اس پر براہ عنایت میرے ذہن کو مطمئن کردو۔ تم نے کہا زیوس (خدا) نے عدالت اور شرم النانوں کو بطور سوغات کے بھیجی اور پھر چند مقامات پر اپنی تقریر میں تم نے عدالت اور تمیز اور تقدس کے باب میں کہا اور ان کے مماثل صفات کے باب میں کہ یہ سب مل کے ایک چیز ہیں جس کو تم فضیلت کہتے ہو۔ یہی وہ نکتہ ہے جس کے باب میں میں چاہتا ہوں کہ

صحت کے ساتھ جواب دیا جائے کیا فضیلت ایک شے ہے اور عدالت تمیز اور اتقا ہیں اور اس کے مماثل صفات اس کے اجزا ہیں یا یہ سب مختلف نام ایک ہی چیز کے ہیں بعینہ؟ اب تک میں اس کو جاننا چاہتا ہوں۔

اس نے کہا اچھا سقراط اگر یہی سبب ہے تو تم کو جواب دینے میں مجھے کچھ دشواری نہ ہوگی یہ صفات جن کو تم پوچھتے ہو ایک شے کے اجزا ہیں یعنی فضیلت کے۔

میں نے پوچھا کیا یہ اجزا ہیں مثل چہرے کی اجزا کے مثل مونہ ناک کان آنکھیں یا مثل سونے کے اجزا کے وہ ٹھیک ایک دوسرے کے مثل ہیں اور کل کے بھی اِلّا یہ کہ کم وبیش ہوں۔

میں خیال کرتا ہوں سقراط کہ مثل پہلے کے ان کو وہی نسبت ہے فضیلت سے جیسا کہ چہرے کے حصے تمام چہرے سے رکھتے ہیں۔

میں نے کہا پس کیونکر حصے فضیلت کے باہمدیگر انسانوں میں منقسم ہیں آیا بعض انسان ایک کو رکھتے ہیں اور بعضے دوسرے کو۔ اگر کسی انسان کو ایک پہنچا ہے تو ضرورتاً وہ سب رکھتا ہے؟ سقراط یقیناً نہیں بعض آدمی دلیر ہیں بغیر عادل ہونے کے۔ اکثر عادل ہیں بغیر عاقل ہونے کے۔

میں نے کہا پس یہ بھی اجزا فضیلت کے ہیں۔ حکمت اور دلیری اس نے کہا۔ یقیناً ہیں۔ کیوں حکمت خاص ہے تمام اجزا میں میں نے پوچھا اور ہر ایک ان حصوں میں سے مختلف ہے ہر ایک دوسرے سے میں نے پوچھا کیا ایسا نہیں ہے۔

اس نے جواب دیا۔ یہ ہے۔

اور ہر ایک ان میں سے ایک جداگانہ فعل رکھتا ہے مثل چہرہ کے حصوں کے ہ تم جانتے ہو آنکھ نہیں ہے مثل کان کے نہ اس کا فعل وہ ہے اور یہی حال دوسرے اجزا کا ہے۔ ایک بھی مثل دوسرے کے نہیں ہے۔ خواہ فعل میں یا کسی اور چیز میں پس کیا یہی حال ہے اجزائے فضیلت کا۔ کیا وہ اختلاف رکھتے ہیں ایک دوسرے سے۔ معاً بذاتِ خود اور اپنے افعال

میں بھی - اگرچہ یہ صاف ظاہر نہیں ہے کہ ایسی حالت ہونا چاہئیے - کم از کم اگر ہم اپنے تقابل کو قائم رکھیں ؟

اچھا سقراط یہ حالت ہے -

میں نے کہا - کچھ اجزا فضیلت کے مثل حکمت کے نہیں ہیں یا مثل شجاعت کے یا مثل تیز کے یا مثل تقدس کے -

اس نے کہا کوئی نہیں -

میں نے کہا آؤ ہم تم مل کے ان اجزا کے خواص کا امتحان کریں - اور پہلے عدالت کا - آیا عدالت ایک چیز ہے یا کوئی چیز نہیں ہے - میں بجائے خود اس کے چیز ہونے کا یقین رکھتا ہوں - لیکن تم کیا کرتے ہو -

میں بھی یہی یقین کرتا ہوں -

آگے چلنے کے لیے اگر ایک آدمی تم سے اور مجھ سے کہے کہ پروطاغورس اور سقراط مہربانی کر کے مجھ سے کہو آیا یہ چیز جیسا کہ تم نے ابھی کہا ہے عدالت ہے بجائے خود عادلانہ یا غیر عادلانہ ؟ تو مجھ کو جواب دینا چاہئیے عادلانہ - مگر تمہارا فیصلہ کیا ہوگا ؟ وہی جو میرا ہے یا مختلف ؟

اس نے جواب دیا - وہی -

پس طبیعت عدالت کی عادلانہ ہے - یہ مجھے کہنا چاہئیے اگر وہ مجھ سے سوال کرے -

کیا تم بھی یہی جواب دو گے ؟

مجھ کو بھی یہی کہنا چاہئیے -

اور اگر وہ آگے چل کے تحقیق کرے آیا ہم نے تقدس کے وجود کا بھی یقین کیا ہے تو ہم بلاشک یہی مان لینگے -

اس نے جواب دیا سچ ہے -

اور اگر وہ دریافت کرے کہ آیا ہم اس کو بھی ایک چیز کہتے ہیں پھر ہم اس کو بھی مان لینگے -

ایسا ہی ہم کو لازم ہے -

لیکن اگر وہ مزید تحقیق کرے کہ آیا ہم نے اس چیز کی طبیعت کو مقدس خیال کیا ہے یا غیر مقدس۔ تو میں بجائے خود اس سوال کو حقارت سے دیکھونگا اور یہ جواب دوں گا چپ رہو میرے نیک صاحب، مشکل ہے کسی اور چیز کے لئے مقدس ہونا۔ اگر خود تقدیس مقدس نہ ہو۔ اور تم ایسا جواب نہ دوگے۔

یقیناً مجھ کو دینا چاہئیے۔

اگر بہر طور ان سوالات کے ساتھ وہ حسب ذیل اضافہ کرے۔

لیکن یہ کیا تھا میرے اچھے دوستو تم نے تھوڑی دیر پہلے کہا تھا کیا میں نے ٹھیک نہیں سنا؟ میں نے خیال کیا تھا۔ تم نے کہا کہ اجزا فضیلت کے بجائے خود اس طور سے ہیں کہ وہ کوئی مشابہت ایک دوسرے سے نہیں رکھتے۔ اس کا مجھے جواب دینا چاہئیے۔ کیونکہ واقعی تم نے ٹھیک سنا ہے۔ لیکن جب تم نے خیال کیا کہ میں نے بھی یہ کیفیت بیان کی ہے۔ تمھارے سامنے نے تم کو دھوکا دیا۔ نہیں یہ بروطاغورس کا جواب تھا میرے ایک سوال کا اس کو سن کے اگر وہ تمھارے طرف مخاطب ہوا اور کہے بروطاغورس کیا سقراط سچ کہتا ہے؟ کیا تم یہ مانتے ہو کہ مختلف اجزا فضیلت کے سب غیر متشابہ ہیں ایک دوسرے سے؟ کیا یہ دعویٰ تمھارا تھا؟ تو تم کیا جواب دوگے؟

اس نے کہا میں مجبوراً اس بات کو مان لوں گا کہ یہ دعویٰ میرا تھا۔

اس اقرار کے بعد بروطاغورس ہمارا جواب کیا ہوگا۔ اگر وہ اس طرح بیان کرے؟ پس ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ طبیعت تقدس کی نہیں ہے کہ وہ عادلانہ شے ہو نہ عدالت کی ہے کہ وہ مقدس شے ہو بلکہ یہ ہے کہ تقدس ایک ایسی چیز ہے جو عادلانہ نہیں ہے اور عدالت ایسی چیز ہے جو مقدس نہیں ہے۔ یعنی تقدیس غیر عادلانہ شے ہے۔ اور عدالت ایک غیر مقدس شئے ہے اچھا تو ہمارا جواب کیا ہوگا؟ میرے حساب سے مجھ کو جواب دینا چاہئیے جیسے بجائے خود میں نے یقین کیا ہے کہ عدالت مقدس ہے۔ اور تقدس عادلانہ ہے اور تمھارے حساب سے بھی میں خوش ہوں گا اگر تم مجھ کو اجازت دو کہ یہی جواب دوں۔

بہرطور یہ کہنا کہ عدالت اور تقدس اگر بعینہ ایک نہیں ہیں تو ایک دوسرے سے مشابہ ہیں۔ ایسے قریب قریب کہ جس قدر ممکن ہے۔ اور کوئی چیز تقدس کے مثل نہیں ہے جیسی عدالت ہے۔ یا مثل عدالت کے جیسے تقدس ہے۔ پس تم متعین کرو آیا یہ جواب دینے کے لئے منع کروگے یا تمھارے رائے مطابق ہے میری رائے سے۔

میں یقیناً سقراط یہ نہیں خیال کرتا کہ یہ شئے بلا کسی شرط کے حق ہے تا کہ میری رضامندی بلا کسی استثنا کے طلب کی جائے کہ عدالت مقدس ہے اور تقدس عادلانہ ہے۔ مجھ کو ان دونوں کے درمیان ایک فرق دکھائی دیتا ہے۔ لیکن اس کا کیا مضائقہ ہے؟ اگر تم چاہو تو میں مستعد ہوں اس بات کے جائز رکھنے پر کہ تقدس عادلانہ ہے اور عدالت مقدس ہے۔ میں نے کہا مجھے معاف کرو ۔ بہرطور یہ میرا مقصد نہیں ہے کہ ایک "اگر تم چاہو" یا ایک "اگر تم ایسا خیال کرو" کو جانچوں بلکہ اس چیز کو تم خیال کرتے ہو اور جو میں خیال کرتا ہوں جانچنا چاہئے یعنی میں خیال کرتا ہوں کہ ہماری دلیل نہایت کامیابی کے ساتھ تحقیق ہوگی کہ اگر یعنی حروف شرط بالکل سوال سے خارج کردیں۔

اس نے کہا اچھا سقراط اس میں شک نہیں ہے کہ عدالت اور تقدس کچھ مشابہ ہیں۔ کیونکہ دنیا میں کوئی دو چیزیں ایسی نہیں ہیں کہ کسی مطمح نظر سے ایک دوسرے کے مشابہ نہ ہوں۔ وجوہ مشابہت درمیان سیاہ و سفید سخت اور نرم اور دوسرے صفات کے موجود ہے نہیں ہوسکتا کہ وہ جن میں قطعاً تقابل ہے بعض وجوہ سے ایک دوسرے کے مشابہ نہ ہوں۔ فی الواقع بعینہ وہی حصے جو کہ عادلانہ کہے جاتے ہیں اب مختلف افعال رکھتے ہیں اور مختلف طبیعتیں ——— اجزا یعنی چہرے کے بعض اعتبارات سے ایک دوسرے کے مشابہ ہیں چنانچہ اس طریق سے تم ثابت کرسکوگے اگر پسند کرو کہ کل اشیاء مماثل ہیں لیکن یہ درست نہیں ہے کہ چیزوں کو مماثل کہیں اس سبب سے کہ ان میں بعض نقاطِ مشابہت موجود ہیں نہ غیر مماثل

کہہ سکتے ہیں اس سبب سے کہ ان میں بعض نقاط عدم مشابہت کے موجود ہیں اگر ان دونوں حالتوں میں نقطۂ مشابہت بہت ہی صغیر ہو۔

اس بات پر میں نے تعجب سے جواب دیا پس کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ تمہاری رائے میں نسبت درمیان عدالت اور تقدس کے بہت ہی خفیف مشابہت کی ہے؟

اس نے جواب دیا میں ٹھیک یہی نہیں کہتا بلکہ نہ میں بجائے دیگر تمہاری رائے اس معاملہ میں اختیار کرنے پر مائل ہوں۔

میں نے کہا اچھا چونکہ یہ مسئلہ بظاہر تمہارے مذاق کے خلاف ہے تو اس کو جانے دو اور دوسرے چیزوں سے جن کا تم نے ذکر کیا ان امور کو تحقیق کے لئے انتخاب کرو۔

کیا کوئی چیز ایسی ہے جس کو تم حماقت کہتے ہو؟ ہاں ہے تو کیا یہ ٹھیک ٹھیک نقیض حکمت کی نہیں ہے؟

میں ایسا خیال کرتا ہوں۔

جب انسان صحت اور سودمندی کے ساتھ عمل کریں تو وہ ہوشیار ہیں۔ کیا تم خیال کرتے ہو اس طرح کے عمل کرنے میں یا اگر وہ اس کے مقابل عمل کریں؟ (تو وہ ہوشیار نہیں)

ہوشیار ہیں اس طرح عمل کرنے میں۔

کیا وہ ہوشیار نہیں ہیں۔ وسیلہ سے ہوشیاری کے؟

بیشک وہ ہیں۔

اور کیا وہ لوگ جو صحت کے ساتھ عمل نہیں کرتے۔ احمقانہ عمل کرتے ہیں اور اس عمل کرنے میں وہ اپنے آپ کو ہوشیار نہیں نمایاں کرتے۔

اس نے مان لیا۔

پس یہ ظاہر ہوتا ہے کہ احمقانہ عمل کرنا ضد ہے ہوشیاری سے عمل کرنے کی۔

اس نے کہا ہاں ایسا معلوم ہوتا ہے۔

میں نے پوچھا کیا یہ صحیح نہیں ہے جو کچھ احمقانہ طور سے کیا جاتا ہے وہ حماقت سے کیا جاتا ہے۔ اور جو ہوشیاری سے کیا جاتا ہے وہ بوسیلۂ ہوشیاری کے کیا جاتا ہے؟

اس بات پر اس نے موافقت کی۔

اور اگر کوئی چیز بذریعہ قوت کے کی جائے تو یہ قوت سے کی جاتی ہے اگر ضعف سے کی جائے تو ضعف سے؟

اس نے جواب دیا ہاں۔

اور اگر عجلت سے کی جائے تو عجلت سے اور اگر سستی سے کی جائے تو سستی سے؟

سچ ہے۔

المختصر۔ اگر کوئی چیز کی جائے ایسے ایسے طریقے سے وہ کی جاتی ہے اس کے مطابق صفت سے۔ اور اگر نقیض صفت سے تو اس کے مطابق نقیض صفت سے؟

تسلیم کیا۔

میں نے کہا۔ اب آگے یہ کہنا ہے کہ آیا کوئی چیز (حسن) نیک ہے؟ ہے۔

اور کیا اس کی نقیض سوائے (قبیح) بد کے کچھ اور ہے۔

کوئی نہیں۔

کیا کوئی چیز خیر ہے۔

ہاں۔

کیا اس کی کوئی نقیض ہے سوائے شر کے۔

نہیں۔

اچھا۔ کیا ایسی کوئی چیز ہے جیسے بلندی آواز میں؟

اس نے کہا ہے۔

اور اس کی کوئی ضد سوائے پست کے ہے۔

کوئی نہیں۔

پس ہر شئے واحد ایک نقیض رکھتی ہے نہ کثیر؟

میں قبول کرتا ہوں صرف ایک

میں نے کہا۔ پس آو اپنے مسلمات کو شمار کریں۔ ہم نے تسلیم کیا ہے کہ ہر چیز ایک نقیض رکھتی ہے نہ زیادہ۔ کیا نہیں کیا۔

ہم نے تسلیم کیا ہے۔

اور جو کچھ نقیض کے طور سے کیا جاتا ہے وہ نقیضوں کے وسیلے سے کیا جاتا ہے؟

ہاں۔

اور یہ کہ جو کچھ حماقت سے کیا جاتا ہے وہ اس کی نقیض ہے جو ہوشیاری سے کیا جاتا ہے؟

تسلیم کیا۔

اور یہ کہ جو کچھ ہوشیاری سے کیا جاتا ہے وہ بوسیلہ ہوشیاری کے کیا جاتا ہے اور جو احمقانہ طور سے کیا جاتا ہے وہ بذریعہ حماقت کے کیا جاتا ہے۔

تسلیم کیا۔

اچھا اگر وہ نقیض کے طور سے کئے جائیں تو وہ بوسیلۂ نقیضوں کے کئے جائینگے۔ کیا نہ کئے جائینگے؟

ضرور کئے جائینگے۔

ایک بوسیلہ ہوشیاری کے کیا جاتا ہے اور دوسرا بذریعہ حماقت کے۔ کیا یہ نہیں ہے۔

ٹھیک ایسا ہی ہے۔

نقیض کے طور سے؟

بیشک۔

پس نقیضوں کے ذریعہ سے؟

لہذا اس کا یہ نتیجہ ہے کہ حماقت ضد ہے ہوشیاری کی؟

صاف ظاہر ہے۔

اگرچہ تم کو یاد ہوگا کہ ہم نے پیشتر اس پر اتفاق کیا تھا کہ حماقت ضد ہے حکمت کی؟

مجھے یاد ہے۔

اور یہ کہ ایک چیز کی ایک ہی ضد ہوتی ہے۔

ہاں۔

میں نے کہا تو پس ہمارے دو دعووں میں سے بروطاغورس ہم کس سے دست بردار ہوں؟ ایک تو وہ جس میں یہ معنی ہیں کہ ایک چیز کی ایک ہی ضد ہوتی ہے۔ یا وہ جس میں یہ کہا گیا تھا کہ حکمت اور ہوشیاری جداگانہ ہیں دونوں اجزا فضیلت کے ہیں اور نہ صرف جداگانہ ہیں بلکہ دونوں اجزا فضیلت کے ہیں نہ صرف جداگانہ ہیں بلکہ غیر مماثل ہیں۔ ماہیت میں بھی اور فعل میں بھی ٹھیک اسی طرح جیسے چہرہ کے اجزا غیر مماثل ہیں؟ میں پھر کہتا ہوں کہ ہم دونوں میں سے کس سے دست بردار ہوں کیونکہ جب وہ پہلو بہ پہلو رکھے جاتے ہیں تو ان میں موسیقی ظہور نہیں پیدا ہوتا کیونکہ نہ وہ متفق ہیں نہ ایک دوسرے سے تناسب رکھتے ہیں کیونکہ کس طرح ممکن ہے کہ ان میں اتفاق ہو۔ جب ایک طرف ضرور ہے کہ ایک چیز کی ایک ہی ضد ہو نہ زیادہ اور دوسری جانب یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حماقت جو ایک چیز ہے حکمت اپنی ضد رکھتی ہے۔ اور اسی طرح ہوشیاری میں اس واقعہ کو صحیح صحیح بیان کرتا ہوں۔ کیا نہیں کرتا بروطاغورس؟

اس نے اقرار کیا کہ میں نے ایسا ہی کیا۔ اگرچہ یہ اقرار بالکل اس کی مرضی کے خلاف تھا۔

میں نے کہا کیا یہ نہیں ہوسکتا کہ حکمت اور ہوشیاری ایک ہوں اور 219 بعینہ ایک چیز ہوں؟ جیسا کہ ہم نے قبل اس کے یہ معلوم کیا تھا کہ عدالت اور تقدس قریب قریب ایک ہی چیز ہیں۔ لیکن میں نے کہا بروطاغورس

ہم کو ضعیف القلب نہ ہونا چاہیئے بلکہ باقی کو آزمانا چاہیئے۔ اگر کوئی شخص ظلم کرتا ہے تو کیا تم کو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس کے ارتکاب میں بے شعور ہے؟
میں بجائے خود سقراط چاہیئے کہ اس کے اقرار کرنے میں شرم کروں اگرچہ اکثر لوگ ایسے ہیں جو ایسا کرتے ہیں۔

میں نے پوچھا کیا میں اپنی دلیل کو ان کے ساتھ یا تمھارے ساتھ مان لوں؟

اس نے کہا اگر تم پسند کرو تو اس بیان سے اپنے تئیں منسوب کرو جو کہ بیان اکثر کا ہے۔

میں نے کہا اچھا مجھے تو اس میں کوئی فرق نہیں معلوم ہوتا۔ اگر صرف تم جواب دو یہ تمھاری رائے ہے یا نہیں ہے کیونکہ یہ وہ بیان ہے کہ بجائے خود میں اس کے تحقیق کرنے پر آمادہ ہوں۔ اگرچہ ممکن ہے کہ یہ امر واقع ہو کہ ہم نے اس وقت میں اپنے تئیں بھی تحقیق کیا —— میں نے پوچھنے میں اور تم نے جواب دینے میں اس تجویز پر پروطاغورس نے پہلے تو بڑا تبختر کیا۔ پھر اس نے کہا مضمون ایسا ہی کاواک ہے بالآخر وہ جواب دینے پر متفق ہوا۔

میں نے کہا بس آؤ مجھ کو جواب دو شروع سے کیا لوگ تم کو بے شعور معلوم ہوتے ہیں۔ جب وہ ظلم کرتے ہیں؟

اس نے جواب دیا۔ ایسا ہی ہوگا۔

ان کے ہوشیار ہونے سے تمھاری یہ مراد ہے کہ ان کو اچھا مشورہ دیا گیا ہے۔

میں سمجھتا ہوں۔

اور ان کے خوب صلاح و مشورہ دیا جانے سے تم یہ سمجھتے ہو کہ وہ ظلم کے خلاف کرنے میں نیک مشورہ لیتے ہیں۔

تسلیم کیا۔

کیا یہ معاملہ ہے کہ وہ اس کے ارتکاب میں خوشحال ہوتے ہیں یا بدحال ہوتے ہیں۔

اگر وہ خوشحال ہوں۔
کیا تم کہتے ہو کہ بعض اچھی چیزیں ہیں؟
میں ایسا کہتا ہوں۔
کیا وہ چیزیں اچھی ہیں جو نوع انسان کے لئے نافع ہیں؟
ہاں۔ اور چیزیں ہیں میں کہہ سکتا ہوں کہ وہ اچھی ہیں اگرچہ وہ نافع نہ ہوں نوع انسان کے لئے اور اب پروطاغورس اچھی طرح سے برہم معلوم ہوتا ہے۔ اور بخوبی دق ہوگیا ہے اور نہایت مستعدی سے جواب نہ دینے پر آمادہ ہے۔ پس اس کو اس حالت میں دیکھ کر میں نے احتیاط کی اور نرمی سے یہ سوال کیا کیا تم پروطاغورس مجھ سے کہو گے کیا تم ان چیزوں کے بارے میں کیا کہتے ہو جو کسی انسان کے لئے نافع نہیں ہیں۔ یا ایسی چیزوں کے بارے میں جو کسی اعتبار سے نافع نہیں ہیں یہ آخیر کی چیزیں وہ ہیں جن کو تم اچھا کہتے ہو۔
اس نے کہا کسی طرح نہیں۔ میں بہت سی چیزیں جانتا ہوں جو غیر نافع ہیں انسانوں کے لئے گوشت شراب، دوائیں اور ہزاروں اور چیزیں اور ایسی چیزوں کو بھی جانتا ہوں جو انسان کے لئے نہ یہ ہیں نہ وہ ہیں۔ اگرچہ وہ گھوڑوں کے لئے یا بیلوں کے لئے یا کتوں کے لئے (مفید ہیں) درآنحالیکہ دوسری چیزیں ہیں جو نہ اچھی ہیں نہ بری ہیں کسی جانور کے لئے۔ مگر صرف درختوں کے لئے اور یہاں بھی ایک امتیاز ہے بعض چیزیں اچھی ہیں جڑوں کے لئے لیکن بری ہیں شاخوں کے لئے۔ گوبر مثلاً نہایت ہی مفید ہے تمام پودوں کی جڑوں کے لئے جبکہ جڑوں پر رکھا جائے۔ لیکن اگر تم اس کو شاخوں پر رکھو یا نئی کونپلوں پر تو تم درخت کو فنا کردو گے۔ پھر تیل ہے جو بہت ہی خراب ہے واسطے تمام پودوں کے اور بالوں کے لئے ہر جانور کے الا انسان کے لئے۔ یہ مفید ہے نہ صرف اس کے بالوں کے لئے بلکہ باقی بدن کے لئے بھی۔ نہیں اس طرح اختلاف کے ساتھ اور کثرت کے ساتھ ایک چیز اچھی ہے کہ یہی چیز جس کا ہم ذکر کر رہے ہیں اچھی ہے خارجی طور سے لگانے کے لئے۔ لیکن سخت مضر ہے دنیا بھر میں اندرونی طور سے اگر اندرونی طور سے استعمال کی جائے۔ اور اس سبب سے

اطبا نہایت تاکید کرتے ہیں اپنے مریضوں کو تیل کے استعمال سے الا بہت ہی قلیل مقدار کھانے کے لئے جو ٹھیک اس لئے کافی ہو کہ ناگواری کو انکی دواؤں کے دور کر دے۔ اور وہ بدرقے جو آلات شامہ پر موثر ہیں۔

یہ تقریر حاضرین نے نہایت تعریف کے نعروں کے ساتھ پسند کی میں نے کہا پروطاغورس یہ میری بدبختی ہے کہ میں ایک فراموش کار قسم کا شخص ہوں اور اگر کوئی انسان میرے سامنے طولانی تقریر کرتا ہے تو میں بھول جاتا ہوں کہ وہ تقریر کس بارہ میں ہے ٹھیک اسی طرح جیسے میرا سامعہ ناقص ہو۔ تم اس کو ضروری سمجھتے اگر مجھ سے کلام کرنے کی ضرورت ہوتی کہ بلند آواز سے گفتگو کرو بہ نسبت اور لوگوں سے گفتگو کرنے کے۔ پس اب چونکہ میں حافظہ کا کمزور ہوں۔ پس تم کو چاہئے کہ اپنے جوابوں کو کوتاہ کرو۔ اور مجھے مختصر جواب دو اگر تم چاہتے ہو کہ میں تمھارا ساتھ دے سکوں۔

اس نے پوچھا کس اعتبار سے تم مجھ کو ان مختصر کرنے کو کہتے ہو۔ کیا وہ جسقدر مناسب ہے اس سے بھی زیادہ مختصر ہوں۔

میں نے جواب دیا نہیں جناب نہیں۔

ان کو مناسب طول دینا چاہئے؟

میں نے کہا ٹھیک ہے۔

پس مہربانی کرکے اس قدر طولانی جواب دو جس کو میں مناسب سمجھتا ہوں۔

میں نے جواب دیا پروطاغورس میں نے یقیناً سنا ہے تم خود یہ ملکہ کلام کرنے کا رکھتے ہو اور دوسروں کو سکھا سکتے ہو اگر تم پسند کرو کسی مضمون پر جو تم کو دیا جائے۔ اس قدر طول دیتے ہو کہ تمھاری تقریر تمام نہیں ہوتی اور پھر اسی مضمون کو اس قدر اختصار کے ساتھ ادا کرتے ہو کہ اتنے کم لفظوں میں اور کوئی شخص ادا نہیں کر سکتا۔ پس اگر تم میرے ساتھ کلام کرنا چاہتے ہو تو اپنا دوسرا طریق یعنی اختصار کو اختیار کرو۔

اس نے جواب دیا سقراط میں نے اپنے زمانہ میں ایسی دلیلوں کی

فہرست میں دخل دیا ہے اکثر لوگوں کے ساتھ اور مجھے عادت تھی اس کے ادا کرنے کی جس کی تم سفارش کرتے ہو یعنی کلام کرنے کی۔ جیسا کہ میرے مدمقابل نے مجھ کو کلام کرنے کی اجازت دی ہے۔ میں ابتک لاشئے محض ہوتا اور پردطاغورس کا نام کوئی یونان میں نہ سنتا۔

پس یہ جان کے کہ وہ اپنے پہلے جوابوں سے راضی نہیں ہوا اور یہ کہ وہ راضی نہ ہوتا اگر وہ ایسا کر سکتا کہ جواب دئیے جائیں اور اس کے نتیجہ میں یہ محسوس کرتا کہ یہ میرا کام نہ تھا کہ میں مجلس میں حاضر ہوتا۔ اس نے اس طرح خطاب کیا۔ میں تم کو یقین دلا سکتا ہوں پروطاغورس کہ میں بجائے خود اس کا متمنی نہیں ہوں کہ ہمارا مکالمہ اس طرح جاری رہے جس کو تم ناپسند کرتے ہو۔ مگر چونکہ تم اس طرح کلام کرنا پسند کرتے ہو کہ میں تمھارا ساتھ دیسکوں پس میں تم سے بات کرنا اپنی سعادت سمجھوں گا۔ کیونکہ تم ایسے ہو جیسی تمھاری شہرت کہتی ہے یا تم خود کہتے ہو کہ تم اپنی تقریر اختصار اور طول دونوں طریق سے جاری رکھ سکتے ہو کیونکہ تم ایک ہوشیار آدمی ہو لیکن میں طولانی تقریر کا ملکہ نہیں رکھتا البتہ اگر مجھ کو یہ ملکہ حاصل ہوتا تو میں بہت خوش ہوتا۔ لہذا یہ تمھارا منصب ہے چونکہ تم دونوں قسم کے طرز ادا پر قادر ہو کہ مجھ کو انتخاب کی اجازت دو تاکہ میں تقریر کرنے کا انتظام کرسکوں۔ مگر اب چونکہ تم ایسا کرنے سے انکار کرتے ہو اور مجھے کچھ کام ہے اور اس کا انتظار نہیں کر سکتا کہ تم طولانی خطبے ادا کرو چونکہ میری ضرورت اور جگہ ہے۔ تو میں روانہ ہو جاؤں گا نہیں تو میں طولانی تقریریں بھی تم سے سنتا، اور خوش ہو کے سنتا۔

یہ کہہ کے میں روانہ ہونے کو کھڑا ہو گیا۔ اور جب میں کھڑا ہو رہا تھا تو کیلیاس نے اپنے دہنے ہاتھ سے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور بائیں ہاتھ سے میرے لبادہ کا دامن پکڑ لیا۔ اور یہ کہا سقراط ہم تم کو جانے نہ دیں گے۔ کیونکہ اگر تم ہم کو چھوڑ دو گے تو ہمارا مکالمہ اس حالت پر نہ رہیگا۔ لہذا میں استدعا کرتا ہوں کہ تم ہمارے ساتھ رہو۔ کیونکہ ہم نہیں جانتے کہ ہم کوئی اور چیز اس سے زیادہ خوشی کے ساتھ پھر سنیں گے جیسے تمھارا اور پروطاغورس کا

کا مباحثہ - لہٰذا ہم سب پر عنایت کرو - میں اٹھ کھڑا ہوا تھا کہ اس مکان سے چلا جاؤں - میں نے اس بات کا جواب دیا کہ اے ہپونیکس کے بیٹے میں تمھارے فلسفیانہ طبیعت سے ہمیشہ دلچسپی لیتا ہوں - اب میں اس کو پسند کرتا ہوں اور اس کا قدرشناس ہوں ہمیشہ سے زیادہ - لہٰذا مجھ کو بڑی خوشی ہوگی کہ تمھاری فرمائش کو قبول کروں - کیونکہ یہ بہت قابل مدح ہے - مگر اب تو یہ حال ہے گویا تم مجھ سے یہ درخواست کرتے ہو کہ ایک نوجوان دوڑنے والے کا ساتھ دوں مثل کریزن (Crison) ساکن ہمیرہ (Himera) کے - یا رفتار میں ہماری لمبی دوڑ کے ہرکاروں کا مقابلہ کروں - اگر تم مجھ سے ایسا کرنے کی درخواست کرتے تو میں جواب دیتا کہ تم میرے واسطے ایسے متردد نہیں ہو سکتے جیسے میں اپنے لئے ہوں گا کہ ایسے دوڑنے والوں کا ساتھ دوں جن کا مذکور ہوا - مگر چونکہ میں ایسا نہیں کر سکتا لہٰذا میں کوشش بھی نہیں کرتا - نہیں اگر تم چاہتے ہو کہ تم مجھ کو اور کریزن (Crison) کو ساتھ دوڑتے دیکھو تو تم کو ان سے پوچھنا چاہئے کہ وہ میرے ہمواری پر آجائے - کیونکہ وہ سست رفتاری سے دوڑنے کا انتظام کر سکتا ہے اگرچہ میں تیز رفتاری کا انتظام نہیں کر سکتا لہٰذا اس معاملہ میں کہ میری اور پروطاغورس کی بحث سنو تو اس سے درخواست کرو کہ اسی طرح جواب دے جیسے پہلے دیتا تھا - اختصار کے ساتھ اور سوال کے مطابق - ورنہ ہمارے مکالمہ کا منصوبہ کیا ہوگا - میں بجائے خود ہمیشہ سے یہ خیال کرتا ہوں کہ مکالمہ میں اور تقریر کرنے میں فرق ہے -

اس نے کہا سقراط تم دیکھو پروطاغورس کی تجویز بھی انصافانہ ہے - وہ اپنے لئے اجازت چاہتا ہے کہ جس طرح جی چاہے کلام کرے اور وہی آزادی تم کو بھی دیتا ہے - السی بیادس (Alcibiades) بول اٹھا کیلیاس (Calias) یہ درست نہیں ہے - میرے دوست سقراط کا اعتراف کہ مجھ کو طولانی تقریر کرنے کا علم نہیں ہے اور اس معاملہ میں وہ پروطاغورس کے سامنے سپرانداختہ ہے - مگر قوت میں کلام کرنے کی اور اس بات کے جاننے کی کہ کس طرح سے سوال کرے یا سوال کا جواب دے مجھے تعجب ہوگا اگر وہ اپنا استاد کہیں اور پائے - لہٰذا

اگر پروطاغورس بجائے خود اعتراف کرے کہ وہ سقراط سے کمتر ہے تو سقراط کلام کرنے پر رضامند ہوگا۔ لیکن اگر وہ اس کو اپنے برابر سمجھتا ہے تو چاہئیے کہ سوال وجواب کے مکالمہ کو جاری رکھے۔ اور طولانی تقریر نہ کرے۔ جب کبھی کوئی سوال تجویز ہو تو اپنے خصم کی دلیلوں سے بچنے کے لئے تقریر کو طول دے اور بالعوض مختصر اور سادہ جواب دینے کے تقریر کو طول دے تاکہ اکثر سامعین بھول جائیں کہ سوال کس بارہ میں تھا۔ اگرچہ سقراط کی طرف سے میں کہتا ہوں کہ وہ ہرگز نہ بھولے گا گو وہ یہ کہتا ہے کہ میرا حافظہ خراب ہے۔ لہذا میں (چونکہ ہر شخص کو اپنی رائے دینے کا اختیار رہے) مانتا ہوں کہ سقراط کی تجویز دونوں تجویزوں میں زیادہ صحیح ہے۔

بعد السی بیادیس کے کرٹیاس (Critias) نے تقریر کی پروڈیکس (Prodicus) اور ہپیاس (Hippias) اس نے کہا کیلیاس (Callias) معلوم ہوتا ہے کہ بہت کچھ پروطاغورس کی طرف ہیں اور السی بیادیس حسب معمول مضبوط طرف دار اس جانب کا ہے جس کو وہ اختیار کرے ہمارا کام یہ ہے کہ نہ سقراط کی طرفداری کریں نہ پروطاغورس کی بلکہ بلاطرفداری دونوں سے درخواست کریں کہ مجلس کو درمیان میں نہ چھوڑیں۔

کرٹیاس (Critias) جب یہ کہہ چکا پروڈیکس نے اس طرح تقریر شروع کی بہت خوب کرٹیاس نے کہا میری رائے میں یہ منصب ہے تمام لوگوں کا جو اس قسم کے مکالمہ میں شریک ہوں بلاطرفداری کسی طرف کے نہ بہ طور مساوات۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں فرق ہے۔ ہم کو چاہئیے کہ دونوں کو بلاطرفداری کے سنیں مگر دونوں کو مساوی انعام سے سرفراز نہ کریں۔ بلکہ دونوں میں جو زیادہ ہوشیار ہو اس کو زیادہ اور کم ہوشیار کو کم۔ لہذا میں بجائے خود پروطاغورس اور سقراط تم سے درخواست کرتا ہوں کہ باہم آشتی سے کام لو۔ اور سوال پر غور کرنے میں جس پر مباحثہ ہے مگر جھگڑا نہ کرو کیونکہ دوست دوستوں سے مباحثہ کرتے ہیں دوستانہ طور سے۔ لڑتے وہ ہیں جو اختلاف اور جھگڑا کرتے ہیں ایک دوسرے سے۔ اور اس طرح سے تمہارا مکالمہ ہم سب کے لئے بہترین

ہوگا۔ کیونکہ ایک طرف تو تم مقرر ہو اس کے ذریعہ سے گمان غالب ہے کہ
ہم سامعین کی پسندیدگی حاصل کریں نہ تعریف۔ کیونکہ پسندیدگی محسوس ہوتی
ہے ذہن میں سامع کے اور اس میں کوئی فریب نہیں ہے۔ مگر تعریفیں وہ
لوگ کرتے ہیں جو اپنے ہونٹوں سے تکذیب کرتے ہیں اپنے دل کے یقین کی
اور ہم دوسرے جانب سامعین یقیناً مسرت کو محسوس کریں گے نہ خوشی کو
کیونکہ ایک انسان مسرت حاصل کرتا ہے سیکھنے میں اور ذہناً حکمت سے
حصہ لینے میں۔ لیکن خوشی حاصل ہوتی ہے کھانے میں یا تجربہ میں کسی دوسرے
خوشگوار احساس کے صرف جسم میں۔

اس طرح تقریر کی پروڈایکس نے اور عموماً اس کی تحسین کی گئی اور
بعد پروڈیکس کے ہپیاس فاضل نے اس لفظ کو لے لیا۔ اس نے تقریر شروع
کی میرے دوست جو یہاں موجود ہیں میں تم کو ایک برادری اور خاندان سے
اور ملک سے بسبب طبیعت کے سمجھتا ہوں۔ اگرچہ قانوناً ایک نہیں سمجھتا کیونکہ
مثل مشابہ ہے مثل سے طبیعت کے اعتبار سے لیکن قانون جو انسانوں پر
حکومت کرتا ہے اکثر طبیعت کو فاسد کر دیتا ہے۔ یہ شرم کی بات ہے ہم میں
چیزوں کی طبیعت کو جاننا اور یونان کے دانشمند ترین لوگوں میں ہونا۔ اور
اس اعتبار سے اب ملاقات کرنا یونان کے اس شہر میں جو کہ گھر اور مدنج
یونانی حکمت کا ہے اور اس شہر کے سب سے بڑی اور دولتمند گھر میں
اور پھر کوئی نتیجہ اپنے مرتبہ کے لائق نہ ظاہر کرنا۔ بلکہ مثل ادنیٰ ترین انسانوں
کے ایک دوسرے سے لڑنا۔ لہٰذا یہ میری منت اور میری نصیحت ہے
تم کو پروطاغورس اور سقراط۔ کہ ہم کو حکم ہونے کی اجازت دو تاکہ تمہارے
آپس میں واسطہ ہوں اور کیا تم سقراط اصرار کرتے ہو اس اپنے سخت ترین
طریقہ گفتگو پر جس میں انتہا کے اختصار کا جواز ہے۔ اگرچہ ایسا طریقہ ناگوار
ہے پروطاغورس کو مگر اپنے لئے زیادہ آزادی کو جائز رکھو اور اپنے لفظوں کو
لگام دو۔ تاکہ وہ ہمارے سامنے زیادہ عظمت اور شوکت سے ظاہر ہوں۔
اور تم پروطاغورس اپنی رسی کو ڈھیلا نہ کرو اور نہ ہر بادبان کو پھیلاؤ۔ اور

زمین کے نظر سے غائب ہونے پر ہوا کے سامنے الفاظ کے سمندر میں جا پڑو۔ بلکہ تم دونوں دیکھو کہ کیا تم ایک وسطی راستہ اپنے درمیان نکال سکتے ہو۔ پس یہ منصوبہ ہے جو تم کو اختیار کرنا چاہئیے اور اگر تم میری نصیحت لو تو حکم کو انتخاب کرو۔ اور ایک کرسی نشین اور ایک صدر کو انتخاب کرو جو اس بات کی خبرداری رکھے کہ کوئی تم میں سے کسی جانب تغلب نہ کرے اور اعتدال کی حدود سے نہ گزرے۔

اس تجویز نے تمام فریق کو خوش کیا۔ اور سب نے اس کو پسند کیا۔ کیلیاس نے مکرر کہا کہ وہ مجھ کو نہ جانے دیگا اور مجھ سے درخواست کی گئی ہے کہ صدر کا نام لوں۔ اس کا میں نے یہ جواب دیا کہ یہ ہماری نالائقی ہوگی اگر ہم ایک حکم اپنے مکالمہ کے لئے تجویز کریں۔ اگر ہمیں اپنے معروضہ انتخاب پر زد ہوں اور وہ کمتر مرتبہ کا پایا جائے تو یہ بہتر نہیں ہے کہ ایسا شخص اپنے سے بہتروں کی صدارت کرے۔ اور نہ یہ مناسب ہے کہ وہ مساوی ٹھیرے۔ کیونکہ جو ہم سے بہتر نہ ہوا اس کے کام بھی بہتر نہ ہونگے پس ہمارا انتخاب فضول ثابت ہوگا۔ مگر تم کہتے ہو کہ ہم اس جگہ پر اپنے سے اعلیٰ کو مقرر کریں گے۔ سچ یہ ہے کہ میں یقین نہیں کرتا کہ تم کو یہ قدرت حاصل ہے کہ پروطاغورس سے دانشمند تر کو نصب کرو۔ لیکن تم ایسے شخص کو مقرر کرو جو اعلیٰ درجہ کا نہیں ہے اگرچہ تم مانتے ہو کہ وہ ہے تو پروطاغورس کی پھر بھی تحقیر ہوگی کہ ایک صدر اس کے اوپر متعین ہو جو ایک عام آدمی ہو مجھے اس میں کوئی فرق نہیں معلوم ہوتا۔ لیکن میں کہوں گا جس سے تمھارے آزردگی کو تشفی ہو کہ جلسہ اور مکالمہ جاری رہے۔ اگر پروطاغورس مجیب ہونا نہیں چاہتا تو وہ سائل کا منصب لے اور میں مجیب ہوں گا۔ اور ایسا کرنے میں کوشش کروں گا اس قسم کے جواب دکھا دوں جو جوابا میری رائے میں دینا چاہئیں۔ اور جونہی میں تمام سوالوں کا جواب دے چکوں تو وہ یہ تجویز کر سکتا ہے کہ اپنی باری سے میری سوالوں کا اسی طریقہ سے جواب دے اور اگر وہ ناراضی ظاہر کرے سوالوں پر قائم رہے اپنے جوابوں میں تو میں تم سب سے

مل جاؤں گا اور اس کی منت کرنے میں جس طرح تم اب میری منت کرتے ہو کہ ہمارے فریق کو نہ توڑو۔ بس ضرورت ایک صدر نشین کے مقرر کرنے کی نہ ہوگی۔ تم سب مل کے اس کے عہدے کا کام کرو گے۔ یہ تجویز میری عموماً منظور ہو جائے تو پروطاغورس مجبور ہوگا۔ اگرچہ بہت ناگواری کے ساتھ۔ کہ سوالات کرنے میں موافقت پر اتفاق کرے۔ اور جب وہ کافی طور سے سوال کر چکے مختصر جواب دینے کے لئے تو وہ اپنی باری سے میرے سوالوں کا مختصر جواب دے۔ اس نے تقریر کو تقریباً اس طرح شروع کیا:

سقراط میری رائے میں نہایت ہی اہم عناصر کسی شریف کی تعلیم میں شعر کا انتقادی علم ہے۔ اور اس سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ استعداد ہے تمیز کرنے کی کسی شاعر کے کلام میں کہ وہ صحیح طور سے تصنیف ہوا ہے یا غلط طور سے اور قدرت ان پر عالمانہ طور سے بحث کرنے کی اور وجوہ کا بیان کرنا جو ان کے بارے میں پوچھا جائے۔ لہٰذا وہ سوال جواب میں پیش کرنے والا ہوں اگرچہ وہ اس مضمون سے متعلق ہوں گے جس پر ہم تم بالفعل مباحثہ کر رہے ہیں۔ یعنی فضیلت سے منتقل کر دیئے جائیں گے بحث شعر پر۔ صرف یہ فرق ہوگا اگر مجھ کو ٹھیک یاد ہے۔ سائمونیڈیس اس کو پاس یسر کریوں سا کن تھسیالیہ سے کہتا ہے کوئی شبہ نہیں ہے کہ نیک آدمی ہو جانا مشکل ہے کہ ایک انسان ہاتھ پیر اور دل سے چوکس جیسے (چار کا مربع) بلا قصور کام کرے تم کو وہ غزل یاد ہے۔ یا میں تم کو تمام وکمال سنا دوں۔

اس میں سے کچھ بھی یاد نہیں ہے۔ میں نے جواب دیا۔ میں تمہارا شکر گزار رہوں گا۔ میں نہ صرف اس ٹکڑے کو جانتا ہی ہوں بلکہ نہایت توجہ سے میں نے اس کو مطالعہ کیا ہے۔

اس نے جواب دیا۔ میں یہ سن کے خوش ہوا۔ مہربانی فرما کے کہو کیا تم اس کو خوبصورت اور صحیح تصنیف خیال کرتے ہو؟

یقیناً۔ نہایت خوبصورت اور صحیح ہے۔

اور تم اس کو خوب سمجھتے ہو۔ اگر شاعر نے اپنے قول کا نقص کیا ہو۔

میں نے کہا یقیناً نہیں۔
اس نے کہا۔ اس کو غور سے دیکھو۔
میں نے جواب دیا۔ تم بھلے آدمی ہو لیکن میں نے اس کو غور سے دیکھا ہے۔
اس نے جواب دیا کیا تم آگاہ ہو کہ اثنائے نظم میں اگر میں غلط نہ کرتا ہوں تو وہ اس طرح چلتا ہے۔ میں اس لفظ سے پٹاکس کے موافقت نہ کروں گا اگرچہ یہ ایک بزرگ کے ہونٹوں سے نکلا ہو۔ وہ نیک ہونا مشکل ہے تم ملاحظہ کرو گے کہ ایک ہی شخص ہے جو یہ بیان دیتا ہے اور اس کے پہلے والا بھی۔
میں نے جواب دیا میں ملاحظہ کرتا ہوں۔ اور تم خیال کرتے ہو کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ درست ہیں۔
میں نے جواب دیا کہ مجھ کو اعتراف کرنا چاہئے کہ میں کہتا ہوں اسی وقت میں اگرچہ میں بہت ڈرا ہوا تھا کہیں ایسا تو نہ ہو کہ جو اس نے کہا ہے اس میں کوئی بات ہو۔ بہرطور میں نے کلام کو جاری رکھا لیکن شاید تم ایسا نہیں کرتے۔ اس نے کہا کیونکہ کس طرح میں امکاناً خیال کروں کہ ایک لکھنے والا اپنے ساتھ درست ہے جو یہ دونوں بیانات دیتا ہے۔ جو اولاً اقرار کرتا ہے اپنے ذات خاص میں کہ یہ حقیقتاً مشکل ہے کہ ایک نیک آدمی ہو جائے۔ تاہم قبل اس کے کہ وہ اپنی نظم میں کچھ آگے بڑھا ہو اس قدر گم ہے کہ پٹیکس کا قصور دریافت کرے۔ اس کہنے کے لیے جیسا کہ اس نے خود کہا تھا کہ نیک ہونا دشوار ہے اور یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ اس بیان کو تسلیم نہیں کر سکتا اگرچہ یہ بعینہ وہی بیان ہے جو اس کا ہے۔ یقیناً یہ ظاہر ہے کہ ایسے شخص کے قصور کو دریافت کرنا جو وہی بات کہتا ہے جو اس نے خود کہی تھی تو گویا وہ اپنا قصور دریافت کرتا ہے لہذا پہلے مقام میں یا دوسرے میں وہ صاف غلطی پر ہے ان بیانات میں اکثر سامعین سے تالیاں بجوائیں اور تحسین کرائی۔ میں اولاً اس حال میں تھا کہ جیسے مجھ کو

ایک ہنرمند مشت زن نے گھونسہ لگایا تھا۔ میں اندھا ہو گیا اور تیورا گیا فوراً تقریر سے اپنے مدمقابل اور اس کے تعریف کرنے والوں کی اور اس کی مؤیدین کی بالآخر اس نظر سے (تم سے حق حق کہنا چاہئے) کہ شاعر کے کلام پر غور کرنے کا وقت ملے میں پروڈیکس کی طرف مخاطب ہوا اور اس کو پکار کے کہا۔ پروڈیکس یقیناً سائمونیڈیس تمھارے ملک کا باشندہ ہے اس کو مدد کو آنا تمھارا فرض ہے۔ اور اس طرح تمھاری مدد چاہتے ہیں میں گمان کر سکتا ہوں کہ میں الفاظ اسکمانڈر (Scamander) کے استعمال کر رہا ہوں جو اس سیمائس (Simois) سے کہے تھے جب اکیلیس پہ (Achilles) نے اس کو محاصرہ میں لے لیا تھا۔ کیونکہ بقول ہومر وہ اس طرح طلب کرتا ہے۔

اے بھائی جلدی کرو ہم دونوں کو ملجانا چاہیئے۔
تاکہ ایک فانی جنس کی نہایت مغرورانہ قوت کو دبائیں

لہذا اسی طرح اب میں تم کو بلاتا ہوں کہ مجھ سے ملو تاکہ اپنے دوست سائمونیڈیس (Simonides) کو پروطاغورس کے ہاتھوں سے شکست پانے سے بچائیں اور میں تم کو یقین دلا سکتا ہوں کہ اس مدافعت میں تمھارے فن کی اعلیٰ قوت مطلوب ہے۔ جس کے ذریعہ سے تم ثابت کرتے ہو کہ چاہنا اور آرزو کرنا ایک نہیں ہے۔ اور جس فن نے تمھارے لئے مہیا کئے ہیں وہ متعدد اور نازک امتیازات جن کو تم نے ابھی ثابت کیا ہے۔ اور اب اس پر غور کرو آیا تمھارے رائے مجھ سے ملتی ہے یا نہیں۔ میرے رائے یہ ہے کہ اس معاملہ میں سائمونیڈیس نے اپنا نقص نہیں کیا۔ مگر قبل اس کے کہ میں اس کی تائید کردوں میں چاہتا ہوں کہ تم اپنی رائے کا اعلان کر دو۔

کیا تم سمجھتے ہو کہ ہو جانا اور رہنا بعینہ ایک ہیں یا مختلف ہیں؟

پروڈیکس نے کہا۔ یقیناً مختلف ہیں۔ اور کیا سائمونیڈیس نے اپنے پہلے جملہ میں اپنی خاص رائے کا اظہار نہیں کیا کہ نیک آدمی ہو جانا حقیقتاً

دشوار ہے۔

جواب یہ تھا کہ اس نے ایسا کیا۔

اور من بعد وہ پٹاکس کی تحقیر کرتا ہے۔ نہ مثل پروطاغورس کے جو یہ سمجھتا ہے کہ وہی بیان دینا چاہئے جو اس نے خود دیا ہے بلکہ ایک مختلف جواب کیلئے کیونکہ پٹیکس مثل سائیمونیڈیس کے مشکل نیک ہوجاتے ہیں نہیں سمجھتا بلکہ نیک ہونے ہیں۔ اور پروطاغورس میں تم سے کہوں گا میرے پروڈیکس کی کہ ہونا اور ہوجانا بعینہ ایک نہیں ہے۔ اور اگر ہونا بعینہ ہوجانا نہیں ہے تو سائیمونیڈیس اپنی تنقیص نہیں کرتا۔ اور مجھے تعجب نہ ہوگا اگر پروڈیکس اور بہت سے دوسرے اس گروہ کے ہزیوڈ کو ثبوت میں پیش کریں کہ بلاشک نیک ہوجانا مشکل ہے۔ کیونکہ فضیلت کے مقابلہ میں دیوتاؤں نے پسینہ گرایا ہے۔ مگر جب تم بلند پروازی کرتے ہو کہ باوجود اس کے اس قدر دشوار ہونے کے اس کو حاصل کرنا آسان ہے۔ جب میں نے یہ جملہ تمام کیا پروڈیکس نے میری تعریف کی لیکن پروطاغورس نے جواب دیا

تمھاری ترمیم میں سقراط ایک بڑی غلطی شامل ہے بہ نسبت اس کے جس کی تم ترمیم کرتے ہو۔

میں نے جواب دیا، اگر ایسا ہے تو میرا کام بری طرح ختم ہوا۔ اور میں مثل اس بدقسمت طبیب کے ہوں جو صحت دینے کی کوشش میں مرض کو بڑھا دے۔

اس نے کہا سقراط یہ تو ایسا ہی ہے۔

میں نے پوچھا۔ تمھاری مراد کیا ہے۔

اس نے کہا۔ اس سے بڑی حماقت شاعر کی ثابت ہوتی ہے کہ فضیلت کا حاصل ہونا ایک عام چیز ہے حالانکہ مجموعی رائے نوع انسان کی یہ ہے۔ کہ یہ سب چیزوں سے زیادہ مشکل ہے۔

میں نے کہا بڑی خوش قسمتی کی بات ہے کہ پروڈیکس ہمارے مکالمہ کے وقت موجود ہے۔ پروطاغورس تم کو ضرور جاننا چاہیے کہ میرے خیال

میں پروڈیکس کا فن اگلے زمانہ میں ایک خدائی قسم کا علم تھا - اور وہ یا سائمونیڈیس سے شروع ہوا یا اس سے بھی زیادہ قدیم زمانہ سے۔ مگر تم اگرچہ بہت سی چیزوں سے واقف ہو مگر غالباً اس سے واقف نہیں ہو۔ درحالیکہ میں بخلاف اسکے پروڈیکس کی تعلیم کا شکر گزار ہوں۔ اور صورت موجودہ میں مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے تم اس سے واقف نہیں ہو کہ لفظ دشوار امکانًا سائمونیڈیس نے نہیں سمجھی جو مفہوم تم اس کا سمجھتے ہو۔ بلکہ وہ مثل ہمارے دوست کے جو یہاں موجود ہے جو دائمًا مجھ پر مسلط ہے کہ معنی لفظ ڈینس کے (سخت اور تیز اور ہوشیار) کے ہیں کیونکہ جب کبھی تعریف کرنے میں تمھارے یا کسی اور صاحب امتیاز شخص کے میں کہتا ہوں کہ وہ اشد چالاک آدمی ہے۔ پروڈیکس مجھ سے پوچھتا ہے کہ آیا مجھ کو شرم نہیں آتی کہ میں اچھی چیزوں کو اشد کہوں؟ جو چیز کہ اشد ہے وہ کہتا ہے کہ وہ بد ہے۔ کوئی نہیں خیال کرتا کہ دوست کو یا صلح کو یا صحت کو اشد کہتے۔ بلکہ انسان بیماری کو اور جنگ کو اور افلاس کو اشد کہتے ہیں۔ اس سے یہ مراد ہے کہ جو کچھ اشد ہے وہ بد ہے اور اس طرح شاید قیئنس (Ceanes) سائمونیڈیس (Simonides) کے ساتھ ان کی سرکردگی میں سمجھتے ہیں کہ جو کچھ سخت ہے وہ بد ہے یا اس کو کچھ اور معنی دیتے ہیں۔ جس سے تم واقف نہیں ہو لیکن پروڈیکس اس سوال پر کیا کہتا ہے۔ کیونکہ وہ ایسا شخص جو سائمونیڈیس کی زبان کو استعمال میں لاتا ہے سائمونیڈیس نے پروڈیکس لفظ اشد سے کیا مراد لی ہے۔

اس نے کہا بد۔

پس میں سمجھتا ہوں یہی سبب ہے کہ وہ پیٹاکس کو اس کہنے سے قصوروار سمجھتا ہے۔ نیک ہونا مشکل ہے گویا اس نے اس کو یہ کہتے سنا ہے کہ نیک ہونا بد ہے اس کے سوا سقراط تم سمجھتے ہو کہ سائمونیڈیس کی کیا مراد ہے؟ بیشک یہی۔ اور وہ پیٹاکس کو ملامت کرتا ہے کہ وہ الفاظ کے معانی میں امتیاز نہیں کرتا۔ کیونکہ وہ لیبیا (Læbian) کا رہنے والا ہے اور بربری محاورات میں پرورش پائی ہے۔

پروطاغورس تم سنتے ہو جو پروڈیکس کہتا ہے۔ کیا تم کوئی جواب دے سکتے ہو؟

اس نے جواب دیا۔ پروڈیکس تم بالکل غلطی پر ہو میں مطمئن ہوں کہ سائمونیڈیس نے لفظ اشد سے وہی مراد لی ہے جو ہم سب مراد لیتے ہیں نہ کہ بدی۔ بلکہ وہ جو کہ بالعوض آسان ہونے کے سخت وقت سے عمل میں آئے۔

میں نے کہا میں پروطاغورس تم سے سچ کہوں گا۔ میں تم سے اتفاق رکھتا ہوں۔ میں یقین کرتا ہوں سائمونیڈیس نے یہی مراد لی ہے اور اس سے زیادہ۔ پروڈیکس جانتا ہے کہ اس نے ایسا کیا وہ صرف تم سے تمسخر کرتا ہے۔ اور اس کی کوشش کرتا ہے تاکہ معلوم کرے آیا تم اپنے دعووں کی تائید کر سکتے ہو۔ چونکہ بہت قوی مضبوط ثبوت ہے بہرطور سائمونیڈیس نہیں سمجھا کہ اشد بد ہے۔ اس بیان سے ملتا ہے جو اس کے بعد آئے گا۔ کیونکہ وہ کہتا ہے کہ صرف خدائے تعالیٰ یہ مرحمت رکھتا ہے اور مجھ کو یقین ہے کہ اگر اس کی یہ مراد تھی کہ بد نیک ہے تو وہ فوراً اس کا اضافہ نہ کرتا کہ خدا کے سوا کوئی نیکی پر متصرف نہیں ہے۔ اور وہ اس صفت کو خدا کا وصف قرار دیتا ہے۔ اگر یہ حالت ہوتی تو پروڈیکس اپنے ملک کے باشندے کو بے دین اور فاسق کہتا اور یہ کہ وہ حقیقی فرزند سی اوس (Ceos) کا نہیں ہے۔ لیکن اس نظم میں جو منشا سائمونیڈیس کا از اول تا آخر مجھ پر ظاہر ہوتا ہے میں رضامندی کے ساتھ تم سے کہہ دوں گا۔ پروطاغورس اگر تم چاہتے ہو کہ میری استعداد شعر کے انتقاد کا ایک نمونہ حاصل کرو جس کے بارے میں تم کلام کرتے ہو۔ اس تجویز پر پروطاغورس نے جواب دیا ٹھیک اسی طرح کہ جیسے تم اے سقراط عنایت کرو۔ مگر پروڈیکس ہپیاس اور باقی لوگوں نے مجھ پر زور ڈالا کہ میں شروع کروں۔

میں نے کہا اچھا تو پھر میں پوری کوشش کروں گا کہ اس نظم کا مطمح نظر تم پر واضح کر دوں۔

یونان کے کسی ملک میں فلسفۂ قدیم موجود نہیں ہے یا عموماً رائج نہیں ہے جیسے کریٹ میں اور لیسیڈیمون میں ہے اور کسی جگہ دنیا میں متعدد سوفسطائی موجود نہیں ہیں بہ نسبت وہاں کے۔ لیکن ان ملکوں کے باشندے اس واقعہ کا انکار کرتے ہیں۔ اور مثل ان سوفسطائیوں کے جن کے بارے میں بروطاغورس نے ہم سے ایک جاہلانہ بیرونی عبارت جیت کا تصنع اظہار کرتے ہیں تاکہ ان کی فضیلت یونان میں نہ دریافت ہو۔ بلکہ یہ سمجھا جائے کہ وہ جنگ میں فضیلت رکھتے تھے۔ چونکہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر بھید ان کی فضیلت کا معلوم ہو جائے گا تو عموماً لوگ اس پر عمل کرینگے۔ کیونکہ یہ واقعہ ہے انھوں نے ایسی ہنرمندی سے اس کو چھپایا کہ تمام ہونہار اسپارٹا والوں کو اپنی ریاستوں میں لے لیا۔ تم دیکھ سکتے ہو کہ ان شرفا کے کام اپنے جوشیلے شوق میں بند ہو گئے۔ اور انھوں نے اپنے اسلحہ جنگ کو سٹسں (Cestus) (دریائی جانور) کے تسمے چڑھا دئے اور اکھاڑوں میں پھرنے لگے اور مختصر لبادے پہننے لگے۔ اس خیال سے کہ اسی عمل پر اسپارٹا والوں کی فضیلت یونان میں موقوف ہے۔ مگر لیسیڈیمونیا والوں نے یہ خواہش کی کہ اپنے ملکی سوفسطائیوں سے بلا روک ٹوک صحبت رکھیں اور ان کے ساتھ خفیہ ملاقات سے وہ اکتا گئے اور صاف صاف اپنے کو ظاہر کر دیا۔ اور بیرونی نقالوں اور دوسرے اجنبی لوگوں سے نجات حاصل کی۔ اور جب سے وہ اپنے سوفسطائیوں سے ملنے لگے بغیر اس کے کہ اجنبی اس واقعہ سے خبردار ہوں وہ اپنے نوجوانوں کو دوسرے شہروں میں جانے سے مانع ہوئے۔ اس خوف سے کہ کہیں وہاں جاکے وہ اپنا سبق جو وطن میں سیکھا ہے نہ بھول جائیں۔ یہ وہ عمل ہے کہ کریٹ والے بھی اس کی مراعات کرتے ہیں نہیں صرف مرد ہی ان ملکوں کے ان کی فضیلت سے کینہ رکھتے ہیں بلکہ عورتیں بھی اس جوش میں ان کی شریک ہیں۔ اب چونکہ میرا بیان صحیح ہے اور لیسیڈیمونیا والے فلسفہ میں کامل تعلیم پائے ہوئے ہیں اور لفظوں کے فن میں یہ اس واقعہ سے دریافت ہو سکتا ہے۔ اگر تم بالکل عام اسپارٹا کے باشندے سے گفتگو کرو تو تم کو معلوم ہوگا کہ وہ اپنی گفتگو میں ایک عام شخص ظاہر ہوتا ہے مگر اس کو موقع دو تو وہ ایک ہنرمند قدر انداز کی طرح تم پر حملہ کرے گا۔ اس کے الفاظ نہایت مختصر اور بامعنی

ہونگے۔ اس طرح سے کہ تم جو اس کے مد مقابل ہو اس کے سامنے ایک بچہ سے زیادہ نہ ٹھیرو گے۔ اس بات کو ملاحظہ کر کے زمانہ ماضی اور حال کے لوگوں نے یقین کر لیا کہ اسپارٹا کے رہنے والوں کا حکمت کا شوق جنون کی حد پر پہنچا ہے بہ نسبت جمناسٹک کے۔ چونکہ وہ آگاہ تھے کہ پر مغز جملوں کے بولنے سے اس کے بولنے والوں کی تعلیم کامل معلوم ہوتی ہے۔ اس شمار میں تھے تالیس ملیطی (Thales Maletus) پٹاکس مٹیلنیا والا (Pittacas Mytilene) بیاس پرینیا والا (Bias preinian) سولن (Solon) ہم لوگوں میں سے اور کلیوبولس لنڈس (Cleobulus Lindus) کا رہنے والا اور مائی سون (Myon chene) شینی کا رہنے والا اور خیلن لیسیڈیمونیا (Chilon Lacedenmonian) یہ سب مل کر سات ہوئے یہ سب بزرگ قدردان اور عاشق اور شاگرد اسپارٹا کے نظام کے تھے اور تم سہولت سے دریافت کر سکتے ہو کہ ان کی حکمت اسپارٹا کے نمونے کی تھی۔ مختصر اور یادگار کہاوتوں سے جو ان میں سے ہر ایک نے کہی تھیں۔ نہیں۔ اس سے زیادہ جب انھوں نے آپس میں ملکر اپنی حکمت کی نذر اپالو (Apollo) کو پیش کی اس کے مندر میں جو ڈلفی (Delphi) میں ہے ان سب نے مل کے اپنی استعداد اپالو کے نذر کی۔ ان سب نے مل کے وہاں یہ مشہور کہاوتیں کتبہ کیں۔ جو کہ تم جانتے ہو کہ ہر شخص کی زبان پر ہیں۔

اپنے آپ کو پہچان اور کوئی شئے حد سے زیادہ نہ ہو۔

تم پوچھو گے کہ میرا مقصد اس کہنے سے کیا ہے۔ یہ اس بات کے ثابت کرنے کے لیے ہے کہ اگلے زمانہ والوں میں فلسفہ کا بیان نہایت مختصر اور پر مغز عبارت میں ادا ہوتا تھا۔ خاص مثال اس کی پٹاکس کی اس کہاوت میں ہے۔ "نیک ہونا دشوار ہے" جو تعریف کے ساتھ بڑے بڑے علما نے قبول کی اور ایک زبان سے دوسری زبان پر خانگی حلقوں میں پہنچی۔ سائیمونیڈیس جو فلسفیانہ امتیاز کا آرزومند تھا اس نے یقین کیا کہ اگر وہ اس مشہور مقولے کے رد کرنے میں کامیاب ہو گیا تو وہ ایک مبتدی کی حیثیت سے شکست

دے گا ایک نمودار پہلوان کو اور اپنی شہرت اس وقت کے لوگوں میں قائم کرلے گا۔ اس ضرب المثل کہاوت کے مقابلہ میں اور اس حوصلہ کے ساتھ کہ اس کو رد کردوں اس نے یہ تمام غزل تصنیف کی اس معاملہ میں میرا مطمح نظر یہی ہے۔

آؤ اب ہم سب مل کے اس قطعہ کو جانچیں اور دیکھیں کہ میرا مطمح نظر صحیح ہے۔ عنوان ہی کے ملاحظہ سے ظاہر ہوگا کہ مصنف دیوانہ ہے اگر اس نے اس واقعہ سے صرف یہ کہنا چاہا ہے کہ نیک ہونا دشوار ہے۔ کیونکہ وہ الفاظ ”بلاشبہ“ داخل کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دنیا بھر میں کسی غرض سے نہیں داخل کی گئیں۔ ہاں یہ اور بات کہ ہم سمجھیں کہ وہ کسی قسم کا پٹاکس کے قول کے ساتھ تنازع کرتا ہے یہ کہ جب پٹاکس دعویٰ کرتا ہے کہ نیک ہونا دشوار ہے تو سائیمونیڈیس اس کے قول کا نقض کرتا ہے۔ ایسا نہیں ہے۔ لیکن ایک نیک آدمی ہوجانا دشوار ہے۔ پٹاکس فی الواقع خیال کرو کہ وہ نہیں کہتا فی الحقیقت نیک۔ لفظ نیک کے ساتھ لفظ فی الحقیقت وہ نہیں لگاتا۔ گویا کہ اس نے یہ خیال کیا کہ بعض چیزیں فی الحقیقت نیک ہیں اور دوسری چیزیں بیشک نیک ہیں مگر نہ فی الحقیقت نہیں یہ بیوقوفی ہوگی اور سائیمونیڈیس کے شایاں نہیں ہے۔ کہ لفظ فی الحقیقت کو دوسری جگہ رکھدے۔ اور یہ سمجھ لیں کہ جو بیان کئے گئے۔ مصرعۂ ذیل طریقہ سے۔ پٹاکس کا بیان اس طرح سے ہے کہ اے فانی (انسان) نیک ہونا دشوار ہے۔ اور سائیمونیڈیس جواب دیتا ہے۔ تم غلطی پر ہو پٹاکس۔ ”ہونا“ لفظ نہیں ہے بلکہ نیک آدمی ہوجاتا ہے۔ ہاتھ میں اور لفظ میں اور خیال میں تکمیل ایک بے قصور تصنیف کی دشوار ہے درحقیقت۔ اس طرح سے تم دیکھتے ہو ہم ایک وجہ رکھتے ہیں لفظ ”بلاشک“ کے داخل کرنے کی۔ اور لفظ فی الحقیقت نہایت صحت کے ساتھ جملہ کے انجام میں رکھا گیا ہے۔ اور اس مقام پر شاعر کے مفہوم کی تصدیق ہوئی ہے۔ باقی نظم سے۔ کیونکہ اگر میں ہر مقام کی اس نظم میں جدا گانہ استفادہ کرتا تو میں بخوبی ثابت کردیتا کہ یہ ایک

کامل تصنیف ہے۔ کیونکہ یہ نہایت دلفریب اور مکمل ہے۔ چونکہ اس طرح کی تحلیل میں بہت طول ہوتا ہے میں اپنے آپ کو اس بات پر قانع کر لوں گا کہ ایک عام نقشہ سے اس کو واضح کردوں کہ مقصد پوری نظم کا اول سے آخر تک نہ اس سے کم ہے نہ اس سے زیادہ کہ یہ تردید ہے پیٹاکس کے مقولہ کی۔

کیونکہ بعد ایک مختصر واسطہ کے شاعر یہ کہنا شروع کرتا ہے ٹھیک اسی طرح جیسے ایک حجت کے ماننے کے لیے کرتا ہے کہ اگرچہ بلاشک نیک آدمی ہوجانا فی الحقیقت دشوار ہے تاہم ایک خاص وقت کے لئے کم از کم یہ ممکن ہے۔ لیکن ایسا ہوجانا اور اس حالت میں رہنا اور ایسا ہونا جیسا تم کہتے ہو پٹاکس ایک نیک آدمی ہے بالکل غیر ممکن ہے اور انسانی حد سے باہر ہے۔ صرف خدا ہی میں یہ صفت ہوسکتی ہے۔ لیکن۔ انسان امکاناً ایسا نہیں ہوسکتا سوائے بد ہونے کے۔ جس کو قسمت کی مجبوری گرادیتی ہے۔ کون ہے وہ کہ جس کو قسمت کی مجبوری گرادیتی ہے حکومت میں جہاز کے۔ یہ صاف ظاہر ہے کہ وہ برا آدمی نہیں ہے کیونکہ برا آدمی ہمیشہ گرا ہوا ہے ٹھیک اسی طرح جیسے تم نہیں گراسکتے ایک آدمی کو جو کہ زمین پر ہے۔ بلکہ ضرور ہے کہ وہ اپنی ٹانگوں پر کھڑا ہو قبل اس کے کہ تم اس کو گراسکو یعنی زمین پر لٹا سکو ٹھیک اسی طرح جیسے ایک انسان ضرور ہے کہ مدد رکھتا ہو اور اسباب رکھتا ہو قسمت کی مجبوری سے گرادیا جائے درحالیکہ وہ انسان جو ہمیشہ بلامدد ہے ہرگز نہیں امکاناً گرایا جاسکتا۔ ایک شدید طوفان ملاح پر حاوی ہوسکتا ہے۔ اور اس کو مجبور کرسکتا ہے۔ ایک سخت فصل کسان کو پریشان اور مجبور کرسکتی ہے۔ اور اسی طرح طبیب مجبور کیا جاسکتا ہے اسی کے مماثل پیشہ کی بدقسمتی سے کیونکہ نیک آدمی میں صلاحیت بد ہوجانے کی ہے جیسا کہ ایک اور شاعر اس کی تصدیق کرتا ہے۔

ــــ٥ــــ

نیک بعض اوقات بد ہوتے ہیں اور بعض اوقات نیک

لیکن - بد آدمی امکاناً نہیں ہو سکتا مگر ضرورتاً ہمیشہ بد ہو گا - لہذا یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جب کبھی ایک با سامان دانا نیک آدمی قسمت کی مجبوری سے گرا دیا جائے وہ امکاناً نہیں ہو سکتا مگر بد لیکن تم کہتے ہو پٹاکس نیک ہونا دشوار ہے - نہیں حق یہ ہے کہ نیک ہو جانا بلا شبہ دشوار ہے تاہم ممکن ہے لیکن - نیک ہونا بالکل غیر ممکن ہے - کیونکہ جیسے شاعر کہتا ہے ہر آدمی نیک ہے بذریعہ نیک کام کرنے کے اور بد ہے بد کام کرنے سے پس کیا ہے نیک کام کرنا بالنسبت حروف کے اور کیا چیز بنا دیتی ہے نیک انسان کو حرفوں میں ؟ صاف ظاہر ہے کہ سیکھنا حرفوں کا - اور کس قسم کا نیک کام کرنا ایک اچھا طبیب بنا سکتا ہے - صاف ظاہر ہے کہ بیماروں کا علاج سیکھنا اور برا وہ کہتا ہے کہ برا کام کرنے سے - پس کون ہے جس میں صلاحیت برے طبیب ہو جانے کی ہے - صاف ظاہر ہے کہ انسان شروع کرتا ہے اس طرح کہ صورت اول میں طبیب ہو اور دوسرے صورت میں اچھا طبیب ہو کیونکہ وہ برا طبیب بھی ہو سکتا ہے مگر ہم جو اس پیشہ میں نہیں ہیں امکاناً نہیں ہو سکتے برا کرنے سے خواہ طبیب خواہ نجار یا کوئی اس کے مثل اور جو کوئی طبیب نہیں ہو سکتا برا کرنے سے بالکل ظاہر ہے کہ وہ برا طبیب بھی نہیں ہو سکتا - پس تم دیکھتے ہو کہ صرف نیک آدمی ہے جو کبھی برا ہو سکتا ہے خواہ وہ ایسا ہو جائے بسبب انحطاط کے یا درد کے یا بیماری کے یا اور کوئی سبب ہو کیونکہ صرف یہی برا کرتا ہے کہ اپنا علم گم کر دے لیکن برا آدمی برا ہرگز نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ تو ہمیشہ برا ہے اگر وہ بڑا ہونے کا اظہار کرے ضرور ہے کہ وہ اولاً اچھا ہو جائے پس یہ حصہ نظم کا ثابت کرنے کا رجحان رکھتا ہے کہ یہ ممکن نہیں ہے نیک آدمی ہو جائے - نیک ہوتے رہنے کے مفہوم سے - لیکن نیک ہو جانا ممکن ہے ٹھیک اسی طرح جیسے بد ہو جانا اور وہ شاعر اس کا اضافہ کرتا ہے بہترین ہیں طولانی مدت کے لئے جن کو دیوتا چاہتے ہیں -

اور اگر یہ ظاہر ہو جائے کہ یہ مقامات خلاف پٹاکس کے رجوع کیے گئے ہیں اور مقصد شاعر کا ذیل میں اس سے زیادہ صفائی کے ساتھ نمودار ہے

کیونکہ وہ اس طرح چلتا ہے۔ فلہٰذا میں تلاش میں اس چیز کی جو نہیں ہو سکتی ایک حصہ زندگی کا ضایع کر دیتا ہوں خالی، بیکار امید پر میں کہتا ہوں تلاش میں ایک بالکل بلا الزام انسان کے ہماری درمیان میں جو زندگی بسر کرتا ہے میووں پر اس عریض و طویل دنیا کے۔ جب میں ایک پا جاؤں تو میں تم کو مطلع کروں گا۔ اس طرح سرگرمی سے سرتاپا عمومیت کے ساتھ یہ نظم اصرار نہیں کرتی حملہ کرنے پر پٹاکس کے اظہار پر۔ مگر وہ سب جس کی میں تعریف کرتا ہوں اور دل سے محبت کرتا ہوں جو بدی نہیں کرتے اور ضرورت کے ساتھ دیوتا بھی تنازع کرتے ہیں۔ اور یہ پھر رجوع کرتا ہے اسی نقطہ پر۔ کیونکہ سائمونیڈیس ایسا بے خبر نہیں تھا کہ وہ اپنی قدر شناسی ان کی ظاہر کرتا جنھوں نے کوئی بدی مرضی سے نہیں کی گویا کہ اس نے یہ گمان کیا تھا کہ دنیا میں جو برائی کرتے ہیں اپنی مرضی سے میں نے تو بالکل یہ کہا تھا کہ کسی عقلمند آدمی کی یہ رائے کبھی نہ تھی کہ کوئی فانی انسان دل کی خوشی سے غلطی کرتا ہے یا بد اور شرارت آمیز افعال دل سے کرتا ہے بلکہ بخلاف اس کے عقلمند آدمی اچھی طرح جانتے ہیں کہ تمام انسان جو کمینہ اور بد افعال کرتے ہیں وہ ان کو بلا ارادہ کرتے ہیں اور اس طرح سائمونیڈیس خود ایسے لوگوں کی قدردانی کا دعویٰ نہیں کرتا جو بدی کا ارتکاب رضامندی سے کرتے ہیں بلکہ وہ رضامندی کو محمول کرتا ہے اپنی ذات کے ساتھ کیونکہ اس نے اس کو اکثر ادراک کیا ایک فرض ہے نیک اور شریف آدمی کے لیے اپنے اوپر جبر کر کے دوست اور قدر شناس دوسروں کا ہو جائے۔
مثلاً جب کوئی آدمی ایسا بدقسمت ہو کہ اس کا باپ یا ماں یا ملک یا ایسا ہی کوئی واسطہ نالائق ہو اب شریر آدمی اگر تابع ہو اس قسم کی بدی کا تو اس کو ایک قسم کے اطمینان سے مشاہدہ کرتے ہیں۔ اور اس کی طرف توجہ مبذول کرتے ہیں ان کو ملامت کر کے اور ان کی خیانت کو طول دیتے ہیں۔ خواہ یہ خیانت ان کے والدین میں ہو خواہ ملک میں۔ تاکہ جس حالت میں انھوں نے اپنا فرض ادا نہیں کیا اور لوگ ایسی غفلت نہ کریں اور اس قسم کی غفلت کو وجہ الزام نہ ٹھہرائیں اس طرح ان کی ملامت حق واجب سے بڑھ جاتی ہے اور

ناممکن الاجتناب اسباب میں نفرت کے وہ اور اسباب اپنے بنائے ہوئے ملا دیتے ہیں۔ درحالیکہ نیک انسان اس کے برخلاف ان صورتوں میں بہانہ کرتے ہیں۔ اور اپنے تئیں مجبور کرتے ہیں کہ زباں ستائش کھولیں اور اگر وہ کبھی خفا ہوں اپنے والدین یا ملک سے بسبب ظلم کے جو کیا جائے تو وہ اپنے وجدان کو سنجیدہ اور خیالات کو ہموار کرتے ہیں وہ صلح جوئی کرتے ہیں اپنے آپ کو مجبور کر کے محبت کرتے ہیں اور ثنا خواں ہوتے ہیں ایسے لوگوں کے جو ان سے تعلق رکھتے ہیں اور اس وجہ سے میں گمان کرتا ہوں کہ سائمونیڈیس نے اکثر اس کو اپنا فرض سمجھا ہے کہ ایک جبار یا کسی ایسی ہی خصلت والے شخص کے لیے قدردانی اور تعریف کے الفاظ استعمال کرے نہ اپنی مرضی سے بلکہ یاد رکھو کہ مجبوری سے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ وہ پٹاکس سے کہتا ہے کہ اگر میں تم کو الزام دوں پٹاکس تو یہ وجہ نہیں ہے کہ میں الزام دینے کا شائق ہوں چونکہ میں بجائے خود قانع ہوں ایسے انسان کے ساتھ جو بد یا بالکل مجبور نہیں ہے جو یہ جانتا ہے کہ عدالت جو کہ ایک شہر کو بچا سکتی ہے اور ذہن سلیم رکھتی ہے۔ ایسے شخص کی میں ملامت نہ کروں گا کیونکہ میں ملامت کو دوست نہیں رکھتا۔ علاوہ اس کے غیر متناہی ہے خاندان بیوقوفوں کا (اس سے اس کی یہ مراد ہے کہ اگر ایک انسان شائق ہو الزام دینے کا تو وہ اپنی تسکین کر سکتا ہے ان لوگوں کے الزام دینے سے) یقیناً سب خوب ہے جس کے ساتھ بدی کا امتزاج نہ ہو اور اس سے وہ یہ مراد نہیں لیتا کہ گویا وہ یہ کہے کہ سب سفید ہے جس کے ساتھ سیاہی نہیں ملی ہوئی ہے۔ کیونکہ یہ محال ہوگا ایک سے زیادہ طریقوں سے۔ بلکہ جو وہ کہنے کا ارادہ کرتا ہے وہ یہ ہے۔ کہ وہ جائز رکھتا ہے ایک اوسط کو جس کو وہ مشترک نہیں کرتا۔ وہ یہ کہتا ہے کہ میں ایسے شخص کی تلاش نہیں کرتا جو کلیتاً بے الزام ہو ہم لوگوں میں۔ جس کی خوراک اس طویل وعریض دنیا کے پھل ہیں۔ جب میں ایسے ایک شخص کو پاؤں گا تو میں تم کو اطلاع کر دوں گا۔ کیونکہ اگر تعریف اس پر موقوف ہے تو میں کسی کی تعریف نہ کروں گا۔ مگر میں ایسے شخص پر

قناعت کرتا ہوں جو اوسط پر متصرف ہے اور بدی نہیں کرتا چونکہ سب جن سے میں محبت رکھتا اور تعریف کرتا ہوں (اس محل پر جب وہ پٹاکس سے مخاطب ہوتا ہے تو وہ مٹلینی (Mytilene) کی بول چال کو استعمال کرتا ہے) چونکہ سب جن سے میں محبت کرتا اور تعریف کرتا ہوں دل سے (یہاں لفظ "دل سے" پر ہمکو پڑھنے میں ٹھہرنا چاہیے) جو کچھ برائی نہیں کرتے ہیں۔ اگرچہ ایسے بھی ہیں جن کی میں تعریف کرتا اور ان سے محبت کرتا ہوں مرضی کے خلاف۔ لہذا تجکو پٹاکس اگر تو اعتدال سے تسلی بخش کلام کرتا اور وہ موجہ ہوتا تو میں کبھی الزام نہ دیتا۔ لیکن اب چونکہ تیرا جھوٹ بہت بڑھا ہوا ہے اور سب سے بڑی چیزوں پر اگرچہ تو گمان کرتا ہے سچ کہنے کا میں سوائے اس کے نہیں کرسکتا کہ تجھ کو الزام دوں۔

پرڈوکیس اور پروطاغورس میں یہ نتیجہ نکالتا ہوں کہ سائیمونیڈیس کا یہ مقصد تھا اس نظم کی تصنیف سے۔

244 میری رائے میں سقراط بہت ہی اچھی توضیح اس نظم کی تم نے کی ہے ہپیاس نے کہا۔ بہر طور اسے شریف لوگو میں ایک معیار جو میرا ذاتی ہے اس جز نظم کا رکھتا ہوں وہ بہت ہی اچھا ہے اور میں راضی ہوں کے تم پر اس کو واضح کردوں اگر تم اس کا سنا پسند کرو۔

میں ہپیاس تمھارا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ السی بیاڈس نے کہا۔ کسی اور دن اگر تم مہربانی کرو۔ آج یہ مناسب ہے کہ پروطاغورس اور سقراط اپنا باہمی وعدہ پورا کریں سقراط اس کا پابند ہے کہ جواب دے اگر پروطاغورس کوئی اور سوال تجویز کرے۔ اور خود اس صورت میں سوالات کرے اگر پروطاغورس جواب دینے کو ترجیح دے۔

میں نے کہا ہاں میں اس کو پروطاغورس پر چھوڑتا ہوں جو کچھ اس کو گوارا ہو اسے پسند کرے۔ مگر میں نے یہ بھی کہا لیکن پروطاغورس میں پسند کروں گا اگر یہ اعتقادات نغمات پر اور اشعار پر ترک کردیے جائیں۔ اور ہم اپنی تحقیقات کے پہلے مضمون کے نتیجہ پر آجائیں اور تمھارے ساتھ

ل کے اس کی تحقیقات کریں۔ کیونکہ میں خیال کرتا ہوں کہ شعر پر کلام کرنا قریب
قریب اس کے مثل ہے جیسے عامی اور جاہل کسی عید کے موقع پر دل بہلاتے
ہیں۔ کیونکہ یہ لوگ اس قدر جاہل ہیں کہ اپنے پیالوں پر بواسطہ اپنی آوازوں
اور لفظوں کے کلام کریں۔ وہ نے نوازوں کو انعام دیتے ہیں اور بڑی بڑی
رقمیں ان کو ادا کرتے ہیں جو کہ ایک اجنبی مدد ہے ان کی نے کے لیے اور ایک
دوسری کی اپنی آوازوں سے ضیافت کرتے ہیں۔ لیکن جشن میں شرفا اور علما
کے نہ تم ناچنے والی لڑکیوں کو دیکھو گے نہ عورتوں کو جو نے اور بربط پر گاتی اور
بجاتی ہیں بلکہ تم خود مہمانوں کو مکالمہ کرتے ہوئے پاؤ گے وہ اس کام کو بغیر ان 245
ناقص کھلونوں کے اپنی آوازوں سے بجا لاتے ہیں۔ وہ کلام کرتے ہیں اور
سنتے ہیں اپنی باری سے نہایت ادب اور ترتیب سے اگرچہ انھوں نے کثرت
سے شراب پی ہو اور اسی طرح فریق مثل موجودہ فریق کے اگر ایسے لوگوں سے
بنی ہوئی ہو جیسے اکثر کا ہم میں سے دعویٰ ہے تو کوئی ضرورت نہیں ہے کہ
اجنبی آوازیں گو وہ شعرا ہی کی کیوں نہ ہوں جن سے مستعار لی جائیں غیر ممکن
ہے کہ سوال کیا جائے کہ تمھارا مفہوم کیا ہے۔ بلکہ جو لوگ بطور سند کے متخاصمین
کی جانب سے ان کی گفتگو میں گزارنے جائیں جبکہ طرفین ایک مختلف مفہوم
کسی کلام کا لیتے ہوں اور کسی نکتہ پر جھگڑ رہے ہوں جس کو وہ باطمینان فیصلہ نہ
کرسکتے ہوں۔ نہیں عقلمند آدمی ایسی ضیافتوں کی کوئی پروا نہیں کرتے جیسی کے
یہ ہے۔ بلکہ ایک دوسرے کی اپنے خاص ذخیروں سے ضیافت کرتے ہیں۔ اور
باہمدیگر اپنے کلام میں ثبوت اپنی لیاقت کا دیتے ہیں۔ اور یہ مثال ہے جو ظاہر
ہوتی ہے مجھ کو کہ تم اور میں نقل کریں۔ ہم کو چاہئے کہ شعرا کو ایک طرف رکھیں
اور کلام کو بلا مدد دوسروں کے جاری کریں۔ اور صداقت اور اپنی ذاتوں کا امتحان
کریں اگر تم اب بھی چاہتے ہو کہ سوالات کرو تو میں اپنے آپ کو جواب کے لئے
تمھیں مستعار دیتا ہوں۔ لیکن اگر تم جواب دینا چاہتے ہو تو تم مجھے اپنی مدد
مستعار دو اور اس تحقیق کو نتیجہ پر پہنچاؤ۔ جس کے لئے ہم نے بحث کو درمیان
میں چھوڑ دیا تھا۔

باوجود ان امور کے اور ایسے ہی بیانات کے جو میری طرف سے ہوئی پروطاغورس نے ہم کو تاریکی میں رکھا کہ وہ کس طریقہ کو ترجیح دیتا ہے۔ جس پر السی بیاڈیس نے کیلیاس کی طرف دیکھا اور کہا کیلیاس کیا تم اب بھی خیال کرتے ہو کہ پروطاغورس ایمانداری سے کام کرتا ہے۔ ہم کو معلوم کرانے سے انکار کرتے ہیں آیا وہ جواب
246 دے گا یا نہیں؟ میں بجائے خود یقیناً نہیں خیال کرتا کہ وہ ایسا کرتا ہے۔ نہیں یا تو وہ مکالمہ کو جاری رکھے یا ایکبارگی ہم سے کہدے کہ وہ ایسا کرنے پر راضی نہیں ہے۔ تاکہ اس کی نارضامندی صاف سمجھ لی جائے۔ ہم یا تو سقراط کا کسی اور سے مکالمہ کرائیں یا ایک اور جوڑ دریافت کریں جو مباحثہ میں مشغول ہونے پر راضی ہو۔ پروطاغورس السی بیاڈیس کے اس بیان سے آزردہ ہو کر کیلیاس اور باقی تمام جماعت کے دباؤ سے مکالمہ کو از سر نو شروع کرنے پر راضی ہوا۔ کہ اس نے مجھ سے درخواست کی کہ میں اپنی تحقیق (سوالات) شروع کروں وہ جواب دینے پر رضامند ہے۔

لہذا میں نے شروع کیا۔ اور اس طرح شروع کیا۔ مہربانی کرکے یہ نہ خیال کرو پروطاغورس کہ میرا تم سے مکالمہ کرنے میں کوئی اور منصوبہ ہے سوائے اس خواہش کے کہ مشکلات کما حقہ جانچیں جائیں جن کو میں خود حل نہیں کرسکتا میں خیال کرتا ہوں کہ ہومر نے بہت صحیح کہا تھا کہ جب دو آدمی ایک ساتھ چلتے ہیں تو ایک دوسرے سے پہلے مشاہدہ کرلیتا ہے کیونکہ اس طرح ہم سب فانی انسان بڑی سہولت حاصل کرلیتے ہیں ہر کام اور لفظ اور خیال کے لئے۔ لیکن اگر اتفاقاً ایک انسان نے تنہا خیال کرلیا ہے کہ تو وہ سیدھا ادہر پیچھے جاتا ہے اور تلاش کرتا ہے جبتک کہ وہ کسی اور شخص کو پا جائے جس کو اپنے خیال سے مطلع کرے۔ اور اس کے ساتھ مل کے وہ امتحان کرے۔ اور یہ سبب ہے کہ میں تمھارے مکالمہ سے زیادہ لذت حاصل کرتا ہوں بہ نسبت کسی اور انسان کے دنیا بھر میں۔ چونکہ مجھ کو معلوم ہوگیا ہے کہ اور کوئی تمام مضامین کے تحقیق
247 کرنے کی ایسی اچھی استعداد نہیں رکھتا۔ جو نیک آدمی کے مطالعہ کے قابل ہو۔ خصوصاً فضیلت (نیکی) کا مفہوم۔ پس کن سے میں سوائے تمھارے درخواست

کروں جبکہ نہ صرف تم خود صاحب فضیلت (شریف آدمی) ہونے کا دعویٰ کرتے ہو جیسا کہ اکثر لوگ کیا کرتے ہیں جو اپنی نیکی دوسروں کو نہیں پہنچا سکتے۔ مگر تم علاوہ نیک ہونے کے دوسروں کو نیک بنانے کے قابل ہو۔ جبکہ تمہارا اعتماد اپنی ذات پر ضمناً ایسا ہے کہ درحالیکہ اور استادوں کی تمہارے فن کے یہ عادت ہے کہ وہ نہایت خبرداری سے مخفی کرتے ہیں تم علی رؤس الاشہاد تمام یونان کے سامنے پکار کے سوفسطائی کا نام لیتے ہو اور اپنے آپ کو کمال اور فضیلت کے لئے مشتہر کرتے ہو۔ اور تم پہلے شخص ہو کہ اپنے آپ کو اپنی تعلیم کے لئے معاوضہ پانے کا مستحق سمجھتے ہو۔ کیا یہ شخص کا فرض نہیں ہے کہ ان معاملات کی تحقیقات کے لیے ان سے درخواست کرے تمہاری رائے لے اور اپنی رائے سے تم کو مطلع کرے یقیناً ایسا ہے؟ لہٰذا موجودہ موقع پر میں از سر نو شروع کرنے کا مستحق ہوں۔ وہ سوالات جو میں نے صورت اولیٰ میں تم سے کئے تھے ان مضامین پر اس امید سے کہ تم وہ نقطے یاد دلاؤ گے اور میرے ساتھ مل کے دوسروں پر غور کرو گے۔ میرے تحقیق اگر مجھے ٹھیک یاد ہے یہ تھی کہ حکمت، ہوشیاری، جرات، تقدس اور عدالت یہ سب مل کے پانچ نام ہیں۔ بعینہ ایک چیز کے۔ یا ان میں سے ہر ایک نام کے ساتھ ایک علیحدہ خیال پیوستہ ہے۔ اور ایک علیحدہ شئے جداگانہ افعال ذاتی رکھتی ہیں جس کے ذریعہ سے باقی جملہ اشیاء سے پہچانی جاتی ہے۔ جس کا تم نے یہ جواب دیا تھا کہ وہ ایک چیز کے نام نہیں ہیں بلکہ ہر ایک ان ناموں میں سے ایک علیحدہ شئے کے لیے استعمال 248
کیا جاتا ہے۔ اور یہ تمام چیزیں فضیلت کے اجزا ہیں۔ نہ مثل سونے کے اجزا کے جو ایک دوسرے سے مشابہ ہیں اور اس کل سے بھی مشابہ ہیں جن کے وہ اجزا ہیں۔ بلکہ مثل چہرہ کے اجزا کے ہیں جو کل سے بھی غیر مشابہ ہے اور ایک دوسرے سے بھی غیر مشابہ ہے۔ اور ہر ایک کا ایک جداگانہ فعل ہے پس اگر تم اب تک اپنی پہلی رائے پر قائم ہو تو مجھ سے کہو۔ مگر جو تم نے اس کو فی الجملہ بدل دیا ہے تو اس تبدیلی کو صاف صاف نمایاں کرو۔ کیونکہ میں تم کو کسی اختلاف رائے کا جس کو تم ظاہر کرنا پسند نہ کرو ذمہ دار نہیں سمجھتا۔

نہیں بلکہ مجھے تعجب نہ ہوگا اگر تمھارا پہلا جواب صرف میرے آزمائش کے لیے ہو۔

اس نے کہا اچھا سقراط میں تم سے کہتا ہوں کہ یہ جملہ صفات فضیلت کے اجزا ہیں اور یہ کہ چاروں ان میں سے ہر ایک معقول اور تقریبی مثلہ بہت ایک دوسرے سے رکھتی ہیں۔ مگر جرأت بیشک بالکل مختلف ہے ان سب سے اور مصرحہ ذیل واقعہ میرے دعوے کو ثابت کرے گا۔ تم اکثر انسانوں کو پاؤ گے کہ وہ ممیز ہیں ظلم بیدینی بے اعتدالی اور حماقت میں۔ جو کہ نہایت نمودار ہیں اپنی جرأت کے لیے۔

میں نے کہا ایک لمحہ ٹھیرو تمھارا مشاہدہ قابل جانچنے کے ہے۔ کیا صاحب جرأت سے تم تہور شعار مراد لیتے ہو؟

اس نے کہا۔ ہاں۔ وہ لوگ جو خطرات میں در آنے کے لئے آمادہ ہیں۔ جن کا اکثر لوگ مقابلہ کرتے ہوئے ڈرتے ہیں۔ پھر کیا تم فضیلت کو ایک خوبصورت شئے ظاہر کرتے ہو اور چونکہ وہ خوبصورت چیز ہے تو کیا تم اس کے سکھانے کے لیے پیش قدمی کرتے ہو؟

249 نہیں سقراط چونکہ میں دیوانہ نہیں ہوں میں کہتا ہوں کہ وہ ان تمام چیزوں سے زیادہ خوبصورت ہے۔

بہر کیف کیا ایک جزاس کا خوبصورت (حَسَنْ) دوسرا بدصورت (یعنی قبیح) ہے یا یہ سب کے سب خوبصورت (حَسَنْ) ہیں۔

میں خیال کرتا ہوں کہ سب کے سب اعلیٰ درجہ کے ساتھ خوبصورت ہیں۔

کیا تم جانتے ہو وہ کون لوگ ہیں جو کنووں میں بڑی جرأت کے ساتھ غوطہ لگاتے ہیں۔

یہ اس لئے کہ وہ غوطہ لگانا جانتے ہیں یا کسی اور سبب سے؟ چونکہ وہ غوطہ لگانا جانتے ہیں اور وہ جو گھوڑے پر چڑھ کر جنگ کرتے ہیں اچھے سوار ہیں یا برے سوار ہیں؟

اچھے سوار ہیں۔
اور وہ جو نشانہ لگانے میں جری ہیں وہ جو خدمت کو سمجھتے ہیں یا وہ جو جو خدمت کو نہیں سمجھتے؟
وہ جو سمجھتے ہیں۔ اور اسی طرح دوسری ہر چیز میں۔ اگر یہ وہ چیز ہے۔ جس کی طرف تم جا رہے ہو کہ صاحب علم زیادہ جری ہیں بہ نسبت غیر صاحب علم کے۔ اور وہ شخص جس نے حاصل کر لیا ہے علم کو زیادہ جری ہے بہ نسبت اس شخص کے جیسا کہ وہ قبل اس کے تھا کہ اس نے علم حاصل کیا تھا۔
میں نے کہا۔ کیا تم اپنی زندگی میں ان لوگوں سے ملے ہو جو بے علم تھے ان تمام معاملات میں اور پھر بھی وہ ان سب میں جرات کے ساتھ مشغول رہے۔
یقیناً میں نے دیکھا ہے۔ اور بشدت جرات کے ساتھ۔
کیا وہ تہور شعار لوگ جری بھی ہیں۔
اس نے جواب دیا اگر وہ ایسے ہوتے تو جرات خوبصورت چیز ہونے سے بہت دور رہتی۔ کیونکہ یہ لوگ تو صرف دیوانے ہیں۔
میں نے پوچھا مہربانی کر کے کہو کہ تم جری کی کیا تعریف کرتے ہو۔ 250
کیا تم نے نہیں کہا کہ وہ تہور شعار ہیں؟
میں نے یہی تعریف کی تھی۔ اور اب میں اس طرح کہتا ہوں۔
میں نے کہا پس یہ ظاہر ہوگا کہ جو لوگ تہور شعار ہیں اس طریقہ سے جری نہیں ہیں۔ بلکہ دیوانے ہیں اور پہلی مثالوں سے میں نے یہ بیان کیا تھا کہ سب سے دانشمند آدمی سب سے زیادہ تہور شعار بھی ہیں اور چونکہ وہ انتہا کے تہور شعار ہیں انتہا کے جری بھی ہیں۔ پس اس استدلال سے دانش جرات ہے۔ کیا نہیں ہے؟
اس نے جواب دیا کیا تم کو یاد نہیں ہے سقراط جو کچھ میں نے کہا تھا تمہارے سوال کے جواب میں جب تم نے پوچھا تھا کہ آیا جری تہور شعار ہیں۔ میں نے اتفاق کیا تھا کہ ہیں۔ لیکن آیا تہور شعار جری بھی ہیں تم نے مجھ سے

اس وقت نہیں پوچھا تھا۔ اگر تم ایسا کرتے تو میں جواب دیتا نہ سب بلکہ جری تہور شعار ہیں اور میں غلط پر تھا اس بات کے تسلیم کرنے میں کہ وہ ہیں۔ تم نے کہیں نہیں ثابت کیا۔ بالعوض ایسا کرنے کے تم اس کے ثابت کرنے کی تکلیف کرتے ہو کہ جو لوگ علم رکھتے ہیں زیادہ تہور شعار ہیں بہ نسبت اس کے کہ وہ خود قبل اس کے کہ وہ علم رکھتے تھے۔ اور زیادہ تہور شعار تھے بہ نسبت دوسروں کے جو علم نہیں رکھتے اور اس سے تم یہ نتیجہ نکالتے ہو کہ جرات اور دانش بعینہ ایک ہیں۔ لیکن یہ طریقہ تحقیق کا اختیار کر کے تم اسی کے مثل اس نتیجہ پر پہونچو گے کہ جسمانی قوت دانش ہے۔ کیونکہ اس طریقہ کی پیروی کرتے مے تم نے اولاً مجھ سے یہ پوچھا کہ آیا مضبوط صاحب قوت ہیں اور مجھے کہنا ہوگا کہ ہاں اگر تم یہ پوچھتے
251 کہ آیا علمی طور سے کشتی گر زیادہ قوت ور ہیں بہ نسبت بے علم کشتی گیروں کے۔ اور زیادہ قوت ور بہ نسبت اس کے کہ وہ خود تھے قبل اس کے کہ انھوں نے کشتی کا علم سیکھا۔ اور میں پھر جواب دیتا ہاں۔ اور بعد اس کے کہ میں یہ اعتراف کرتا۔ تم اس حالت میں ہوتے کہ اسی منطق سے فائدہ اٹھا کے جیسی کہ پیشتر تھی یہ کہتے کہ میرے اعتراف سے دانش جسمانی طاقت ہے۔ لیکن اس محل کو پھر مشاہدہ کرو کہ میں کہیں نہیں اصرار کرتا کہ قوت ور مضبوط ہیں۔ اگرچہ میں یہ کہتا ہوں کہ مضبوط قوت ور ہیں کیونکہ میں نہیں سمجھتا کہ مضبوطی اور قوت یکساں ہیں بلکہ ایک قوت پیدا ہوتی ہے علم سے ہاں اور دیوانگی سے بھی اور خواہش سے بھی لیکن طاقت سالم طبیعت سے اور اچھی جسمانی پرورش سے ہے اسی طرح میں مانتا ہوں کہ جرات اور تہور یکساں نہیں ہیں۔ جری آدمی مشہور ہیں مگر یہ نہیں ہے کہ تمام مشہور انسان جری ہیں۔ کیونکہ تہور مثل قوت کے پیدا ہوتا ہے علمی ہنر سے اور خواہش سے بھی اور دیوانگی سے بھی مگر جرات طبیعت سے ہے اور اچھی ذہنی پرورش سے۔

میں نے کہا کیا تم جائز رکھتے ہو پروطاغورس کہ بعض آدمی اچھی طرح زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور دوسرے بری طرح اس نے جواب دیا۔ میں مانتا ہوں۔

کیا تم خیال کرتے ہو کہ ایک انسان اچھی طرح زندگی بسر کرے گا اگر وہ

بے چینی اور درد میں زندگی بسر کرے۔

نہیں۔

لیکن۔ اگر وہ لذت میں بسر کرے اپنی موت کے دن تک تو تم اس کو سمجھو گے یا نہیں۔ کہ اس نے اچھی طرح زندگی بسر کی؟

میں سمجھوں گا

پس خوشگواری سے رہنا معلوم ہوتا ہے کہ ایک اچھی چیز ہے۔ ناگواری سے رہنا بری چیز ہے۔

ہاں اگر لذتوں میں ایک انسان زندگی بسر کرتا ہے وہ دیانت دار 252
ہے۔

میں نے کہا کیونکر پروطاغورس تم اکثر کے ساتھ یہ مانتے ہو کہ بعض خوشگوار چیزیں بد ہیں اور بعض دردناک چیزیں اچھی ہیں؟ میں بجائے خود کہتا ہوں جس حد تک چیزیں خوشگوار ہیں اسی حد تک وہ اچھی نہیں ہیں۔ اگر ان کا کوئی اور نتیجہ نہ ہو؟ اور دوسری طرف کیا دردناک چیزیں اسی طریق سے بد ہیں۔ جس حد تک کہ وہ دردناک ہیں۔

اس نے جواب دیا۔ سقراط مجھے یقین نہیں ہے۔ کہ میں ایسی ہی بے احتیاطی سے جواب دوں جیسا تم پوچھتے ہو کہ خوشگوار چیزیں کل اچھی ہیں اور دردناک چیزیں سب بری ہیں۔ نہیں میں سمجھتا ہوں یہ زیادہ مناسب ہوگا میرے لیے نہ صرف میری موجودہ جواب کے حوالہ سے بلکہ میری کل باقی زندگی کے لئے بھی اگر میں جواب دوں کہ بعض لذیذ چیزیں ہیں جو اچھی نہیں ہیں۔ بعض دردناک چیزیں جو بد نہیں ہیں اور دوسرے چیزیں جو ایسی ہیں درحالیکہ تیسرا درجہ یہ ہے جو نہ یہ ہیں نہ وہ ہیں نہ بد ہیں نہ نیک ہیں۔

میں نے پوچھا کیا خوشگوار چیزوں سے تم نہیں مراد لیتے وہ چیزیں جن کے ساتھ لذت پیوستہ ہے یا جو لذت کا سبب ہوتی ہیں؟

اس نے جواب دیا یقیناً میں مراد لیتا ہوں۔

پس میں یہ پوچھتا ہوں کیا وہ اچھی نہیں ہیں جس حد تک وہ خوشگوار

ہیں۔ اس سوال کے پوچھنے سے یہ مراد ہے کہ آیا خود لذت اچھی چیز ہے۔
اس نے جواب دیا اچھا سقراط۔ میں تم سے کہتا ہوں جیسے تم خود کہا کرتے ہو کہ ہم کو یہ معاملہ جانچنا چاہئے اور اگر سوال ہمارے مضمون کے موافق ہو۔ اور یہ ظاہر ہو کہ لذت اور خوبی ایک ہی چیز ہیں۔ ہم اس نقطہ پر اتفاق کریں گے ورنہ جدید تنقیح پیدا کریں گے۔
میں نے پوچھا کیا تم اس امتحان میں مقتدی ہو گے یا میں؟
اس نے جواب دیا تم مناسب شخص ہو مقتدی ہونے کے لیے کیونکہ تمہیں نے اس مضمون کو شروع کیا تھا۔
میں نے کہا تو پھر شاید کسی طریق سے مثل مصرعہ ذیل کے ہم ایک صاف مطلع نظر پر اس سوال کے پہنچیں گے۔ ٹھیک اسی طرح جیسے کوئی شخص جو تخمینہ انسان کی صحت یا طبعی استعداد کا کرتا ہو کسی خصوصیت میں اس کے کی جسمانی ہیئت کا معائنہ کر کے یقیناً اس سے کہیگا اگر اس نے سوا اس کے چہرے اور ہاتھوں کے کچھ نہیں دیکھا۔ آو میرے اچھے دوست مہربانی کر کے برہنہ ہو اور مجھ کو اپنا سینہ اور اپنی پشت دکھاو تا کہ میں تم کو کما حقہ دیکھ سکوں۔ اسی طرح اب میں چاہتا ہوں کہ اسی قسم کا انکشاف عمل میں لاؤں اپنی موجودہ تحقیقات کے لیے جو تم نے مجھ سے کہا اس کے یہ مشاہدہ کر کے تمہاری ذہنی حالت بحوالہ لذت اور خوبی کے میں اب بھی چاہتا ہوں کہ کہوں آؤ دوست پروطاغورس اپنے ذہن کو اور زیادہ کھولو اور مجھ کو اس کی حالت علم کی نسبت دکھاؤ۔ اس امر پر بھی کیا تم وہی خیال کرتے ہو جو اکثر کرتے ہیں یا مختلف؟ ان کی رائے علم کے بارے میں یہ ہے کہ نہ یہ قوت دار ہے نہ حاکم ہے نہ متصرف شے ہے ۔۔۔ نہ وہ اپنا مفہوم اس کی نسبت پیدا کرتے ہیں کہ وہ ایسا ہے بلکہ یہ سمجھتے ہیں کہ اگرچہ علم اکثر ایک انسان میں پایا جاتا ہے مگر اس کا علم اس پر متصرف نہیں ہے بلکہ کوئی اور چیز ایک وقت میں خواہش دوسرے وقت میں اور کبھی محبت اور اکثر خوف۔ اس طرح سے کہ وہ ان کے بارے میں صاف صاف یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ ایک غریب غلام ہے وہ اس قابل ہے کہ یہ دوسری چیزیں اپنی مرضی سے

254 اس کو کھینچتی پھریں۔ کیا یہ تمھاری رائے بھی ہے یا تم علم کو ایک شریف شئے سمجھتے ہو۔ وہ بخوبی اس لائق ہے کہ نوع انسان پر متصرف ہو اور یہ کہ اگر ایک آدمی نہیں جانتا کہ نیک کیا ہے اور بد کیا ہے تو وہ کسی اور چیز کا ایسا تابع نہیں ہو سکتا کہ وہ کچھ اور کام کرے بہ نسبت اس چیز کے جو اس کا علم بیان کرے۔ اور یہ کہ حکمت اس کی صلاحیت رکھتی ہے کہ انسان کے لیے مدافعت کرے؟

اس نے جواب دیا سقراط جو تم کہتے ہو میں بالکل سمجھتا ہوں اور اس کے علاوہ اگر کسی انسان کے لئے دنیا میں شرم کی بات ہے تو میرے لیئے بھی ہے۔ اس بات کا انکار کرنا کہ حکمت اور علم تمام انسانی چیزوں سے نہایت قوی ہیں۔

میں نے جواب دیا۔ خوب اور سچ کہا۔ کیا تم واقف ہو کہ بعض آدمی تمھارا اور میرا یقین نہیں کرتے ہیں اس معاملہ میں بلکہ یہ کہو کہ اکثر لوگ جو جانتے ہیں کہ بہترین کیا ہے اس کو عمل میں لانا پسند نہیں کرتے اگرچہ ان کی یہ قوت میں ہے کہ عمل میں لائیں۔ بلکہ اور چیزوں کو عمل میں لاتے ہیں اور میں نے کبھی اس رویہ کا سبب نہیں پوچھا مگر مجھ سے کہا گیا ہے کہ ایسے لوگ یہ عمل کرتے ہیں کیونکہ لذت والم ان پر مسلط ہو گئے ہیں۔ یا وہ کسی اور چیز کے تابع ہیں ان چیزوں میں سے

اس نے جواب دیا سقراط میں اس میں شک نہیں کرتا اکثر امور ہیں۔ جن پر انسان صحت کے ساتھ گفتگو کرتے ہیں میں نے کہا بس آؤ ہم تم مل کے ان لوگوں کو سمجھائیں اور سکھائیں وہ حالت کیا ہے جس کو وہ کہتے ہیں کہ لذت ان پر مسلط ہے اور جو لوگوں کو منع کرتی ہے اس کام کے کرنے سے اگرچہ وہ جانتے ہیں کہ بہترین کیا ہے۔

255 کیونکہ مجھ کو تعجب نہ ہوگا کہ ہمارے ان سے کہنے پر کہ تم غلط بولتے ہو میرے دوستو تم کو دھوکا دیا گیا ہے۔ تو وہ ہم پر پلٹ پڑیں گے اس سوال کے ساتھ بروطاغورس اور سقراط اگر لذت کا مسلط ہونا یہ نہیں ہے تو مہربانی کر کے کہو کہ یہ کیا ہے؟ تم اس کو کیا ظاہر کرتے ہو؟ تم دونوں مجھ سے کہو۔

یہ ہمارا کونسا کام ہے سقراط کہ عوام کالانعام کی رائے کو جانچیں جو لوگ، کہ جو کچھ ان کے دماغ میں آتا ہے کہہ گزرتے ہیں ؟

میں نے جواب دیا میں خیال کرتا ہوں کہ اس تحقیق سے ہم کو فی الجملہ مدد پہنچیگی دریافت کرنے میں کہ نسبت جو جرات رکھتی ہے دوسرے اجزائے فضیلت سے وہ کیا ہے۔ پس اگر تمھارا ارادہ ہو کہ اپنے گزشتہ اقرار پر کاربند رہو۔ جس نے مقتدی ہونا مجھ سے منسوب کیا تھا تو میں تم سے عرض کرتا ہوں کہ اس شاہراہ پر میری پیروی کرو جس کو میں توقع رکھتا ہوں کہ بہترین طور سے روشنی میں پہنچا دیگی لیکن اگر تم ایسا کرنے پر راضی نہ ہو تو میں اس سوال کو ترک کردوں گا۔ اگر تمھاری یہ خوشی ہو۔

اس نے کہا نہیں سقراط تم درست کہتے ہو جس طرح تم نے شروع کیا ہے اس کو تمام بھی کرو۔

پس دوبارہ میں نے کہا اگر وہ ہم سے یہ پوچھیں تم اس کو کیا ظاہر کرتے ہو جس کو ہم نے کہا ہے لذتوں کے تابع ہونا ؟ اگر بجائے خود میں یہ جواب دوں سنو میرے دوستو ہم تم سے یہ کہنے کی کوشش کریں گے پروطاغورس اور میں کیا تم اجازت دیتے ہو کہ تمھارا تجربہ اس متابعت کا حالات مصرحہ ذیل میں کیا ہے۔ یہ کہ اکثر تم اس طرح تابع ہوئے ہو خورد و نوش کے اور محبت جملہ خوشگوار چیزوں کی کہ اگرچہ تم ان کو برا جانتے ہو تاہم اس میں مشغول ہوتے ہو ؟

پروطاغورس نے کہا ہاں وہ اس کی اجازت دیں گے۔

256 پس تم اور میں پروطاغورس ان سے پھر پوچھینگے کہ کس مطمح نظر سے تم کہتے ہو کہ وہ بد ہے۔ کیا یہ اس سبب سے ہے کہ یہ خوشی ایک خاص لمحہ میں بخشتا ہے اور اس سبب سے ہر ایک ان میں سے خوشگوار ہے یا اس لئے کہ وہ زمان آیندہ میں تمھارے زندگی کے بیماریاں اور افلاس اور ایسی ہی برائیوں کے باعث ہوتے ہیں۔ اور اگر انھوں نے کچھ مابعد کے اثر نہ پیدا کئے بلکہ صرف لذت پیدا کی۔ کیا اب بھی تم ان چیزوں کو بد کہو گے کیونکہ وہ ایک انسان کو ہر حالت میں اور ہر طریقہ سے خوش کر دیتی ہیں ؟ کیا پروطاغورس ہم سمجھتے ہیں کہ وہ ہم کو کوئی

اور جواب دینگے سوائے اس کے کہ یہ چیزیں بدہیں نہ صرف اس لئے کہ وہ ایک لمحہ کی خوشی بخشتی ہیں۔ بلکہ اس سبب سے کہ بیماریاں اور دوسرے نتائج ان کے سلسلہ میں ان کے پیروی کرتے ہیں۔

میں گمان کرتا ہوں پروطاغورس نے کہا اکثر کا یہ جواب ہوگا اور جب وہ بیماریاں پیدا کرتے ہیں تو کیا وہ درد پیدا کرتے ہیں؟ اور جب وہ افلاس پیدا کرتے ہیں تو وہ کیا درد پیدا کرتے ہیں؟ میں خیال کرتا ہوں کہ وہ اس جواب کو تسلیم کریں گے۔

اور اسی طرح میں بھی (راضی ہوں) پروطاغورس نے کہا۔

کیا میرے دوستو تمھاری بھی یہ رائے ہے جیسے میں اور پروطاغورس مانتے ہیں کہ یہ چیزیں بدہیں کسی اور سبب سے نہیں بلکہ اس سبب سے کہ ان کا انجام درد ہوتا ہے اور وہ ہم کو اور لذتوں سے محروم کر دیتی ہیں۔

کیا وہ راضی ہوجائیں گے۔

ہم دونوں نے اتفاق کیا کہ وہ راضی ہوجائیں گے؟

مگر فرض کرو کہ ہم اپنے سوال کو پلٹ دیں اور یہ پوچھیں جب تم کہتے ہو کہ
بجائے دیگر اے نیک لوگ کہ دردناک چیزیں اچھی ہیں تو کیا تم یہ مراد نہیں لیتے
ہو کہ مثل جمناسٹک کی ورزشوں کے اور فوجی خدمت کے اور علاج بیماریوں کا 257
بذریعہ اکال چیزوں اور نشتر کے۔ دوا کی مقدار دیکھیے یا فاقہ دیکھیے۔ کیا یہ وہ چیزیں
نہیں ہیں جن کو تم اچھا کہتے ہو مگر دردناک۔ ہاں وہ کہیں گے۔

پروطاغورس نے کہا مسلم۔

تو کیا تم ان چیزوں کو اچھا کہتے ہو کہ یہ ہم کو بخشتی ہیں اس لمحہ میں سب سے زیادہ سخت درد اور ناخوشی یا اسی سبب سے کہ ان کے مابعد نتائج صحت اور اچھی حالت ہے اجسام کی سلامتی سلطنت اور دولت ریاستوں کی؟ میں خیال کرتا ہوں ان کا جواب ہوگا اس اخیر سبب سے۔

اس نے کہا یقیناً یہ ہوگا۔

کیا یہ چیزیں اچھی ہیں کسی اور سبب سے سوائے اس سبب کے کہ وہ

ختم ہوتی ہیں لذت پر - اور درد سے نجات اور اس سے بچتے ہیں ؟ یا تم مجھ سے کوئی اور انجام کہہ سکتے ہو جو تمھارے نظر میں ہے - جب تم ان کو اچھا کہتے ہو سوائے لذت اور درد کے ؟ نہیں میرے رائے میں وہ یہ جواب دیں گے -

اس نے کہا اور میری رائے میں بھی -

پس کیا تم لذت کی پیروی کرتے ہو کہ وہ ایک اچھی چیز ہے - اور درد سے اجتناب کرتے ہو کہ وہ بُری چیز ہے ؟

پروطاغورس نے جواب دیا وہ ایسا کرتے ہیں -

پس یہ کہ تم درد کی قدر کرتے ہو کہ وہ بد ہے اور لذت کو اچھا جانتے ہو - چونکہ تم کہتے ہو کہ لذت سے متمتع ہونا خود ایک برائی ہے جبکہ وہ تم کو بڑے لذتوں سے محروم کر دے جتنی کہ لذت اس میں ہے یا درد پیدا کرتا ہے جو بڑھا ہوا ہے اس کی خود لذت سے - کیونکہ اگر تم بد کہو کسی اور سبب سے یا کسی اور انجام سے جو نظر میں ہو سوائے اس کے تو تم ہم سے کہہ سکتے ہو اگر ممکن ہو مگر تم نہیں کہہ سکتے -

نہیں میں نہیں خیال کر سکتا کہ وہ کہہ سکتے ہیں پروطاغورس نے کہا -

اور یہ ٹھیک وہی نہیں ہے بجائے دیگر درد برداشت کرنے کے ساتھ ؟ کیا تم درد کو خود اچھا نہیں کہتے جب وہ تم کو زیادہ دردوں سے بچائے یا لذت پیدا کرے جو دردوں سے بڑھ جائے - چونکہ اگر تم کوئی اور انجام نظر میں رکھتے ہو جب کہ تم درد کو خود اچھا کہو تم ہم سے کہہ سکتے ہو آؤ اگر ممکن ہو مگر تم نہیں کہہ سکتے -

بالکل سچ ہے سقراط وہ نہیں کہہ سکتے -

اگر میرے دوستو اگر تم اس جانب ہوتے اور مجھ سے سوال کرتے اور یہ پوچھتے کس لیے کبھی تم اس سوال پر اسقدر کہتے ہو اور اس کو بہت سے طریقوں سے الٹ پلٹ کرتے ہو ؟ تو میں جواب دوں گا کہ میرے ساتھ تحمل کرو - کیونکہ اولاً یہ کوئی سہل معاملہ نہیں ہے یہ ثابت کرنا جس کو تم کہتے ہو لذتوں کا تابع ہونا - ثانیاً اسی سوال پر موقوف ہے تمام میرا ثبوت - مگر

اب بھی اگرچہ دیر ہوگئی ہے تم آزاد ہو کہ رجوع کرو اگر تم کہہ سکتے ہو کہ نیکی کچھ اور چیز ہے بہ نسبت لذت کے بدی کوئی اور چیز ہے بہ نسبت درد کے - اگر تم کہہ سکو کہ تم نہیں قانع ہو کہ اپنی زندگی خوشگواری سے بسر کرو درد سے آزاد ہو کر - اگر تم قانع نہیں ہوا اور مجھ سے نہیں کہہ سکتے کسی چیز کا اچھا یا برا ہونا جو ان پر تمام نہیں ہوتی تو سنو کیا نتیجہ نکلتا ہے - میں مانتا ہوں کہ اگر یہ صورت ہو تو تمھاری الفاظ مسخر ہو جاتے ہیں جب تم کہتے ہو کہ اکثر ایک انسان جو برائی کو برائی جانتا ہے وہ اس کو عمل میں لاتا ہے - جبکہ وہ مجبور نہ ہو اس کے عمل میں لانے پر لذتیں اس کی رہنما ہوں اور اس کو خودی سے بیخود کر دیں - اور جب بجائے دیگر تم کہتے ہو کہ انسان جو جانتا ہے کہ نیکی کیا ہے - لیکن اس کو عمل میں لانا پسند نہیں کرتا بسبب فوری لذتوں کے جو اس پر مسلط ہوں -

اب مہملیت ان بیانات کی صاف صاف ملاحظہ ہو گی اگر ہم خوشگوار اور دردناک کے اکثر ناموں اور نیکی و بدی کے استعمال سے پرہیز کریں بلکہ اتفاق کریں چونکہ چیزیں صرف دو پائی گئی ہیں اور ان کو صرف دو ناموں سے پکاریں - اولاً نیک اور بد سے اور پھر خوشگوار اور دردناک کے نام سے - جب یہ ثابت ہو جائے تو ہم کو کہنے دو کہ ایک انسان اس بات کو جان کے کہ برائی برائی ہے اس سے قطع نظر کرکے اس کو عمل میں لائے اگر ہم سے کوئی پوچھے کہ کیوں تو ہم جواب دیں گے اس لیے کہ وہ مغرور ہے - لیکن کیا ہوگا؟ دوسرا سوال - لیکن اس سے زیادہ کہنے کے لیے آزاد نہیں ہیں (بذریعہ لذت کے) کیونکہ اس نے ایک اور نام پایا ہے - اور بالعوض لذت کے اب اچھا کہا جاتا ہے - پس ہمیں اس کو جواب دینا چاہئے اس سبب سے کہ وہ مغلوب ہے - کس چیز سے ؟ وہ دوبارہ کہیگا ہم کو جواب دینا چاہئے نیکی سے اب اگر ہمارا دوست مائل ہو مذاق پر تو وہ ہم پر ہنسیگا اور کہیگا مضحکہ دیہ ہے جس کو تم بیان کرتے ہو جبکہ ایک انسان برائی کرتا ہے یہ جان کر کہ یہ برائی ہے اس کے کرنے کے لیے کسی مجبوری سے نہیں اس سبب سے کہ وہ مغلوب ہے نیکی سے وہ پوچھیگا کیا یہ نیکی سے ہے کہ جو لائق ہے یا نہیں

لائق ہے تمھاری رائے میں کہ وہ بدی سے مغلوب ہو جائے؟ بیشک اس کا ہم یہ جواب دیں گے نہیں لائق ہے وگرنہ وہ انسان جس کو ہم کہتے ہیں کہ وہ تابع ہے لذت کا تصور روا نہ ہوگا اور کس اعتبار سے گمان غالب ہے وہ بیان کریگا کیا اچھی چیزیں بدی پر غالب ہونے کے لائق نہیں ہیں۔ یا بری چیزیں نیکی پر غالب ہونے کے قابل نہیں ہیں؟ یہ اور چیزوں میں ہے سوائے مقدار یا کمیت کے ہم قابل نہ ہوں گے کسی اور چیز کا ذکر کریں سوائے اس کے پس یہ نتا ہر ہے کہ وہ یہ نتیجہ نکالے گا کہ اس صورت میں مغلوب ہونے کو تم پسند کرنا چاہتے ہو بڑے برائی کے عوض کم بھلائی سے۔ اس بحث پر اسی قدر کافی ہے۔ اب ہم ناموں کو بدلتے ہیں اور دوبارہ جاری کرتے ہیں الفاظ خوشگوار اور ناگوار کو انہی چیزوں سے۔ ہم کو کہنے دو کہ ایک انسان ایسے امور کرتا ہے کہ جس کو ہم پہلے برا ہی کہتے تھے اور اب دردناک کہتے ہیں یہ جان کے کہ وہ ناگوار ہو کے مغلوب ہو گئی ہے خوشگوار چیزوں سے جو بلا شک اس قابل نہیں ہیں کہ غالب ہوں اور کونسی دوسری تجویز لذت کی ہے بمقابل رنج کے سوائے افراط اور تفریط کے یعنی ایک بڑی ہے یا چھوٹی ہے بہ نسبت دوسرے کے بیش یا کم طاقتور ہے یا ضعیف؟ کیونکہ اگر یہ کہا جائے مگر سقراط بڑا فرق ہے جو کہ خوشگوار ہے کس آن میں اور جو بالآخر خوشگوار یا دردناک ہے۔ میں پوچھوں گا کہ کیا یہ کسی اور چیز میں ہے سوائے لذت و الم کے؟ مجھے یقین ہے کہ کسی اور چیز میں نہیں ہے نہ مثل ایک انسان کے جو کہ ماہر ہے وزن کرنے میں کہ تمام لذتوں کو ایک جگہ کرے اور تمام رنجوں کو ایک جگہ کرے اور پھر ان کے قریب اور بعد کو ترازو کے پلوں میں رکھے اور مجھ سے کہے کہ کون زیادہ وزنی ہے اگر تم وزن کرو لذتوں کو مقابل لذتوں کے تو اور بڑے اعداد ہمیشہ انتخاب کئے جائیں گے اگر تکلیفوں کو بمقابلہ تکلیفوں کے وزن کرو تو کمتر سے کمتر اعداد ہوں گے اگر لذتیں خلاف آلام کے ہوں پس اگر آلام بڑھ جائیں لذتوں سے خواہ قریب بعید ہو یا بعید قریب تو اس رویہ کے خط کی پیروی کی جائے گی جس میں یہ افراط شامل ہے۔ لیکن اگر لذتوں سے آلام بڑھ جائیں تو اس کا تعاقب نہ کرنا چاہئے۔

اے نیک لوگو میں پوچھنا چاہتا ہوں کیا یہ معاملات طے ہو سکتے ہیں کسی اور طریقہ سے مجھے یقین ہے کہ وہ مجھے کوئی دوسرا طریق نہ بتا سکیں گے۔

پروطاغورس نہیں خیال کرتا کہ وہ اسے یا اُسے بتا سکیں گے۔ یہ دیکھ کے کہ یہ صورت ہے مجھ کو سوال کا جواب دو کہ وہی اشیا تمھاری نظر میں قد میں بڑی ہیں جب نزدیک ہوں اور قد میں چھوٹے ہیں جب دور ہوں یا وہ ایسے نہیں معلوم ہوتے؟ وہ ایسا کرتے ہیں ان کا جواب ہوگا اور کیا یہی حال نہیں ہے اشیا کے عمق اور تعداد کا۔ اور کیا برابر کی آوازیں زیادہ بلند نہیں معلوم ہوتیں جب نزدیک ہوں اور باریک معلوم ہوتی ہیں جب دور ہوں۔

وہ کہیں گے ہاں۔

پس اگر ہماری بہبود منحصر ہوتی اس بات پر کہ ہم پسند کریں بڑی لمبائیوں کو اور اجتناب کرنے پر اور نہ بنانے پر چھوٹی چیزوں کے تو ہر صورت میں ہماری زندگی کی حفاظت کا باعث ہوتیں خواہ یہ مساحت کا ہنر ہوتا یا قوت ظہور کی ہوتی یا یہ دوسری ہم کو گمراہ کر دیتی اور ہمیشہ ہم پسند کیا کرتے اور رد کر دیا کرتے انہی چیزوں کو اور ہمیشہ پشیمان ہوتے اپنے عمل سے اور پسند کرنے سے لمبائیوں کے خواہ بڑی ہوں خواہ چھوٹی درحالیکہ فن مساحت اس وہمی صورت پر نہ لاتی اور ہم کو سچائی دکھا دیتی۔ ہمارا نفس یہاں لنگر ڈال دیتا اور آرام کرنے کی اجازت دیتا ہم کو اپنی حیات کی سلامتی کا یقین دلاتا۔ تم خیال کرتے ہو کہ وہ اس صورت میں اجازت دیتے کہ مساحت کا فن ہم کو نجات دے یا کوئی دوسرا فن۔

اس نے کہا کوئی اور فن نہیں اور اگر ضمانت ہماری زندگی کی موقوف ہوتی انتخاب پر فرد یا زوج یا عددوں کی پسند کرنے پر مناسب وقت سے بڑا عدد لیں اور مناسب وقت سے چھوٹا عدد لیں اور ان کو خود آپس میں جانچیں یا ایک دوسرے سے جانچیں۔ خواہ وہ دور ہوں خواہ نزدیک ہوں تو اس صورت میں ہماری زندگی کی حفاظت کیا ہوگی؟ کیا یہ علم نہ ہوگی؟ اور کیا یہ زیادہ تر علم مساحت کا نہ ہوگا۔ کیونکہ وہ تعلق رکھتا ہے افراط اور تفریط سے؟ اور چونکہ اس کا موضوع اعداد ہے تو کیا یہ کوئی اور علم ہوگا سوائے (ارثماطیقی) علم حساب کے

اس بات پر ہمارے دوست رضامندی ظاہر کریں گے یا نہ کریں گے۔
پروطاغورس نے مجھ سے اتفاق کیا کہ وہ کریں گے۔
پس میں نے سلسلہ کلام کو جاری کیا۔ آؤ میرے دوستو چونکہ ضمانت ہماری زندگی کی منحصر پائی گئی ہے ہمارے انتخاب پر لذت اور الم کے۔ کہ وہ صحیح ہو باعتبار کمیت اور درجہ اور بعد کے۔ کیا ہماری ضمانت صورت اولیٰ میں شامل نہیں ہے پیمائش میں اور باعتبار مناسب مساوات کے؟
ہاں یہ ضرور ہونا چاہئے۔
اور اگر پیمائش پر ہو پس ضرور ہے یہ ایک فن ہو یا ایک علم ہو۔
یقیناً وہ کہیں گے۔
کونسا فن، کونسا علم یہ ہے۔ اس کو ہم اور وقت پر تحقیق کریں گے۔ یہ کہ یہ ایک علم ہے یہ توضیح کے لئے بالکل کافی ہے۔ جو پروطاغورس اور میں تم کو دینے والے ہیں اس سوال کے باب میں جو تم نے ہم سے پوچھا تھا۔ تم نے یہ تجویز کیا تھا اگر تم کو یاد ہو اس وقت جب پروطاغورس اور میں اتفاق کر رہے تھے کہ کوئی چیز ایسی قوی نہیں ہے۔ جیسے کہ علم اور وہ علم ہمیشہ غالب ہے جہاں کہیں موجود ہو لذت اور دوسرے ہر چیز پر لیکن تم نے بجائے دیگر کہا تھا کہ لذت اکثر غالب ہے اس انسان پر جو علم پر متصرف ہے اور جب ہم نے تمہارے ساتھ اتفاق کرنے سے انکار کیا تو تم نے یہ سوال کیا۔ سقراط اور پروطاغورس تم نے کہا تھا اگر لذت سے مغلوب ہونا یہ نہیں ہے تو مہربانی کرکے بتاؤ کیا ہے؟ تم اس کو کیا بیان کرتے ہو؟ ہم سے کہو۔ اگر اس وقت ہم یہ جواب دیتے کہ یہ جہالت ہے تو تم ہم پر ہنستے لیکن۔ اب اگر ہم پر ہنسو تو تم اپنے اوپر بھی ہنسو گے۔ کیونکہ تم نے خود اتفاق کیا ہے کہ جو کوئی ترجیح میں لذت و الم کے غلطی کرتا ہے یعنی نیکی اور بدی میں تو وہ یہ غلطی بوجہ کمی علم کے کرتا ہے نہ صرف علم کی کمی سے بلکہ جیسے تم نے مزید اتفاق کیا تھا کہ مساحت کے علم میں پس اب تمام فعل جس میں غلطی ہوتی ہے بسبب کمی علم کے اس کا ارتکاب ہوتا ہے۔ تم خود جانتے ہو کہ بسبب جہالت کے ہوتا ہے۔ لہذا مغلوب ہونا لذت سے جہالت ہے تمام جہالتوں سے

بڑھی ہوئی - پس اب پروطاغورس دعوی کرتا ہے کہ وہ خود اس کا طبیب ہے اور اسی طرح پروڈیکس اور ہپیاس بھی دعوی کرتے ہیں - مگر تم اس سب سے کہ تم یقین کرتے ہو اس کو جہالت کے سوا کوئی اور شئے - نہ خود تم جاتے ہو اور نہ اپنے بچوں کو بھیجتے ہو تم سوفسطائیوں کے پاس اس معاملہ میں تعلیم پانے کے لیے گویا کہ تم یہ گمان کرتے ہو کہ یہ تعلیم نہیں دیجا سکتی مگر چونکہ تم کو زر کا بہت پاس ہے اور اس کو ان لوگوں کے اپنے سے انکار کرتے ہو تو تم اپنے معاملات خانگی اور سرکاری میں کامیاب نہیں ہوتے - یہ ہوگا جواب جو ہم مجمع کو دینگے مگر تم ہپیاس اور پروڈیکس میں تم دونوں سے مع پروطاغورس کے یہ پوچھتا ہوں اور یہ خواہش کرکے کہ تم ہمارے مکالمہ میں شریک ہو جاؤ کیا تم یہ فیصلہ کرتے ہو کہ جو کچھ میں کہتا ہوں وہ سچ ہے یا جھوٹ ؟

ان سب نے اقرار کیا کہ اس سے بڑھ کر کوئی چیز سچ نہیں ہے -

میں نے کہا کیا تم اس بات کو تسلیم کرتے ہو کہ خوشگوار نیک ہے اور ناگوار بد ہے - مگر میں خلاف اپنے دوست پروڈیکس کے لفظی امتیازات کے ایک انکار میں شریک ہوتا ہوں - ہاں میرے بڑے فاضل دوست پروڈیکس خواہ تم اس کو خوشگوار کہو یا مقبول کہو یا قابل تمتع کہو جو کچھ اس کا نام رکھو جہاں سے چاہو اس نام کا اشتقاق کرو - اس جواب پر قائم رہو جو میں سنا چاہتا ہوں -

پروڈیکس ہنسا اور کہا کہ وہ میرے ساتھ موافق ہے اور ایسا باقی سب نے بھی کیا -

پھر میں نے کہا تم امر ذیل کے بارے میں کیا کہتے ہو - تمام افعال جو اس طرف راجع ہیں جینے کی طرف یعنی لذت کے ساتھ جس میں کوئی غم نہ ہو کیا وہ معزز نہیں ہیں اور معزز ہونے کے ساتھ کیا وہ نیک اور مفید نہیں ہیں ؟

ان سب نے اقرار کیا -

میں نے کہا - پس اگر خوشگوار نیک ہے تو کوئی انسان جو خواہ جانتا ہے

خواہ یقین کرتا ہے کہ اور چیزیں بہتر ہیں بہ نسبت اس چیز کے جو کہ وہ کرتا ہے اگر وہ ایسی چیزیں ہیں جو وہ کر سکتا ہے کیا وہ شروع کرے گا کمتر نیک چیز کو جبکہ وہ بہتر کو کر سکتا ہے۔ اطاعت ذات کی سوائے نادانی کے کوئی چیز نہیں ہے اور حکومت ذات پر سوائے حکمت کے کچھ نہیں ہے۔

سب نے رضامندی ظاہر کی۔

لیکن مجھ سے کہو کہ نادانی تمھارے نزدیک کیا ہے؟

کیا یہ غلط رائے رکھنا نہیں ہے اور دھوکا کھانا اہم امور میں؟

اس موقع پر بھی کوئی مخالف آواز نہ تھی۔

میں نے کہا کیا یہ سچ نہیں ہے کہ کوئی شخص اپنی خوشی سے برائی میں نہیں داخل ہوتا یا اس چیز میں جس کو وہ بدخیال کرتا ہے یعنی فی الواقع یہ انسان کی طبیعت میں نہیں ہے کہ وہ سوچ سمجھکر ایسی چیز میں مشغول ہو جس کو وہ یقین کرتا ہے کہ بد ہے عوض میں نیکی کے۔ یا کوئی انسان جب مجبور ہو کہ ایک کو دو برائیوں میں سے اختیار کرے تو وہ بڑی کو اختیار کرے۔ جبکہ وہ کمتر کو بھی اختیار کر سکتا ہے؟ اس جملہ سوالات پر سب نے اظہار رضامندی کیا۔

میں نے کہا اس معاملہ خاص میں کیا تم کہتے ہو کہ ایسی کوئی چیز ہے جیسے دہشت اور خوف؟

کیا اس سے تم وہی سمجھتے ہو جو میں سمجھتا ہوں؟

پروڈیکس تم سے میں خطاب کرتا ہوں کہ اس سے میں ایک توقع بدی کی سمجھتا ہوں خواہ تم اس کو وحشت کہو یا خوف۔

پروطاغورس اور ہپیاس کی یہ رائے تھی کہ یہ معنی دہشت و خوف دونوں کے ہیں۔

پروڈیکس نے خیال کیا کہ یہ دہشت ہے خوف نہیں ہے۔

میں نے کہا پروڈیکس اس کا کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ مگر اس کا مضائقہ ہے۔ اگر ہمارے پیشتر کے نتائج صحیح ہیں کیا کوئی انسان دنیا میں اس چیز میں در آئیگا جس سے وہ ڈرتا ہے۔ جبکہ وہ داخل ہو سکتا ہے اس چیز میں

جس سے وہ نہیں ڈرتا ؟ یا یہ غیر ممکن ہے ہمارے پیشتر کے مسلمات سے ؟ کیونکہ ہم نے تسلیم کر لیا ہے کہ جس چیز سے وہ ڈرتا ہے اس کا بد ہونا یقین کرتا ہے اور جس کا بد ہونا وہ یقین کرتا ہے اس میں ہرگز نہیں مشغول ہوتا نہ اس کو بخوشی قبول کرتا ہے۔

سب نے اتفاق کیا۔

میں نے کہا پروڈیکس اور ہپیاس چونکہ اب ہم نے ان امور کو ثابت کر لیا ہے چاہیے کہ ہم پروطاغورس کو بلائیں تاکہ وہ اس جواب کی حمایت کرے جو اس نے اولاً دیا تھا — نہیں نہ بالکل اولاً — اولاً اس نے کہا تھا اجزائے فضیلت کے باب میں جو شمار میں پانچ تھے۔ کوئی ان میں سے مثل دوسرے کے نہ تھا اور یہ کہ ہر ایک ایک علٰحدہ فعل اپنا خاص رکھتا تھا۔ یہ وہ بیان نہیں ہے جس سے میری مراد ہے۔ بلکہ اس کے بعد والا۔ کیونکہ اس کے بعد اس نے کہا تھا کہ چاروں اجزا میں سے ایک معقول تقریبی مشابہت ایک دوسرے سے رکھتے ہیں۔ بلکہ یہ کہ پانچواں بہت فرق رکھتا ہے اوروں سے یہ پانچواں جرأت ہے اور اس نے مجھ سے کہا تھا مجھے اس کا یقین ہونا چاہیئے بذریعہ مصرحہ ذیل واقعہ کے اس نے کہا سقراط تم پاؤ گے انسان بڑے بیدین اور ناانصاف اور بے اعتدال اور جاہل جو جرأت میں بہت ممتاز ہیں۔

اس سے تم کو ثابت ہوگا کہ جرأت بہت اختلاف رکھتی ہے فضیلت کے دوسرے اجزا سے اور چونکہ میں اس جواب سے اس وقت متعجب ہوا تھا۔ اس نے مجھ کو اب بھی متعجب کیا ہے بلکہ زیادہ تر میری گزشتہ تحقیقات سے تمھارے ساتھ بہر طور اس وقت میں نے اس سے یہ پوچھا تھا کہ آیا جری ہونے سے اسکی مراد تہور شعاری ہے۔ اس نے کہا ہاں اور انسانوں کو شوق ہوتا ہے مقابلہ کا کیا تم کو یاد ہے پروطاغورس یہ جواب دینا ؟

اس نے جواب دیا ہاں مجھے یاد ہے۔

میں نے کہا پس آؤ ہم سے کہو کہ وہ کیا ہے۔ تمھارے نزدیک جری جس کے مقابلہ کے شایق ہیں ؟ کیا یہ وہی بات ہے جیسے بزدل ؟

نہیں -
پس یہ مختلف ہے -
ہاں -
کیا بزدل اس چیز میں مشغول ہوتے ہیں جس میں سلامتی ہے اور بہادر انسان اس چیز میں جو مہیب ہے -
سقراط - ایسا ہی عموماً کہا جاتا ہے -
میں نے کہا تم سچ کہتے ہو مگر یہ میرا سوال نہیں ہے - تمہارے نزدیک وہ کیا چیز ہے جس کے مقابلہ کرنے کا بہادر آدمیوں کو شوق ہے ؟ وہ جو کہ مہیب ہے - یہ یقین کر کے کہ وہ مہیب ہے - یا وہ جو مہیب نہیں ہے ؟
کیوں پہلا (مقدم الذکر) سقراط تمہاری پچھلی دلیلوں نے اس کو غیر ممکن ثابت کیا ہے -
میں نے کہا پھر تم حق پر ہو اگر ہمارا استدلال صحیح تھا کہ کوئی انسان نہیں مشغول ہوتا اس چیز میں جس کو وہ مہیب یقین کرتا ہے چونکہ ہم نے یہ دریافت کیا تھا کہ اپنے اوپر حاکم ہونے کی کمی علم کی کمی ہے -
اس نے کہا مسلم -
لیکن - بجائے دیگر تمام انسان مشغول ہوتے ہیں اس چیز میں جو ان میں اطمینان پیدا کرتی ہے خواہ وہ بزدل ہوں خواہ جری اور اس نقطۂ نظر سے بہر طور دونوں پہلا اور دوسرا مقابلہ کرتے ہیں انہی چیزوں کا -
اس نے کہا مگر میں تم کو یقین دلاتا ہوں سقراط کہ کوئی دو چیزیں زیادہ تقابل ایک دوسرے سے نہیں رکھتی ہیں جس سے بزدل اور بہادر مقابلہ کرتے ہیں مثلاً اولاً یہ ہوتا ہے کہ موخر الذکر راضی ہیں جنگ پر اور مقدم الذکر نہیں -
میں نے پوچھا جبکہ اس میں مشغول ہونا قابل احترام ہو یا شرمناک ہو؟
اس نے جواب دیا جبکہ یہ قابل احترام ہو -
اور اگر یہ قابل احترام ہے تو یہ نیک بھی ہے بموجب ہمارے پہلے

مسلمہ کے کیونکہ ہم نے تسلیم کیا تھا تمام قابل احترام افعال نیک ہیں۔
اس نے کہا ہم نے یہ کہا تھا۔ اور میری ہمیشہ یہی رائے ہے۔
میں نے جواباً کہا بہت مناسب بھی ہے لیکن کونسا طبقہ تم کہتے ہو کہ رضامند نہیں ہے جنگ پر جبکہ یہ قابل احترام اور نیک ہے؟
اس نے جواب دیا بزدل لوگ اور جبکہ یہ قابل احترام اور نیک ہے تو یہ خوشگوار بھی ہے؟
یقیناً بموجب ہمارے مقدمات کے۔
کیا بزدل جان بوجھ کے انکار کرتے ہیں مشغول ہونے سے اس چیز میں جو قابل احترام اور خوشگوار اور نیک ہے؟
نہیں۔ کیونکہ اگر ہم اس کو تسلیم کرلیں تو ہم اپنے پہلے مسلمات کو پلٹ دیں گے؟
اور جری آدمی کیا نہیں مشغول ہوتا اس چیز میں جو قابل احترام اور خوشگوار اور نیک ہے۔
مجھ کو ضرور تسلیم کرنا چاہئے کہ وہ ایسا کرتا ہے۔
پس اختصاراً ایک لفظ میں۔ جری آدمی فرومایہ خوفوں سے نہیں ڈرتے جبکہ وہ ڈریں۔ نہ ان کے دل میں سماتا ہے کمینہ اطمینان۔ کیا یہ صحیح نہیں ہے؟
اس نے جواب دیا ہاں یہ صحیح ہے۔
اور اگر کمینہ نہیں ہے تو وہ قابل احترام نہیں ہے۔
تسلیم کیا۔
اور اگر قابل احترام ہے تو نیک ہے؟
اور کیا بزدل بے حیا ہیں اور شوریدہ مزاج بخلاف اس کے فرومایہ خوف رکھتے ہیں۔ اور ان میں فرومایہ اطمینان سمایا ہوا ہے۔
اور جب وہ جرات کرتے ہیں فرومایہ اور بدکام کی تو کیا سوائے جہالت اور ناسمجھی کے اور کسی وجہ سے جرات کرتے ہیں۔
اس نے جواب دیا نہیں۔

پھر میں نے کہا جو چیز بزدلوں کو بزدل کرتی ہے تم اس کو بزدلی کہتے ہو یا جرأت۔
بزدلی بیشک۔
اور وہ بزدل پائے گئے ہیں بسبب اپنی اس چیز کی جہالت کے جو کہ عظیم ہے۔
یقیناً وہ ایسی ہی ہیں۔
پس یہی جہالت ہے جو ان کو بزدل بناتی ہے؟
مسلم ہے۔
اور وہ چیز جو ان کو بزدل بناتی ہے تم نے مان لیا ہے کہ وہ بزدلی ہے
اس نے کہا میں نے مان لیا ہے۔
پس جہالت اس چیز کی جو عظیم ہے اور نہیں عظیم ہے اور جو عظیم نہیں ہے بزدلی ثابت ہوتی ہے۔
اس نے اپنا سر ہلایا۔
پھر میں نے کہا کیا جرأت مقابل ہے بزدلی کی؟
ہاں۔
کیا علم اس چیز کا جو کہ عظیم ہے اور نہیں عظیم ہے مقابل ہے اس کی جہالت کا۔
اس موقع پر بھی اس نے اپنا سر ہلایا۔
اور جہالت اس کی بزدلی ہے؟
اگرچہ بہت بری طور سے یہاں بھی اس نے اپنا سر ہلایا۔
پس علم اس چیز کا جو کہ عظیم ہے اور نہیں عظیم ہے جرأت ہے کیونکہ یہ مقابل اسی کی جہالت کے ہے۔
اس پر نہ اس نے کوئی علامت ظاہر کی اور نہ ایک لفظ کہا۔ پس میں نے کہا یہ کیا ہے پروطاغورس کہ نہ تم ہاں کہتے ہو نہ نہیں میرے سوال پر؟
اس نے کہا تم آپ ہی تمام کرو۔

صرف ایک اور سوال میں تم سے پوچھوں گا۔ کیا اب بھی تم خیال کرتے ہو جیسا تم نے کیا تھا۔ کہ بعض آدمی بہت جاہل ہیں اور اس کے ساتھ ہی بہت جری بھی ہیں۔

معلوم ہوتا ہے کہ تم اس پر بہت اصرار کرتے ہو کہ جواب میرے طرف سے ہو۔ اچھا میں تم کو اس حد تک مہلت دیتا ہوں اور کہتا ہوں کہ ہمارے بیشتر کے مسلمات سے یہ ناممکن معلوم ہوتا ہے۔

میں نے کہا میں تم کو یقین دلاتا ہوں کہ میرا اور کوئی منشا ان سوالات سے نہیں ہے سوائے اس کے کہ میں نسبتیں فاضلانہ اشیا کی مشاہدہ کروں اور خود فضیلت کی ماہیت سمجھوں۔ کیونکہ مجھ کو یقین ہے کہ اگر یہ امر ایک بار دریافت ہو جائے تو ہم دوسرے کو معلوم کرلیں گے جس پر تم اور میں دونو نے ایک طولانی تقریر کی ہے میں نے اس بات کے ماننے میں کہ فضیلت نہیں تعلیم دیجا سکتی اور تم نے اس پہ کہ تعلیم کی جا سکتی ہے اور میں گمان کرسکتا ہوں کہ منشاء ہمارے مکالمہ اور یورش اور تضحیک کا بحیثیت ایک انسانی ہستی کے اور یہ کہ اگر یہ ایک آواز رکھتی تو یہ کہتی تم عجیب شخص ہو۔ سقراط اور پروطاغورس دونو۔

تم سقراط جس نے اولاً یہ مانا تھا کہ فضیلت نہیں سکھائی جا سکتی اب اپنی تنقیص پر مائل ہو۔ اس ثبوت کی کوشش سے کہ تمام اشیا علم ہیں۔ عدالت بھی اور تمیز بھی اور جرات بھی یہ طریقہ استدلال کا جو صاف صاف اس نتیجہ پہ لیے جاتا ہے کہ علت ایک شئے ہے جو سکھائی جا سکتی ہے۔ کیونکہ اگر فضیلت اور علم میں اختلاف ہو۔ پروطاغورس جس کے ماننے کی کوشش کرتا ہے تو بداہتہً صلاحیت سکھائے جانے کی نہ ہوگی۔ لیکن اب اگر یہ پایا جائے کہ سب علم ہے جس پر سقراط تم اصرار کرتے ہو تو یہ بیشک عجیب امر ہوگا کہ یہ سکھائی نہیں جا سکتی۔ پروطاغورس بجائے دیگر۔ جس نے یہ دعوے سے ابتدا کی تھی کہ وہ اس کو سکھا سکتا ہے اب اس بات کے ثابت کرنے پر اس دعوے کے خلاف کہ یہ تقریباً کوئی اور چیز ہے نہ کہ علم فلہذا یہ آخر چیز دنیا میں ہے جو سکھائی جا سکے لہذا میں پروطاغورس اس بات کو مشاہدہ کرکے کہ کس قدر اشد اضطراب ہے

جس میں یہ سب معاملات ڈال دئے گئے ہیں۔ میں بالکل آرزو مند ہوں کہ یہ امور روشنی میں لائے جائیں اور خوش ہوں گا کہ ہم اپنی آخری تحقیق کی پیروی کریں۔ ماہیت فضیلت کی دریافت کریں اور پھر اس پر غور کریں کہ یہ لائق سکھائے جانے کے ہے ورنہ ایپی میتھیوس جس کا ذکر تمھارے افسانہ میں ہے ہم کو دغا سے غلطی میں ڈالدیگا۔ ٹھیک اسی طرح جیسے تقسیم میں افعال کی اس نے نادانی سے ہم سے غفلت کی بموجب تمھارے حساب کے پہلے خیال نے تمھارے پرامی تھیوس مجھ کو زیادہ تر خوش کیا بہ نسبت اس کے بھائی کے مابعد کے خیال کے اور چونکہ میں نے پرامی تھیوس کو اپنا مشورہ کار مانا ہے اور اس کے اول کے خیال سے اپنی آئندہ کی زندگی پر نظر کرتا ہوں میں ان امور کے مطالعہ میں اپنے تئیں مشغول کرتا ہوں اور جیسے میں نے پہلے کہا تھا تمھارے ساتھ شریک ہو جاوں اگر تم کو ان امور کی تہ تک جانے میں کوئی اعتراض نہ ہو۔

اس بات پر پروطاغورس نے جواب دیا میں بجائے خود سقراط تمھاری سرگرمی اور تمھارے ہنر کی جو تم نے براہین کے انکشاف میں کی ہے تعریف کرتا ہوں۔ کیونکہ میں غور کرتا ہوں کہ کسی مطمح نظر سے برا آدمی نہیں ہوں اور یہ کہ دنیا میں حاسد ہونے میں آخر شخص ہوں۔ اسی طرح میں نے اکثر تمھاری نسبت کہا ہے کہ اپنے شناساؤں میں۔ میں تمھاری سب سے زیادہ قدر کرتا ہوں اور تمھاری عمر کے لوگوں میں اس بھی زیادہ۔ اور میں یہ اضافہ کرتا ہوں کہ مجھ کو تعجب نہ ہوگا اگر تم ایک مقام ممتاز بزرگوں میں حاصل کرلو اور اس مباحثہ کی نسبت ہم اس کو کسی آئندہ موقع پر جاری کرینگے۔ جب تم کو گوارا ہو لیکن آج مجھ کو دیر ہو گئی ہے دوسرے کاموں کے کرنے میں۔

میں نے کہا ایسا ہی ہوگا اگر تمھاری یہ خوشی ہے کیونکہ مجھ کو بھی اس سے بہت پیشتر اس کام پر جانا تھا جس کا میں نے ذکر کیا۔ میں نے صرف خوبصورت کیلاس کے خوش کرنے کے لئے توقف کیا۔

ہمارا مکالمہ اس طرح سے تمام ہوا اور ہم اس مکان سے چلے گئے۔

تمّت

# صحت نامہ

## فیدرس، لائیسیس اور پروطاغورس (افلاطون)

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱ | ۲ | ۳ | ۴ | ۱ | ۲ | ۳ | ۴ |
| ۲۲ | ۲۵ | رسم وہ راہ | رسم و راہ | ۹۳ | ۱۵ | ائیسوکیٹس (Isocrares) | ائیسوکریٹس (Isoerates |
| ۳۰ | ۲۱ | انھوں | انھوں نے | ۹۴ | ۸ | دیوتاؤں کی بجائے | دیوتاؤں سے کی جائے |
| ۳۶ | ۱ | نفس ہتوارپہ | نفس پتوار پر | ۱۲۱ | ۱ | بادشمنی | یادشمنی |
| ″ | ۱۷ | مشا بہت | مشابہت | ۱۲۳ | ۱۶ | موجودہ ہونے | موجود ہونے |
| ۴۵ | ۱۹ | تردور | تردد | ۱۳۰ | ″ | ضرر رسانی | ضرر رساں |
| ۴۸ | ۲۵ | ہوبا ہے | ہوتا ہے | ″ | ۱۶ | آخیری | آخری |
| ۶۴ | ۱۳ | کہ وہ کہ ان | کہ وہ ان | ۱۳۱ | ۱۴ | ایسے چیزوں | ایسی چیزوں |
| ۶۶ | ۹ | بھر بھی | پھر بھی | | | | |
| ۷۷ | ۵ | اورا | ماورا | ″ | ۱۱ | منکرثینس | منکزینس |
| ۷۸ | ۲۵ | سیکھاتا | سکھاتا ہے | ۱۳۹ | ۲۱ | ہیوکرینس | ہیوکریٹس |
| ۷۹ | ۴ | ایسی میں | اسی میں | ۱۴۶ | ۶ | (Pavalus) | (Paralus) |
| ۸۱ | ۶ | اور محل اور بے محل | محل اور بے محل | ″ | ۲۲ | ہیپیاس | ہپیاس |
| ۸۴ | ۱۲ | زبیا | زیبا | ″ | ۱۶ | آگیتھس | آگیتھن |
| ۸۷ | ۹ | ظاہر کرنا ہے | ظاہر کرتا ہے | ۱۴۹ | ۳ | شلی ہومر | مثل ہومر |
| ۹۳ | ۷و۸ | ہیں میں خیال | میں خیال | ۱۵۰ | ۲۲ | جون ہیں | جوں ہی |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱۵۳ | ۱۰ | فاضلہ | غلغلہ | ۱۹۸ | ۲ | جاہل | جاہل |
| ۱۵۷ | ۱۵ | فرزہ فرزہ وحشیاں صحرا | فرداً فرداً وحشیانِ صحرا | ۲۰۰ | ۱۴ | میرے تحقیق | میری تحقیق |
| ۱۶۰ | ۲ | ملامت عملی میں | ملامت عمل میں | ۲۰۳ | ۲ | میں غلط پر تھا | میں غلطی پر تھا |
| ۱۶۱ | ۱۴ | بخار کا | نجّار کا | ″ | ۸ | پیروی کرتے سے | پیروی کرنے سے |
| ۱۶۲ | ۱۶ | پیہ دھے | پودے | ۲۰۴ | ۲۰ | دوسرے چیزیں | دوسری چیزیں |
| ۱۶۵ | ۹ | گاہ (اسٹیج) | تماشہ گاہ (اسٹیج) | ۲۰۵ | ۱۰ | پہنچنگے | پہنچیں گے |
| ″ | ۲۰ | اگر تم کو | اگر تم | ″ | ۱۱ | اس کے کی جسمانی | اس کی جسمانی |
| ۱۷۲ | ۹ | دوسرے چیزوں | دوسری چیزوں | ۲۰۷ | ۷ | جس کو میں | جس کی میں |
| ۱۸۱ | ۳ | طولانانی | طولانی | ″ | ۲۱ و ۲۲ | زمان آیندہ | زمانہ آیندہ |
| ۱۸۳ | ۲۴ | میری سوالوں | میرے سوالوں | ″ | ۲۲ | تمھارے زندگی | تمھاری زندگی |
| ۱۸۶ | ۵ | اس کو مدد کو | اس کی مدد کو | | | کے بیماریاں | کی بیماریاں |
| ۱۹۲ | ۲۲ | دکھتے ہو | دیکھتے ہو | ۲۰۸ | ۳ | ان کے پیروی | ان کی پیروی |
| ۱۹۳ | ۱۷ | مدد رکھتا ہوا اور | مدد رکھتا ہوا اور | ۲۱۰ | ۶ | تمھاری الفاظ | تمھارے الفاظ |
| ۱۹۵ | ۸ | رجوع کرہا ہے | رجوع کرتا ہے | ۲۱۱ | ۲۳ | خواہ قریب | خواہ قریب |
| ۱۹۶ | ۳ | زباں ستائش | زبانِ ستائش | | | یا بعید ہو | بعید ہو |
| ۱۹۷ | ۱۵ | راضی ہوں کے تم پر | راضی ہوں کہ تم پر | | | | |